بفیض روحانی: امام الہند حضور صدرالافاضل الشاہ سید محمد نعیم الدین قادری (صاحب تفسیر خزائن العرفان)
بعنایات شہزادگان صدرالافاضل علیہم الرحمہ

سرپرست اعلیٰ: نبیرہ صدرالافاضل حضرت علامہ سید عظیم الدین نعیمی سجادہ نشین خانقاہ نعیمیہ اسلام پور

تعلیماتِ صدرالافاضل کا ترجمان، مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

شش ماہی

ضربِ صدرالافاضل

اسلام پور، دبراجپور بنگال

ZARBE SADRUL-AFAZIL

ربیع الآخر تا جمادی الآخر ۱۴۳۹ھ | جلد نمبر ۱: شمارہ نمبر ۱ | جنوری تا جون ۲۰۱۸ء

ہدیہ فی شمارہ: --/25 روپے سالانہ زرتعاون: -/50 روپے
خصوصی تعاون: -/3000 روپے

Shash maahi Zarbe Sadrul Afazil
Islampur, Dubraj pur, West Bangal,
E,mail:- zarbesadrulafazil@gmail.com

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

مشمولات ضرب صدرالافاضل

☆☆☆☆

اداریــــہ

جس میں ہلچل نہ ہو اس زیست میں رکھا کیا ہے؟

خانقاہ نعیمیہ بنگال کی صحافتی میدان میں آمد ایک خوش آئند مستقبل کا اشارہ

غلام مصطفیٰ نعیمی
gmnaimi@gmail.com

کسی مفکر نے کہا تھا کہ کامیابی کے لیے تین باتوں کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اول ماضی سے سبق حاصل کرنا۔ دوم حال کا صحیح استعمال کرنا۔ سوم مستقبل کے تئیں پر امید رہنا۔ اگر ان تین باتوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے جدوجہد کی جائے تو کامیابی انسان کے قدم چومتی نظر آتی ہے۔ شاہراہ زندگی پر چلنے والے اکثر افراد ان اصولوں کی پاسداری نہیں کر پاتے یا پھر ان میں توازن برقرار نہیں رکھ پاتے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ سخت جدوجہد کے باوجود بھی کامیابی کی دہلیز سے دور ہی رہ جاتے ہیں۔

ماضی سے سبق حاصل کرنا:

ہر انسان، تنظیم، تحریک یا قوم کا اپنا ایک ماضی ہوتا ہے۔ چاہے وہ روشن ماضی رہا ہو یا تاریک! لیکن ایک ماضی ضرور ہوتا ہے۔ اگر انسان کی خواہش ہے کہ وہ کامیابی کے ہمالہ پر اپنی فتح و کامرانی کا پرچم لہرائے تو سب سے پہلے اسے اپنے ماضی کی طرف دیکھنا پڑے گا کہ اس کی قوم نے ماضی میں کیا کارنامے انجام دیے ہیں۔ اگر اس کی قوم، خاندان نے سخت راستوں پر چل کر کامیابی کی منزلوں کو حاصل کیا ہے تو ایسا ماضی انسان کو بڑی سے بڑی منزل کو پا لینے کے لیے ایک بڑی ترغیب کا کام کرتا ہے۔ اور وہ اپنے خاندان وقبیلہ کی ہمت و جفاکشی سے ترغیب پا کر ذہنی طور پر کسی بھی مشکل سے لڑنے کے لیے دوسروں کے مقابل زیادہ تیار ہوتا ہے۔

اگر کسی قوم، خاندان کا ماضی ایسا نہیں ہے جو کسی بڑے کام کی ترغیب دلا سکے تو بھی اس قوم کی اغلاط کو نظر میں رکھ کر کامیابی کی جانب پیش قدمی کی جا سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خود تجربہ کر کے وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ دوسروں کے تجربہ سے فائدہ اٹھا لیا جائے۔ اگر کسی فرد کی قوم یا خاندان نے کوئی کار ہائے نمایاں انجام نہیں دیے تو بھی انسان اپنے خاندان و قبیلے کی ان فکری خطاؤں کو نشان زد کرے جو راہ ترقی میں سد راہ بنتی ہیں۔ ان اقدامات پر توجہ دے جس نے اس کی قوم کو کامیابیوں سے روک دیا۔ اگر انسان اپنی قوم کی اغلاط سے سبق حاصل کر آگے کا راستہ طے کرے تو امید کی جاتی ہے کہ وہ ان اغلاط سے بچ جائے گا جو اس کے خاندان و قبیلے کو آگے بڑھنے سے روکتی رہی، اس طرح انسان اپنے خراب ماضی سے سبق حاصل کر شاہراہ ترقی پر اپنا سفر بحسن وخوبی آگے بڑھا سکتا ہے۔

حال کا صحیح استعمال کرنا:

ماضی سے سبق حاصل کرنے کے بعد اگلا مرحلہ آتا ہے زمانہ حال کا! کامیابی کے حصول کے ضروری ہے کہ انسان نے ماضی کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کے بعد ایسے خطوط بنائے ہوں جو اسے کامیابی کی طرف لے جائیں۔ ماضی سے جو سبق انسان نے حاصل کیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے انسان اپنے موجودہ وقت کا کیسا استعمال کرتا ہے، اسی پر کامیابی کا دارومدار ہے۔ اگر ''حال'' کا صحیح استعمال ہے تبھی کامیابی کا حصول ممکن ہے ورنہ صرف اچھے ماضی کے سہارے کامیابی کی تمنا کسی دیوانے کے خواب سے زیادہ نہیں۔ آج کل ناکامی کی ایک بڑی وجہ وقت موجودہ کا صحیح استعمال نہ کرنا بھی ہے۔ ماضی کتنا ہی روشن کیوں نہ ہو اگر ماضی کے روشن چراغ میں ''حال'' کا روغن نہیں ڈالیں گے تو چراغ زیادہ دیر تک آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔

مستقبل کے تئیں پر امید ہونا:

ماضی سے سبق، حال کا صحیح استعمال کرنے کے بعد معاملہ انسانی دسترس سے باہر ہے۔ کہ مستقبل پر انسان کا کوئی بس نہیں۔ اور نا ہی انسان مستقبل پر نظر رکھ سکتا ہے؟ ہاں ایک بندہ مومن ہونے کے ناطے یہ ہمارے عقیدے کا حصہ ہے کہ ہم کسب کریں اور نتیجہ اپنے رب کے سپرد کر دیں اور امید رکھیں کہ مولیٰ تعالیٰ ہماری محنت کا اچھا پھل عطا فرمائے گا۔ قدرت خداوندی کا دستور ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے نا امید نہیں فرماتا بلکہ اس کی رحمت تو اس طرح اعلان کرتی ہے۔ ع

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہروِ منزل ہی نہیں

خانقاہ نعیمیہ خدمات کے آئینے میں:

سرزمین مرادآباد انتہائی مردم خیز زمین واقع ہوئی ہے جہاں علم وفن کے کئی آفتاب و ماہتاب الگ الگ زمانوں میں افق علم پر جلوہ بار ہو کر ملت کو ضیا بار کرتے رہے ہیں۔ خانوادہ نعیمیہ اپنے علم وفضل، درس وتدریس اور علم دوستی کے حوالے سے اپنی ایک منفرد شناخت رکھتا ہے۔ یوں تو اس خانوادے کی سب سے بڑی پہچان امام الہند، فخر الاماثل، صدر الافاضل الشاہ سید محمد نعیم الدین قادری (صاحب تفسیر خزائن العرفان و بانی جامعہ نعیمیہ مرادآباد) کی ذات گرامی سے ہے لیکن آپ کے آباواجداد بھی اپنے اپنے عہد میں علم وفضل میں یکتا و یگانہ تسلیم کیے گیے ہیں۔

حضرت صدرالافاضل کے اجداد میں مولانا سید کریم الدین آرزوؔ، حضرت مولانا سید غلام محی الدین ہوشؔ، حضرت مولانا سید امین الدین راسخؔ اور والد گرامی حضرت مولانا سید معین الدین نزہتؔ علیہم الرحمہ ان اساتذہ علم وفن میں سے جن سے اکتساب فیض کرنے والوں میں اپنے اپنے عہد یکتائے روزگار افراد شامل ہیں۔

ملک الشعرا نواب مہدی علی خاں ذکیؔ، نظیر شاہ خاں شادؔ، سیف اللہ ثاقب اور جگر مرادآبادی جیسے ماہرین فن اسی خاندان کے در علم سے سیراب ہونے والے طلبہ میں شامل ہیں۔ بعد میں حضرت صدرالافاضل کی ہمہ جہت شخصیت نے اس خاندان کی شہرت وعزت کو چہار دانگ عالم میں بوئے گل کی مانند پھیلا دیا اور یہ دیگر علمی خاندانوں کی طرح یہ خاندان بھی اپنی شخصی نسبت کی بنیاد پر "خانوادہ نعیمیہ" کے نام سے پورے برصغیر ہندو پاک میں پہچانا گیا اور آج دنیا کے کئی بڑے ممالک میں اس خانودہ کو بڑے احترام سے دیکھا جاتا ہے۔

جس طرح صدرالافاضل کے اجداد گرامی نے علم وادب کی مشاطگی کی اسی طرح آپ کے شہزادگان واخلاف نے خاندانی روایت کی پاسداری کرتے ہوئے علم وادب اور خدمت خلق کے کاموں کو بحسن وخوبی جاری رکھا۔ آپ کے شہزادگان میں صدر العلما حضرت مولانا سید ظفر الدین نعیمی، رہنمائے ملت حضرت مولانا سید اختصاص الدین نعیمی نے اپنے والد گرامی کی وراثت علمی کی جس طرح حفاظت کی اور اپنی تحریر و تقریر سے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہ سب وقت کے سینے پر محفوظ ہے۔

آپ کے نبیرگان میں فدائے ملت حضرت مولانا سید مظفر الدین نعیمی، رضوان ملت حضرت مولانا سید رضوان الدین نعیمی، عرفان ملت حضرت مولانا سید عرفان الدین نعیمی علیہم الرحمہ نے اپنے علمی، مشربی، طریقتی، تبلیغی کارناموں سے الولد سر لابیہ کی حسین تفسیر پیش کرتے رہے ہیں۔

خانقاہ نعیمیہ اسلام پور بنگال:

مرادآباد سے زائد از ہزار کلومیٹر دور خانوادہ نعیمیہ کی ایک شاخ آباد ہوئی اور یہ جاں گسلی فدائے ملت حضرت علامہ سید شاہ مظفر الدین نعیمی علیہ الرحمہ نے قبول فرمائی اور اس سنگلاخ زمین کو نعیمی فیضان سے مستفیض فرمایا۔ مرادآباد کی شاہانہ زندگی اور شہری آسائشوں سے بھرے وطن کو چھوڑ کر بنگال کے ایک دور افتادہ خطے کو اپنی علمی وتبلیغی خدمات کے لیے منتخب فرما کر یہ بتادیا ع

یہ تو راہ شوق جنوں ہے اسے راحتوں کی سزا نہ دے
کہ وہ عشق بھی کوئی عشق ہے جو اذیتوں میں مزا نہ دے

آسن سول ریلوے اسٹیشن سے قریب ۸۰ کلومیٹر دور اسلام پور دبراجپور ایک اوسط درجے کا قصبہ ہے۔ جہاں آج بھی ایک بھی محلہ مرادآباد کی

طرح نہیں ہے، تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اب سے ۳۰، ۴۰ سال قبل یہ علاقہ کیسا رہا ہوگا؟ لیکن اس سخت زمین کو فدائے ملت نے اپنے عزم و استقامت کے ہل سے جوت کر، اپنے سوز دروں کی بوچھاروں سے سینچا اور اخلاص عمل کی ہواؤں سے اس دینی فصل کی نگہداشت فرمائی نتیجتاً آج اسلام پور دبراجپور کی دینی فصل کی بہاریں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

موجودہ شہزادگان میں سے صاحب سجادہ حضرت مولانا سید عظیم الدین نعیمی، نائب سجادہ نجم العلما حضرت مولانا سید نظام الدین نعیمی صاحبان کی جواں سال قیادت میں خانقاہ نعیمیہ نے تبلیغ دین اور اشاعت علم کے میدان میں نت نئے مراحل ترقی طے کیے ہیں۔

آج خانقاہ نعیمیہ کے یہ شاہین صفت شہزادے اپنے اجداد کے مشن کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے صحافت کے میدان میں قدم رنجائی فرمارہے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہی قبلہ نجم میاں نے فقیر سے فرمایا تھا کہ ''نعیمی صاحب! جلد ہی خانقاہ سے ایک مجلہ جاری کرنے کا ارادہ ہے''۔ یقیناً یہ جملہ اوقات قبولیت میں ادا ہوا تھا کہ فوراً ہی اسباب مہیا ہوتے گیے اور آج یہ ششماہی مجلہ ''ضرب صدر الافاضل'' آپ کے ہاتھوں کی زینت بنا ہوا ہے۔

صدر الافاضل اور صحافت:

میدان صحافت سے صدر الافاضل کا جڑاؤ اوائل جوانی سے ہی تھا۔ آپ بخوبی جانتے تھے کہ قوموں کو اذہان وقلوب کو متاثر کرنے کا ایک اہم ذریعہ صحافت ہے۔ اوائل جوانی میں ہی حضرت صدر الافاضل ابوالکلام آزاد کے اخبار 'الہلال اور البلاغ' میں لکھا کرتے تھے۔ لیکن جب آزاد صاحب نے اہل سنت کی راہ سے الگ راستہ پکڑا تو آپ نے اخبار سے علاحدگی اختیار کرلی۔ اس کے بعد 1919ء میں آپ نے ماہنامہ ''السواد الاعظم'' جاری فرمایا جس کے مدیر اعلیٰ تاج العلما حضرت مفتی محمد عمر نعیمی قدس سرہ منتخب کیے گیے۔ عرصہ دراز تک 'السواد الاعظم' اہل سنت کی نمائندگی کرتا رہا اور اپنے عہد کی ایک بڑی ضرورت کی تکمیل کا سامان فراہم کیا۔

صحافت کی اہمیت کا یہ احساس صدر الافاضل کے شاگردوں میں بھی منتقل ہوا اور آپ کے بعد بھی آپ کے دور بیں شاگردوں نے صحافت کے میدان میں بھی اہل سنت کی قیادت کا حق بخوبی ادا کیا۔ مخدوم ملت حضرت مفتی سید غلام معین الدین نعیمی (مدیر اعلیٰ سواد اعظم لاہور) قاضی احسان الحق نعیمی بہرائچی (مدیر ماہنامہ الرضا بریلی) پیر کرم شاہ ازہری (مدیر ماہنامہ ضیائے حرم لاہور) نبیرہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید رضوان الدین نعیمی (مدیر ماہنامہ صدر الافاضل مرادآباد) جیسے اعاظم اہل سنت ان عظیم المرتبت افراد میں شامل ہیں جنھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے میدان صحافت کو بھی وقار عطا فرمایا ہے۔ انہیں بزرگوں کے نقش پا کی پیروی میں فقیر نعیمی نے 2011ء میں دار السلطنت دہلی سے ''سہ ماہی سواد اعظم'' جاری کر کے دیار صدر الافاضل کے خوشہ چینوں کی خدمت گاری کا شرف حاصل کیا۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

ضرب صدر الافاضل اہداف ومقاصد:

ہر رسالہ کا اپنا ایک مقصد اور ہدف ہوا کرتا ہے۔ یہ رسالہ بھی اس فکر سے بے نیاز نہیں ہے۔ اس اہم رسالے کے اہداف ومقاصد حسب ذیل ہیں:

۱۔ مذہب اسلام کی تعلیمات کو عام کرنا۔ ۲۔ قوم وملت کے نونہالوں میں تعلیمی اسپرٹ بیدار کرنا۔ ۳۔ مسلک اہل سنت (مسلک اعلیٰ حضرت) کے معمولات ومراسم کی حفاظت کرنا۔ ۴۔ مسلم معاشرہ میں موجود خرابیوں کی اصلاح کرنا۔ ۵۔ خانقاہوں کے مابین دوریوں کو کم کرانے میں کلیدی رول ادا کرنا۔ ۶۔ مشربی تعصب کے خاتمہ کے لیے مبنی بر حکمت کاوشیں کرنا۔ ۷۔ مخالفین اسلام کی ہرزہ سرائی کا جواب دینا۔

ہمیں امید ہے کہ جملہ برادران اہل سنت ان اہداف ومقاصد کے پورا کرنے میں رسالہ کا ہر طرح تعاون فرمائیں گے۔ ہماری کوشش رہے گی کہ جلد ہی رسالہ کا دورانیہ ششماہ سے گھٹا کر سہ ماہی اور پھر ماہنامہ تک لایا جائے لیکن یہ سب آپ کی محبتوں اور تعاون کے بغیر آسان نہیں ہے۔ اس لیے آیئے قوم وملت کی بقا اور حفاظت کے لیے شہزادگان صدر الافاضل کا ساتھ دیں، ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمت قوم میں اپنا حصہ پیش کریں۔ ان شہزادگان کے پاس ایک روشن ماضی اور زمانہ حال کے درست استعمال کی فکر جوان ہے امید ہے کہ آنے والے وقت میں کامیابی خود آگے آکر دامن پسارے کھڑی ہوگی۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے

قسط ۱

تفسیر خزائن العرفان

حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: سگ دربار صدر الأفاضل سید محمد مختیار الدین شبلی نعیمی
آستانہ عالیہ قادریہ نعیمیہ مرادآباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔
سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
بہت مہربان رحم والا
مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ
روز جزا کا مالک
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ
ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ
ہم کو سیدھا راستہ چلا
صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ
راستہ اُن کا جن پر تو نے احسان کیا
غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔
نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

(کنزالایمان)

(ف 1) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ

سورۂ فاتحہ کے اسماء: اس سورۃ کے متعدد نام ہیں۔ فاتحہ، فاتحۃ الکتاب، اُمُّ القرآن، سورۃ الکنز، کافیۃ، وافیۃ، شافیۃ، شفا، سبع مثانی، نور، رقیۃ، سورۃ الحمد، سورۃ الدعا، تعلیم المسئلہ، سورۃ المناجاۃ، سورۃ التفویض، سورۃ السوال، اُمُّ الکتاب، فاتحۃ القرآن، سورۃ الصلوۃ

اس سورۃ میں سات آیتیں، ستائیس کلمے، ایک سو چالیس حرف ہیں۔ کوئی آیت ناسخ یا منسوخ نہیں۔

شانِ نزول: یہ سورۃ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ یا دونوں میں نازل ہوئی۔ عمرو بن شرجیل سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں ایک ندا سنا کرتا ہوں جس میں اِقۡرَاۡ کہا جاتا ہے، ورقہ بن نوفل کو خبر دی گئی عرض کیا، جب یہ ندا آئے آپ باطمینان سنیں، اس کے بعد حضرت جبریل نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: فرمایئے: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول میں یہ پہلی سورت ہے مگر دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سورۂ اِقۡرَاۡ نازل ہوئی۔ اس سورت میں تعلیماً بندوں کی زبان میں کلام فرمایا گیا ہے۔

مسائل فقہیہ فی سورۃ الفاتحہ

مسئلہ: نماز میں اس سورت کا پڑھنا واجب ہے امام و منفرد کے لیے تو حقیقتاً اپنی زبان سے اور مقتدی کے لیے بقراءتِ حکمیہ یعنی امام کی زبان سے۔ صحیح حدیث میں ہے "قِرَاءَۃُ الۡاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ" امام کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قرآن پاک میں مقتدی کو خاموش رہنے اور امام کی قرأت سننے کا حکم دیا ہے "وَ اِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَ اَنۡصِتُوۡا" (الاعراف:204)

مسلم شریف کی حدیث ہے "اِذَا قَرَاَ فَاَنۡصِتُوۡا" جب امام قرأت کرے تم خاموش رہو اور بہت احادیث میں یہی مضمون ہے۔

مسئلہ: نمازِ جنازہ میں دُعا یاد نہ ہو تو سورۃ فاتحہ بہ نیت دعا پڑھنا جائز ہے، بہ نیت قرأت جائز نہیں۔ (عالمگیری)

سورۂ فاتحہ کے فضائل

احادیث میں اس سورۃ کی بہت سی فضیلتیں وارد ہیں، ان میں سے کچھ فضائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت ابوسعید بن مُعلّٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں، میں نماز پڑھ رہا تھا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا لیکن میں نے جواب نہ

دیا۔(جب نماز سے فارغ ہوکر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو) میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ''اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔(انفال: ۲۴) پھر ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی سب سے عظیم سورت نہ سکھاؤں؟ پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ میں ضرور تمہیں قرآن مجید کی سب سے عظمت والی سورت سکھاؤں گا۔ ارشاد فرمایا: ''وہ سورت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے، یہی ''سبع مثانی'' اور ''قرآنِ عظیم'' ہے، جو مجھے عطا فرمائی گئی۔(بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فاتحۃ الکتاب، ۳/ ۴۰۴، الحدیث: ۵۰۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا توریت وانجیل وزبور میں اس کی مثل سورت نہ نازل ہوئی۔(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آواز بڑے زور کی سنی دروازہ کھلنے کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا جو آج کھلا ہے اور آج کے علاوہ کبھی نہیں کھلا تھا۔ اس سے ایک فرشتہ اُترا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فرشتہ زمین پر آج کے علاوہ کبھی نہیں اُترا تھا۔ اس (فرشتہ) نے سلام کیا اور کہا خوش خبری ہو آپ کو دو نوروں کی جو آپ کو عنایت ہوئے ہیں اور سوائے آپ کے کسی نبی کو نہیں ملے۔ ایک سورۂ فاتحہ ہے، اور دوسرا سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔(مسلم شریف کتاب فضائل القرآن باب فضل الفاتحہ رقم الحدیث ۱۷۷٤)

سورۃ فاتحہ ہر مرض کے لیے شفا ہے۔(دارمی) سورۃ فاتحہ سو مرتبہ پڑھ کر جو دعا مانگے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔(دارمی)

سورۃ فاتحہ کے مضامین: اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، ربوبیت، رحمت، مالکیت، استحقاق عبادت، توفیق خیر، بندوں کے لیے ہدایت، توجہ الی اللہ، اختصاص عبادت، استعانت، طلب رشد، آداب دعا، صالحین کے حال سے موافقت، گمراہوں سے اجتناب ونفرت، دنیا کی زندگانی کا خاتمہ، جزا اور روزِ جزا کا مصرح ومفصل بیان ہے اور جملہ مسائل کا اجمال ہے۔

استعاذہ

تلاوت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنا سنّت ہے۔(خازن) لیکن شاگرد استاد سے پڑھتا ہو تو اس کے لیے سنت نہیں۔(شامی)

مسئلہ: نماز میں امام ومنفرد کے لیے سبحان سے فارغ ہو کر آہستہ اعوذ الخ پڑھنا سنّت ہے۔(شامی)

التسمیہ

مسئلہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قرآن پاک کی آیت ہے مگر سورۃ فاتحہ یا اور کسی سورۃ کا جز نہیں اسی لیے نماز میں جہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے۔ بخاری ومسلم میں مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے شروع فرماتے تھے۔

مسئلہ: تراویح میں جو ختم کیا جاتا ہے اس میں کہیں ایک مرتبہ بسم اللہ جہر کے ساتھ ضرور پڑھی جائے تاکہ ایک آیت باقی نہ رہ جائے۔

مسئلہ: قرآن پاک کی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کی جائے سوائے سورۃ برأت کے۔

مسئلہ: سورۃ نمل میں آیت سجدہ کے بعد جو بسم اللہ آئی ہے وہ مستقل آیت نہیں بلکہ جزو آیت ہے بلا خلاف اس آیت کے ساتھ ضرور پڑھی جائے گی، نماز جہری میں جہراً سری میں سراً۔

مسئلہ: نماز میں اعوذ باللہ وبسم اللہ قرأت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قرأت نہیں لہٰذا تعوذ وتسمیہ بھی ان کے لیے مسنون نہیں، البتہ جس مقتدی کی رکعت چھوٹ گئی ہو اور جب وہ اپنی باقی رکعت کو پڑھے اس وقت ان دونوں کو پڑھے۔(درمختار)

مسئلہ: تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں سنت ہے۔

مسئلہ: سورۂ فاتحہ کے بعد اگر اوّل سورت شروع کی تو تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے۔

مسئلہ: قرأت چاہے سری ہو یا جہری مگر بسم اللہ بہر حال آہستہ ہی پڑھی جائے گی۔(درمختار ردالمحتار)

مسئلہ: اگر تعوذ وتسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قرأت شروع کردی تو اب اعادہ نہ کرے کہ ان کا محل ہی فوت ہوگیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: ہر مباح کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے ناجائز کام پر بسم اللہ پڑھنا ممنوع ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حمد: مسئلہ: ہر کام کی ابتدا میں تسمیہ کی طرح حمدِ الٰہی بجالانا چاہیے۔ جس طرح بندہ مومن کو ہر کام کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرنی چاہیے اسی طرح ہر کام کے آغاز میں وہ اللہ کی حمد بھی کرتا رہے، تاکہ تسمیہ سے برکت حاصل کرلینے کے بعد اللہ کی حمد وثنا سے بندے کے قلب کو پاکی حاصل ہوجائے اور پروردگار عالم کی عظمت بندے کے دل میں جاگزیں ہو۔

مسئلہ: کبھی حمد واجب ہوتی ہے جیسے خطبہ جمعہ میں، کبھی مستحب جیسے خطبہ نکاح ودعا وہر امرِ ذیشان میں، اور ہر کھانے پینے کے بعد، کبھی سنت مؤکدہ جیسے چھینک آنے کے بعد۔ (طحطاوی)

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ: میں تمام کائنات کے حادث، ممکن، محتاج ہونے اور اللہ تعالیٰ کے واجب، قدیم، ازلی، ابدی، حی، قیوم، قادر، علیم ہونے کی طرف اشارہ ہے جن کو ربّ العالمین مستلزم ہے۔ دو لفظوں میں علم الٰہیات کے اہم مباحث طے ہوگئے۔

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ: ملک کے ظہور تام کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحق عبادت نہیں ہوسکتا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ دنیا دار العمل ہے اور اس کے لیے ایک آخر ہے۔ جہان کے سلسلہ کو ازلی وقدیم کہنا باطل ہے۔ اختتامِ دنیا کے بعد ایک جزا کا دن ہے اس سے تناسخ باطل ہوگیا۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ: ذکر ذات وصفات کے بعد یہ فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ اعتقاد عمل پر مقدم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے۔

مسئلہ: نَعْبُدُ کے صیغہ جمع سے ادا بجماعت بھی مستفاد ہوتی ہے اور یہ بھی کہ عوام کی عبادتیں محبوبوں اور مقبولوں کی عبادتوں کے ساتھ درجہ قبول پاتی ہیں۔

مسئلہ: اس میں ردِ شرک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کے لیے نہیں ہوسکتی۔

وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ: میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات وخدام واحباب وغیرہ سب عونِ الٰہی کے مظہر ہیں، بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیا وانبیا سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدہ باطلہ ہے کیونکہ مقربانِ حق کی امداد امدادِ الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں، اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ (18-الکہف:95) اور اَسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ (2-البقرۃ:153) کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی۔ حدیث شریف آیا ہے کہ جب مدد لینا چاہے تو کہے کہ اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ (حصن حصین)

حضرت ربیعہ ابن کعب اسلمی بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کچھ مانگ لو۔ میں نے کہا کہ آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کچھ اور مانگنا ہے؟ میں نے کہا کہ صرف یہی، تو حضور نے فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔ (مسلم) اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے بندوں سے استعانت چاہنا جائز ہے ورنہ حضور اس کی تعلیم کیوں دیتے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

معرفت ذات وصفات کے بعد عبادت، اس کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد مشغول دعا ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے فرض نماز کے بعد دعا کی اس کی دعا مقبول ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن)

اور امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ: حضرت علی فرماتے ہیں کہ جس نے فرض نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی دعا قبول ہے۔ (کنز العمال)

اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نماز سے فارغ ہو تو اسے چاہیے کہ چار

چیزوں کے لیے دعا کرے، عذاب جہنم، قبر، فتنہ محیا وممات، فتنہ دجال، اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔ مزکورہ حدیث مبارکہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہر نماز کے بعد خواہ وہ فرض نماز ہو یا غیر فرض با جماعت ہو یا بے جماعت جمعہ ہو یا عیدین سب کے بعد دعا کرنا مسنون ہے؛

''صراط مستقیم'' سے مراد اسلام ہے یا قرآن یا خلق نبی کریم ﷺ یا حضور کی آل واصحاب ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراطِ مستقیم طریق اہلِ سنت ہے جو اہلِ بیت واصحاب اور سنّت وقرآن وسوادِ اعظم سب کو مانتے ہیں۔

بعض کے نزدیک صراط مستقیم سے مراد قرآن کریم اور حضور اکرم ﷺ کا خلق عظیم ہے۔ اور اگر اس کو اس طرح کہا جائے کہ صراط مستقیم سے مراد حضور اکرم کا خلق عظیم ہے جو کہ قرآن کریم ہے جس کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یوں فرمایا کہ حضور کریم کا خلق عظیم قرآنِ حکیم ہے۔ اور علامہ شیخ اسماعیل حقی نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف تفسیر روح البیان میں اس آیت کریمہ کے ضمن کچھ اس طرح فرمایا ہے، یعنی صراط مستقیم دین قویم ہے اور دین قویم وہ ہے جس پر قرآن کریم دلالت کرتا ہے اور جس چیز پر قرآن کریم دلالت کرتا ہے وہ حضور کریم سید المرسلین اخلاقِ کریمہ ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کریم کا صحیح مدلول حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاکیزہ اخلاق ہیں اور یہی دین قویم ہے؛ اور اسی کو قرآن عظیم نے صراط مستقیم سے تعبیر فرمایا ہے۔

امام قاضی ایاض نور اللہ مرقدہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ ابو العالیہ اور حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا صراطِ مستقیم سے مراد حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام اور حضور کی اہل بیت اخیار اور اصحاب اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ اور صاحب خازن اپنی تفسیر، خازن میں فرماتے ہیں وقيل السنة والجماعة یعنی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ صراط مستقیم طریقہ حقہ اہل سنت و جماعت ہے، اس لیے کہ طریق اہل سنت ہی ہے جو اہل بیت، اصحاب، اور سنت وقرآن واور سوادِ اعظم سب کو مانتے ہیں.

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

جملہ اولی کی تفسیر ہے کہ صراط مستقیم سے طریق مسلمین مراد ہے، اس سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں کہ جن اُمور پر بزرگانِ دین کا عمل رہا ہے وہ صراط مستقیم میں داخل ہے۔

حضرت علامہ شیخ علاءالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن اپنی معارکتہ الآرا تصنیف تفسیر خازن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ جملہ اول کا بدل ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا توفیق اور ہدایت کے ذریعے، اور وہ انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں کیا، فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ۔ (نساء69)

اور اسے جنت میں ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہدا اور نیک لوگ، سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قوم موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے وہ لوگ ہیں جو دین سے متغیر نہیں ہوئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے اصحابِ مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی اہلِ بیت مراد ہے۔ (خازن ص ۲۳)

اور دوسری جگہ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا، اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (نساء:۱۱۵) یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اجماع، حجت ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں جس طرح کتاب وسنت کی مخالفت جائز نہیں (مدارک) اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے۔ اور حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ . فَإِنَّهُ مَنْ شذ شذ فِي النَّارِ۔ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو اور جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ ایک اور حدیث میں اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا کہ: يد الله على الجماعة، ومن شذ شذ إلى النار" (جامع الترمذی) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا (اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے مراد اللہ رب العزت کی جانب سے توفیق وتائید اور حفاظت اور مدد جماعت پر ہوتی ہے کیونکہ "الله ليس له جسما الله ليس له اعضاء،" اللہ جسم وجسمانیت سے پاک ہے) مذکورہ حدیث سے واضح ہو گیا کہ مذہب حق، اہل سنت و جماعت ہے، اور اس پر آیت کریمہ اور احادیث کثیرہ شاہد و عادل ہیں کہ اگر بارگاہ خداوندی تک رسائی حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے محبوب بندوں کی راہ اختیار کرو، اس لیے کہ

منعم علیھم کی اتباع سے صراط مستقیم نصیب ہوتی ہے، اور جس نے ان کی اتباع کی بجائے ان سے دشمنی رکھی ان سے عناد و عداوت کو اپنا ایمان سمجھ لیا ایسے بدبختوں کے لیے حدیث قدسی میں اللہ کے رسول نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول پیش فرمایا جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ: جو میرے اولیاء کا دشمن ہے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، یہ اولیاء اللہ سے دشمنی کا نتیجہ ہے نہ کہ ان سے محبت کا۔(رواہ البخاری) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ای غیر صراط الذین غضبت علیھم۔ "اس میں بندوں کے لیے ہدایت" ہے، اس سے پہلے ان لوگوں کا ذکر ہوا جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے انعام فرمایا جن پر اللہ کا غضب نہیں ہوا اور جو گمراہ نہیں ہوئے اور شکر گزار اور اطاعت شعار ہو کر مورد انعام و رحمت رہے، راہ راست سے نہ بھٹکے یعنی انعام یافتہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب یعنی بداعمالی اور ضلالت یعنی گمراہی اور بداعتقادی سے محفوظ ہیں. اب اس آیت میں غیر المغضوب سے کون مراد ہیں اور ضالین سے کون مراد ہیں تو ترمذی شریف کے روایت ہے؛

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغضوب علیھم سے یہود مراد ہیں اور ضالین سے نصاریٰ۔(ترمذی شریف کتاب تفسیر القرآن رقم الحدیث ۳۲۱۲)

مسئلہ: طالب حق کو دشمنان خدا سے اجتناب اور ان کی راہ و رسم سے وضع و اطوار سے پرہیز لازم ہے))

مسئلہ: ضاد اور ظاء میں مباینت ذاتی ہے یعنی صفات کا اشتراک انہوں متحد نہیں کر سکتا لہٰذا "غیر المغضوب" بظا پڑھنا اگر بقصد ہو تو تحریف قرآن و کفر ہے ورنہ ناجائز ہے۔

مسئلہ: جو شخص ضاد کی جگہ ظا پڑھے، اس کی امامت جائز نہیں۔(محیط برہان)" آمین" اس کے معنی ہے ایسا ہی کر، یا، قبول فرما۔

مسئلہ: یہ کلمہ قرآن نہیں ہے۔ مسئلہ: سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا سنت ہے۔ نماز کے اندر بھی اور نماز کے باہر بھی۔ مسئلہ: منفرد اور امام و مقتدی سب کے لیے آمین کہنا سنت ہے۔

مسئلہ: امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں آمین اخفاء کے ساتھ یعنی آہستہ کہی جائے۔ تمام احادیث پر نظر اور تنقید سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جہر کی روایتوں میں صرف وائل کی روایت صحیح ہے اس میں مد بہا کا لفظ ہے جس کی دلالت جہر پر قطعی نہیں جیسا جہر کا احتمال ہے ویسا ہی بلکہ اس سے قوی مد ہمزہ کا احتمال ہے اس لیے یہ روایت جہر کے لیے حجت نہیں ہو سکتی۔ دوسری روایتیں جن میں جہر و رفع کے الفاظ ہیں ان کی اسناد میں کلام ہے، علاوہ بریں وہ روایت بالمعنے ہیں اور فہم راوی حدیث نہیں، لہٰذا آمین کا آہستہ پڑھنا ہی صحیح تر ہے))

تفسیر روح البیان میں ایک حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا، حضرت جبریل امین نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ فاتحہ کے لیے آمین ایسے ہی ہے جیسے کتاب کے لیے مہر یعنی جس طرح مہر کے بغیر کتاب مکمل نہیں ہوتی اسی طرح بغیر آمین سورۃ فاتحہ مکمل نہیں ہوتی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آمین رب العالمین کی مہر ہے، جس اپنے بندے کی دعا پر مہر لگاتا ہے۔ یعنی جس طرح مہر والا لفافہ سوائے مکتوب الیہ کے کوئی نہیں کھول سکتا، اسی طرح آمین والی دعا ان شاء اللہ ضائع نہیں ہوگی۔ اور اسی طرح مشکوۃ باب القراءۃ فی الصلاۃ میں ہے کہ، اللہ کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب امام والضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ اس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں، جس کی آمین ملائکہ کے آمین کے موافق ہوگی اس کے سارے گزرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔(رواہ البخاری)

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

حال مقام، اسلامک ریسرچ سینٹر دیناجپور بنگلہ دیش

جھوٹ

جھوٹ ایسا گناہ ہے جو ہزاروں گناہ کبیرہ کو جنم دیتا ہے جھوٹ کی برائی اور جھوٹ کی مذمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن مجید بھی جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فنجعل لعنة الله على الكاذبين.

ترجمہ: تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

ان گنت احادیث کریمہ جھوٹ کی مذمت اور جھوٹوں کے ملعون و مردود ہونے کے بارے میں موجود ہیں۔ بس ایسی آیت کریمہ میں غور کریں کہ جس پر خدا کی لعنت ہو وہ پھر کس در پر جائے اور اپنی مرادیں پائے کہ سب کچھ اسی در سے ہے۔

قرآن کریم اور گلّہ بانی

(معاشی نقطۂ نظر سے)

توحید احمد نظامی علیمی
''کلیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ'' ٹریپولی، لیبیا

گلّہ بانی کا پیشہ دنیا کے قدیم ترین پیشوں میں سے ایک ہے، اسے انبیائے کرام علیہم السلام کا پیشۂ خاص کی اہمیت حاصل رہی ہے، اس ضمن میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ مشہور و معروف ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دس برس تک گلہ بانی کی، قرآن مجید فرمایا گیا ہے:

"قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ھتین علی ان تاجرنی ثمنی حجج فان اتممت عشرا فمن عندك وما ارید ان اشق علیك" (قصص:۲۷)

''کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمھیں بیاہ دوں، اس پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو، پھر اگر پورے دس برس کرلو تو تمھاری طرف سے ہے اور میں تمھیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا''۔ (کنز الایمان)

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے بکری چروانا تھا، مگر درحقیقت ان کو اپنی صحبت پاک میں رکھ کر ''کلیم اللہ'' بننے کی صلاحیت پیدا کرنا تھا۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

اگر کوئی شعیب آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

(نور العرفان ص ۶۲۰)

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب اس بابت استفسار کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے اثبات میں جواب مرحمت فرمایا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک میں ہے:

"عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن ان جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجنی الکباث وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علیکم بالأسود منہ فانہ اطیبہ۔ قالوا: أکنت ترعی الغنم؟ قال: وھل من نبی الا وقد رعاھا؟"

[بخاری، کتاب الانبیاء، باب یعکفون علی اصنام لھم]

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیلو توڑ رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کالے پیلو چنو، کیوں کہ وہ زیادہ عمدہ ہوتے ہیں، لوگوں نے پوچھا کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا: کیا ایسا بھی کوئی نبی ہے، جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں؟''

اللہ رب العزت نے دور دراز کی مسافت طے کرنے، میدانی، صحرائی اور پہاڑی راستوں کے پیچ و خم سے نبرد آزما ہونے اور وادیوں کے نشیب و فراز کو سر کرنے میں جانوروں کو خاصی مہارت عطا فرمائی ہے، وہ دشوار گزار مرحلوں کو عبور کر کے لوگوں اور ان کے بھاری بھر کم ساز و سامان کو ان کی منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں، ایسے جانوروں کا بہم پہنچانا پروردگار عالم کی از حد شفقت اور بے پایاں رحمت کا مظہر ہے، دوسری طرف انسان ان مویشیوں کے دودھ سے کوفت اور تھکن دور کر کے فرحت و انبساط اور توانائی حاصل کرتا ہے، ذبح کر کے گوشت سے فائدہ اٹھاتا ہے، چمڑے، اون اور ہڈی کو مصنوعات میں استعمال کرتا ہے اور معاشی استحکام کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اپنے حکیمانہ انداز بیان سے ان کے ہر جزو کے فائدے کو بیان فرمایا ہے اور انھیں انسانی برادری کے لیے نفع بخش قرار دیا ہے:

"لکم فیھا منافع الیٰ اجل مسمّٰی" (الحج:۳۳)

''تمہارے لیے چوپایوں میں فائدے ہیں، ایک مقررہ میعاد تک''۔ (کنز الایمان)

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے ''**لکم فیھا منافع**'' کے ذریعہ جن فوائد کی طرف رہنمائی فرمائی ہے، اس کی قدرے تفصیل

حسب ذیل ہے:

حمل ونقل:

اللہ تعالیٰ نے ہر مویشی کی نسل کو شکل وصورت، قد وقامت اور عادات کے اعتبار سے جداگانہ پیدا فرمایا ہے اور ان کی تخلیق میں تفکیر کی دعوت بھی دی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت" (الغاشیۃ)

''تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا''۔(کنز الایمان)

اللہ جل مجدہ نے ان میں بے پناہ قوت بھی ودیعت فرمائی ہے۔ طاقت وتوانائی، اکھڑ پن کے باوجود انھیں انسان کا مطیع وفرمانبردار بنا دیا، تاکہ وہ خود اور اپنا ساز وسامان ان کی مدد سے دور دراز کی مسافتوں تک پہنچا سکیں:

"اللہ الذی جعل لکم الانعام لترکبوا منہا ومنہا تاکلون ولکم فیہا منافع لتبلغوا علیہا حاجۃ فی صدورکم وعلیہا وعلی الفلک تحملون" (مومن:۷۹،۸۰)

''اللہ ہے جس نے تمھارے لیے چوپایے بنائے کہ کسی پر سوار ہو، اور کسی کا گوشت کھاؤ، اور تمھارے لیے اس میں کتنے ہی فائدے ہیں، اور اس لیے کہ تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہونچو، اور ان پر اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو''۔(کنز الایمان)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"ومن الانعام حمولۃ وفرشاً" (الانعام/۴۳)

''اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے''۔(کنز الایمان)

علامہ پیر کرم شاہ ازہری اپنی تفسیر ''ضیاء القرآن'' میں رقم طراز ہیں:

''حمولۃ'' سے مراد وہ بڑے بڑے جانور ہیں، جو سواری اور بوجھ لادنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، ہاتھی، گھوڑے، اونٹ وغیرہ اور ''فرش'' سے مراد وہ جانور ہیں، جنھیں فرش پر لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے اور ان کا گوشت کھایا جاتا ہے، یا دودھ دوہا جاتا ہے''۔(ضیاء القرآن، ج۱، ص۶۰۷، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی)

سورۂ نحل میں ارشاد ہے:

"وتحملوا اثقالکم الی بلدلم تکونوا بٰلغیہ الا بشق الانفس" (نحل:۷)

''اور وہ تمھارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں، ایسے شہر کی طرف کہ جس تک نہ پہنچتے مگر ادھ مرے ہوکر''۔(کنز الایمان)

علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی اپنی معرکۃ الآرا تفسیر ''مدارک التنزیل وحقائق التاویل'' میں فرماتے ہیں:

"والمعنی وتحمل اثقالکم الی بلدلم تکونوا بلغیہ لولم تخلقوا الابل الابجھد ومشقۃ فضلا ان تحملوا اثقالکم علیٰ ظھورکم اومعناہ لم تکونوا بالغیہ بہا الا بشق الانفس،وقیل:اثقالکم ابدانکم ومنہ الثقلان للجن والانس ومنہ اخرجت الارض اثقالھا۔ ای: بنی آدم۔"ان ربکم لرؤوف رّحیم" حیث رحمکم بخلق ھذہ الحوامل وتیسیر ھذہ المصالح۔(مدارک التنزیل)

ترجمہ: اور آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ تمھارے بوجھ اس شہر تک پہنچا دیتے ہیں جس تک تمھاری رسائی انتہائی محنت ومشقت کے ذریعہ ہوتی، اس طرح اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر ڈھونے سے نجات پا گئے، یا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم منزل مقصود تک نہیں پہونچتے مگر ادھ مرے ہوکر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''اثقالکم'' ''ابدانکم'' (تمھارے بدن) کے معنی میں ہے اور اسی بنیاد پر جن وانس کو ''ثقلان'' کہا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے: ''واخرجت الارض اثقالھا'' اور زمین نے نکالا اپنے بوجھ، یعنی بنی آدم کو۔

"ان ربکم لرؤوف رّحیم" بے شک تمھارا رب مہربان، رحمت والا ہے، کیوں کہ رب قدیر جل شانہ نے تم پر ان باربردار جانوروں کی تخلیق فرما کر رحم وکرم فرمایا اور تمھارے مصالح کے حصول کے لیے راہ آسان فرمادی۔

دودھ:

جہاں اس سے گھی، مٹھائی اور دہی وغیرہ دوسری چیزیں بنائی جاتی ہیں، وہیں نگاہ عبرت رکھنے والوں کے لیے دودھ ایک عظیم عجوبہ بھی ہے، جسم حیوانی میں دانہ پانی اور چارہ ایک ہی جگہ پہونچتا ہے، پھر دودھ خون اور گوبر ہر ایک اسی غذا سے وجود پاتے ہیں، مگر کرشمۂ قدرت کہ دودھ میں نہ خون کی رنگت کا شائبہ، نہ اس کے فضلے کی بو، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ

"من بین فرث ودم لبناخالصاً سائغاً للشٰربین"۔ (نحل ۶۶)

''اور بے شک تمھارے لیے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے، ہم تمھیں پلاتے ہیں، اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے، گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ، گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لیے''۔ (کنزالایمان)

حضرت شقیق بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نعمت کا اتمام یہی ہے کہ دودھ صاف خالص آئے اور اس میں خون اور گوبر کے رنگ اور بو کا نام و نشان نہ ہو، ورنہ نعمت تام نہ ہوگی، اور طبع سلیم اس کو قبول نہ کرسکے گی جیسی صاف نعمت پروردگار کی طرف سے پہونچتی ہے بندے کو لازم ہے کہ وہ بھی پروردگار کے ساتھ اخلاص سے معاملہ کرے اور اس کے عمل ریا اور ہوائے نفس کی آمیزشوں سے پاک وصاف ہوں، تاکہ شرف قبول سے مشرف ہوں۔ (خزائن العرفان: ص ۳۹۷)

گوشت:

اونٹ، بکری، گائے اور بھیڑ کے گوشت سے انسان کثیر فوائد حاصل کرتا ہے، طعام کے علاوہ دیگر خوردنی اشیا میں اس کی آمیزش کی جاتی ہے، جس سے وہ لذیذ اور خوش ذائقہ ہوجاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لیشھدوامنافع لھم ویذکرواسم اللہ فی ایام معلومت علی مارزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر"۔ (حج: ۲۸)

''تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں اور اللہ کا نام لیں، جانے ہوئے دنوں میں، اس پر کہ انھیں روزی دی ہے بے زبان چوپائے، تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ''۔ (کنزالایمان)

دوسری جگہ قرآن کریم گوشت کے متعلق اپنے حکیمانہ قول کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"فاذاوجبت جنوبھا فکلوامنھاواطعموا القانع المعتر"۔ (حج/۳۶)

''پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ''۔ (کنزالایمان)

جلد: یہ کئی مصرف میں لائی جاتی ہے، چنانچہ خیمہ نما گھر، بچھانے کے لیے فرش، عبادت کے لیے مصلیٰ، ٹھنڈک سے محفوظ رہنے کے لیے گرم لباس، جوتا اور دیگر ضروریات کی مصنوعات میں اس کا بڑا عمل دخل ہے۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

"وجعل لکم من جلودالانعام بیوتاًتستخفونھا یوم ظعنکم ویوم اقامتکم"۔ (النحل/۸۰)

''اور تمھارے لیے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ گھر بنائے جو تمھیں ہلکے پڑتے ہیں، تمھارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن''۔ (کنزالایمان)

دوسری جگہ خالق کائنات یوں ارشاد فرماتا ہے: "والانعام خلقھا فیھا دفء ومنافع ومنھا تاکلون"۔ (النحل/۵)

''اور چوپایے پیدا کیے، ان میں تمھارے لیے گرم لباس اور منفعتیں ہیں''۔ (کنزالایمان)

اون: معاشی خوش حالی کے لیے جانوروں کے بال بھی کئی مصنوعات میں استعمال کیے جاتے ہیں، گرم کپڑوں کے لیے اون، گھریلو اثاثے اور رسّی اس کے خاص مصارف ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کی توجہ مبذول کراتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"ومن اصوافھاواوبارھا واشعارھا اثاثاًومتاعاً الی حین"۔ (النحل/۸۰)

''اور ان کی اون اور ببری اور بالوں سے کچھ گھرستی کا سامان اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک''۔ (کنزالایمان)

چراگاہ:

گلہ بانی کے لیے چشموں اور چراگاہوں کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے، عرب کے بادیہ نشین قبائل اس کی جستجو میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کی خاک چھانتے پھرتے تھے، اور اسی پر ان کی معاشی خوش حالی کا انحصار بھی تھا، دور جدید میں بھی اس کی اہمیت سے کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہے، آج بھی حکومتیں چراگاہوں کے لیے زمین وقف کرتی ہیں، اور اس کی شادابی پر کثیر سرمایہ بھی صرف کرتی ہیں، فصل بہار میں ان چراگاہوں کی ہریالی مزید قابل دید ہوجاتی ہے، سبزہ زار آسمانی پانی سے کھل اٹھتے ہیں، مردہ زمین جی اٹھتی ہے۔ قدرتی گھاس، خودرو بیل بوٹوں کی دلکشی دیدنی ہوتی ہے۔

"وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیھا الماء

اھتزت وربّت وانبتت من کل زوج بھیج"۔(الحج/۵)

''اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی، پھر جب ہم نے اس پر پانی اُتارا، تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی، اور رونق دار جوڑا اگالائی''۔(کنزالایمان)

جانوروں کی غذا کے طور پر صرف ہرے بھرے سبزے ہی کافی نہیں ہوتے ہیں، بسا اوقات انھیں خشک چارے کی ضرورت بھی لاحق ہوتی ہے، جنھیں شاداب گھاس خشک کرکے حاصل کیا جاتا ہے اور کبھی بھس کی صورت میں ہوتا ہے:

"والذی اخرج المرعیٰ فجعله غثاء احوی"۔ (اعلیٰ/۴-۵)

''اور جس نے چارہ نکالا پھر اسے خشک سیاہ کر دیا''۔(کنزالایمان)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"والحب ذو العصف والریحان"۔(رحمٰن/۱۲)

''اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول''۔(کنزالایمان)

کالی گھٹائیں:

کالی گھٹاؤں کے رواں ہونے اور بادلوں کو اُبھارنے پھر مردہ زمین کو حیات بخشنے کو بھی قرآن کریم نے نہایت بلیغ اسلوب میں یوں بیان فرمایا ہے:

"والله انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها ان فی ذالك لاٰیة لقوم یسمعون"۔(نحل/۶۵)

''اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین کو زندہ کر دیا، اس کے مرے پیچھے، بے شک اس میں نشانی ہے، ان کو جو کان رکھتے ہیں''۔(کنزالایمان)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"الله الذی ارسل الریح فتثیر سحابا فسقناه الی بلد میت فاحیینا به الارض بعد موتها"۔(الفاطر/۹)

''اور اللہ تعالیٰ ہے جس نے بھیجی ہوائیں کہ بادل ابھارتی ہیں، پھر ہم اس کو کسی مردہ شہر کی طرف رواں کرتے ہیں، تو اس کے سبب ہم زمین کو زندہ فرماتے ہیں، اس کے مرے پیچھے''۔(کنزالایمان)

ایک دوسرے مقام پر بدلیوں سے پانی کے نزول کا ذکر سحر انگیز انداز میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

"وانزل من المعصرٰت ماء ثجاجا لنخرج به حبا و نباتا و جنٰت الفافا"۔(النبأ/۱۴، ۱۵، ۱۶)

''اور پھر بدلیوں سے زور کا پانی اتارا، کہ اس سے پیدا فرمایا اناج اور سبزہ اور گھنے باغ''۔(کنزالایمان)

مزید ارشاد ہے:

"الذی جعل لکم الارض مهدا وسلك لکم فیها سبلا و انزل من السماء ماء اخرجنا به ازواجا من نبات شتیٰ کلوا وارعوا انعامکم ان فی ذالك لاٰیٰت لاولی النهیٰ"۔(طٰہٰ/۵۳، ۵۴)

گھاس پھوس کی منفعتیں:

اللہ عزوجل نے گھاس میں انسان اور جانور دونوں کے لیے مشترکہ طور سے منفعتیں رکھی ہیں:

"فلینظر الانسان الیٰ طعامه انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا فانبتنا فیها حبا وعنبا و قضبا و زیتونا و نخلا وحدائق غلبا وفاکهة و ابا متاعا لکم ولانعامکم"۔(عبس/۲۴ تا ۳۲)

''تو آدمی کو چاہیے اپنے کھانوں کو دیکھے کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا، پھر زمین کو خوب چیرا، تو اس میں اُگایا اناج اور انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغیچے اور میوے اور دوب تمھارے فائدے کو اور تمھارے چوپاؤں کے''۔(کنزالایمان)

دوسری جگہ اپنے معجزانہ انداز بیان میں فرماتا ہے:

"هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر فیه تسیمون"۔(نحل/۱۰)

''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا، اس سے تمھارا پینا ہے، اور اس سے درخت ہیں، جن سے چراتے ہو''۔(کنزالایمان)

علامہ پیر کرم شاہ ازہری تحریر فرماتے ہیں:

''جس قادر مطلق نے ایک قطرۂ آب سے انسان جیسی دل کش اور دل چسپ مخلوق پیدا فرمائی، اس نے پیدا کرنے کے بعد اسے فراموش نہیں کر دیا، بلکہ اس کی نشوونما کے تمام تقاضوں کو باحسن وجوہ پورا فرمایا، سب سے پہلے پانی کا ذکر کیا، کیوں کہ انسانی، حیوانی اور نباتی

زندگی کا دارومدار اسی پر ہے، انسان اسے پیتا ہے اور اپنی چراگاہوں، کھیتوں اور باغات کو سیراب بھی کرتا ہے، اسی سے چراگاہوں میں سرسبز گھاس اور کھیتوں میں شاداب چارہ لہلہانے لگتا ہے، جو جانوروں کی خوراک بنتا ہے، اگر پانی ہی نایاب ہوجائے تو زندگی کی ساری رنگینیاں خاک میں مل جائیں"۔(ضیاء القرآن)

قرآن کریم نے جہاں مویشیوں کے چارہ، دانہ، پانی اور چراگاہ کا تذکرہ کیا ہے، وہیں ریوڑوں کے صبح کو چراگاہ کی طرف ہکائے جانے اور بوقت شام انھیں لائے جانے کو بھی مفصل انداز میں بیان کیا ہے:

"ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون" (نحل/۶)

"اور تمھارا ان میں تجمل ہے، جب انھیں شام کو واپس لاتے ہو، اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو"۔(کنزالایمان)

علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ولکم فیھا جمال حین تریحون" تردونھا من مراعھا الی مراحھا بالعشی "وحین تسرحون" ترسلون بالغداۃ الی مسارحھا من اللہ تعالیٰ بالتجمل بھا کما من الانتفاع بھا لانہ من اغراض اصحاب المواشی، لان الرعیان اذا روحوھا بالعشی وسرحوھا بالغداۃ تزینت باراحتھا وتسریحھا الافنیۃ وفرحت اربابھا واکسبتھم الجاہ والحرمۃ عند الناس، وانما قدمت الاراحۃ علی التسریح لان الاجمال فی الاراحۃ اظھر اذا قبلت ملأی البطون حافلۃ الضروع"۔(مدارک التنزیل سورۃ النحل/۷)

"اور تمھارا لیے ان میں جمال ہے، جب انھیں شام کو واپس لاتے ہو، یعنی جب انھیں چراگاہوں سے ان کے باڑوں کی طرف شام کے وقت لوٹاتے ہو، اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو، یعنی جب صبح کے وقت چراگاہوں کی طرف ہانکتے ہو، اللہ کے فضل سے جمال حاصل کرتے ہو، جیسا کہ ان سے منفعت کا حصول ہوتا ہے، یہ جمال اصحاب مویشی کے اغراض میں شامل ہوتا ہے، کیوں کہ چرواہے جب مویشیوں کو شام کو رہائش گاہوں میں واپس لاتے اور صبح کو چراگاہ کی جانب لے جاتے ہیں تو مویشیوں کے لانے اور لے جانے سے برآمدوں کو زینت اور پرورش کنندگان کو فرحت وانبساط اور عوام کے درمیان قدرومنزلت حاصل ہوتی ہے اور "تریحون" کو "تسرحون" پر اس لیے مقدم کیا کہ زیب وزینت اراحت (چراگاہ سے واپس لانے) میں غالب ہوتی ہے جب مویشی چراگاہ سے شکم سیر اور تھن لبریز واپس ہوتے ہیں"۔

آئینۂ عبرت:

سبزہ زاروں کی شادابی صرف جانوروں کے لیے چارہ ہی نہیں ہے، اس میں بندوں کے لیے نصیحت بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے ہر چیز میں حکمت وموعظت کے دریا سمور کھے ہیں، اور ان میں تفکیر وتفہیم کی دعوت دی ہے، چنانچہ حیات فانی میں کھیل کود، آرائش و زیبائش اور بڑائی میں غرق لوگوں کی مثال اس سبزے سے دی ہے، جس نے وقتی طور پر لوگوں کو فرحت بخشی، پھر روندے جانے کے قابل ہوگیے۔

"اعلموا انما الحیاۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الآخرۃ عذاب شدید" (حدید/۲۰)

"جان لو دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش، اور تمھارا آپس میں بڑائی مارنا، اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح، جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا، پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے، پھر روندن ہوگیا، اور آخرت میں سخت عذاب ہے"۔ (کنزالایمان)

حرف آخر: قرآن مجید انسانی برادری کے لیے دستور حیات ہے، قصص وحکایات اور امثال کے ذریعہ جہاں عبرت خیزی کے مناظر بیان ہوئے ہیں تو دوسری طرف علوم وفنون کے سرچشمے سمیت صنعت و حرفت کی تدریب پر بھی زور دیا گیا ہے، اور مختلف پیشوں کے افادی گوشوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور تاجر، کسان، مالی اور راعی کے مساعی کو بنظر استحسان دیکھا گیا ہے، موجودہ کساد بازاری میں قرآنی احکامات پر عمل پیرا ہوکر زندگی کے مختلف میدانوں میں پیش رفت کرکے کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

OOOOOOOO

احادیث اربعین اور ان کی فضیلت

مفتی محمد منظر نعیمی ازہری
(معاون مدیر سوادِ اعظم دہلی)

علامہ متقی الہندی اپنی مشہور زمانہ تصنیف کنز العمال میں احادیث اربعین کے تعلق سے ایک روایت جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نقل فرماتے ہیں:

حدیث نمبر ۵۵۳: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقائے کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ چالیس احادیث کیا ہیں جن کے بارے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو ان کو یاد کرے جنت میں داخل ہوگا، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ یعنی اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا، واجب الوجود سمجھنا، ہر قسم کے عیوب و نقائص سے منزہ و مبرا جاننا اور تمام صفات کمالیہ کا جامع تصور کرنا۔

(۲) آخرت کے دن پر ایمان لانا۔ یعنی قیامت پر اعتقاد و یقین رکھنا نیز حساب و کتاب کے ہونے پر یقین رکھنا۔

(۳) فرشتوں کے وجود پر یقین رکھنا۔ یعنی فرشتے اللہ کی نوری مخلوق ہیں نہ مرد ہیں نہ عورت، اللہ کے حکم سے اپنے کاموں پر متعین ہیں اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتے۔

(۴) آسمانی کتابوں پر ایمان لانا۔ یعنی ان تمام کتب و صحائف پر ایمان رکھنا جو اللہ نے اپنے رسولوں کو امت کی اصلاح کے لیے عطا فرمائیں مثلاً توریت، زبور، انجیل اور قرآن پاک۔

(۵) تمام انبیائے کرام پر ایمان لانا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض مخصوص بندوں کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرما کر دعوت و تبلیغ کے لیے مبعوث فرمایا۔ ان کی صحیح تعداد کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے البتہ کتب میں لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیائے کرام، حضرت آدم علیہ السلام سے آقائے کریم ﷺ تک تمام انبیائے کرام پر یقین رکھنا۔

(۶) مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان لانا۔ یعنی برزخ کی زندگی، قیامت اور موت کے درمیان کی زندگی جو ہے وہ برزخ یعنی قبر کی زندگی ہے۔

(۷) اچھی بری تقدیر پر یقین رکھنا۔ یعنی سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے مگر اچھی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب اور بری چیز کی نسبت شیطان کی جانب کرنا چاہیے۔

(۸) اور اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو شرک سے پاک جاننا اور اس کے نبی کو سب سے افضل و اعلیٰ ماننا بالفاظ دیگر کلمہ طیبہ کا اقرار کرنا۔

(۹) ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز قائم کرنا۔ یعنی جیسا وضو ہمارے آقائے کریم ﷺ نے فرمایا تمام سنن و مستحبات و فرائض کا التزام کرنا۔

(۱۰) زکوٰۃ ادا کرنا۔ یعنی اپنے مال کا چالیسواں حصہ راہِ خدا میں صرف کر دینا یا کسی غریب مسکین کو اس مال کا مالک بنا دینا۔

(۱۱) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ یعنی صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے جماع کرنے اور دیگر کبائر گناہوں سے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے خود کو روکے رکھنا۔

(۱۲) صاحب استطاعت ہو تو حج کرنا۔ یعنی دَین و قرض سے فراغت کے بعد اتنا مال بچ جانا جو سفر حج کے اخراجات کو بآسانی پورا کر سکے۔

(۱۳) بارہ رکعات سنن مؤکدہ روزانہ ادا کرنا۔ یعنی دو رکعت سنت فرائض فجر سے پہلے، چار رکعت قبل فرائض ظہر، دو رکعت بعد فرائض ظہر، دو رکعت بعد فرائض مغرب اور دو رکعت بعد فرائض عشا۔ چونکہ یہ سنتیں مؤکدہ ہیں اس لیے بالقصد ان کا چھوڑنے والا گنہگار ہوگا۔

(۱۴) وتر پر ہمیشہ مداومت کرنا۔ یعنی وتر واجب ہیں ہمیشہ پابندی سے عشا کی نماز میں پڑھنا۔ وتر دراصل تہجد کی نماز میں تھے آقا ﷺ نے امت کی آسانی کے لیے نماز عشا میں واجب فرما دیے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر گناہ بخش سکتا ہے سوائے شرک کے، شرک اللہ کے ساتھ کسی دوسری ذات کو بطور تعبد [عبادت] شریک کرنا جو اللہ کو پسند نہیں۔

(۱۶) والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔ یعنی سوائے گناہ کے ہر چیز میں اطاعت وفرماں برداری کا مظاہرہ کرنا۔

(۱۷) ناحق یتیم کا مال نہ کھانا۔ یتیم یعنی وہ بچہ جس کے والدین قبل بلوغ اس دار فانی سے رحلت کر چکے ہوں اس کے مال کو ناحق کھانا۔

(۱۸) شراب نہ پینا۔ یعنی جس کے اندر اتنا نشہ آجائے جس کو پینے کے بعد آدمی اپنے ہوش وحواس گنوا بیٹھے۔ چونکہ شراب کی حرمت قرآن سے ثابت ہے جس کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مستحق ہوگا۔

(۱۹) بدکاری نہ کرنا۔ یعنی زنا جیسے گناہ میں ملوث ہونا جو اتنا بڑا گناہ ہے جس میں غیر شادی شدہ کو سو کوڑے اور شادی شدہ کو رجم کرنے کا حکم ہے اور حدیث میں ہے بدکاری کرنے والے کے رزق سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

(۲۰) جھوٹی قسم نہ کھانا۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹی قسم کھانے والے پر لعنت فرمائی ہے بلا وجہ بار بار قسم کھانا یا جھوٹی قسم کھانا ایمان کی حلاوت کو ختم کر دیتا ہے۔

(۲۱) جھوٹی گواہی نہ دینا۔ جھوٹی گواہی دینا گویا دوسرے پر تہمت لگانا ہے۔

(۲۲) نفسانی خواہشات پر عمل نہ کرنا۔ جہاد دو طریقے کا ہوتا ہے، ایک یہ کہ انسان اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر دشمن کے مقابلے میں جا کر دین و مذہب کی بقا کے لیے اپنی جان راہ خدا میں قربان کر دینے کا جذبہ رکھے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنی نفسانی خواہشات سے جہاد کرے اور شیطانی غلبے کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دے یہ جہادِ اکبر ہے۔

(۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرنا۔ یعنی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہنا جو اس کی ذات سے تعلق رکھتی ہو اگر اس کے سامنے کہی جائے تو اسے برا لگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کیا کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں تو دوسروں کی غیبت مت کرو اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

(۲۴) پاک دامن عورت یا مرد کو تہمت نہ لگا۔ یعنی کسی شخص کے تعلق سے ایسی بات یا عیب کو بتانا جو اس کے اندر نہ ہو تہمت کہلاتا ہے۔ تہمت لگانے والے شخص کو قاضی کی صواب دید کے مطابق ۲۰ سے ۸۰ کوڑے لگوانے کا حکم ہے۔

(۲۵) مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھ۔ یعنی اپنے دل میں کسی مومن بھائی کے تعلق سے نفرت پیدا کرنا۔ کینہ ایمان کو ایسا برباد کر دیتا ہے ایلویا [ایک کڑوا پھل] شہد کو۔ ہمیشہ اپنے قلب کو کینے سے پاک رکھو۔

(۲۶) کھیل کود میں مشغول نہ ہو۔ یعنی لہو ولعب کو اپنا مشغلہ نہ بناؤ اللہ نے تمہیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ کھیل کود کے لیے۔ شریعت نے ہر کھیل کو منع کیا ہے سوائے تین کھیلوں کے، گھوڑے کی سواری کرنا، شوہر کا بیوی سے کھیلنا اور کشتی کھیلنا۔ چونکہ کھیل تضیع اوقات ہے جو مسلمانوں کی پستی کا سبب ہے۔

(۲۷) تماشہ دیکھنے والا نہ بن۔ چاہے دنیوی تماشہ ہو یا کسی مسلمان کی ذلت ورسوائی کا، ایک مون کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ تماشائی بنا رہے۔

(۲۸) کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہہ۔ چونکہ ایسا کرنے سے دل شکنی ہوتی ہے اور ایک مومن کی دل شکنی کعبے کو ڈھانے سے زیادہ سخت ہے۔

(۲۹) کسی کا مذاق مت اڑا۔ کسی کی غربت وافلاس، ذلت ورسوائی کا مذاق مت اڑا کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرا مذاق نہ اڑوا دے، چونکہ عزت وذلت اللہ ہی کے دینے سے ملتی ہے۔

(۳۰) مسلمانوں کے درمیان چغل خوری مت کر۔ چغل خوری نفاق پیدا کرتی ہے جو اختلاف کا سبب ہے اور دو مومنوں کے درمیان دوری اللہ کو پسند نہیں، اللہ سے ڈرو اور چغل خوری سے باز رہو۔

(۳۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا۔ جو چیز یا نعمت اللہ نے تجھے عطا کی ہے اسی پر صبر کر کے اس کا شکر ادا کر، اس لیے کہ شکر ادا نہ کرنا بے برکتی کا سبب ہے۔

(۳۲) بلا اور مصیبت پر صبر کرنا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر طرح آزماتا ہے، تو کسی بھی مصیبت اور پریشانی کے وقت صبر سے کام لو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت صبر والوں کے ساتھ ہے۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خبر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب

امم سابقہ پر بھی آیا اور جو نافرمان بندے ہیں وہ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے اللہ کے عذاب سے بے خبری انسان کو جرائم کا مرتکب اور اس کا عادی بناتی ہے۔

(۳۴) رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کر۔ تعلقات کو دنیوی معاملات کی وجہ سے منقطع کرنا اللہ کے فضل سے محرومی کا سبب ہے۔

(۳۵) صلہ رحمی کرنا۔ صلہ رحمی بڑی چیز ہے، حدیث پاک میں ہے جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا اس لیے اگر چاہتے ہو کہ اللہ تم پر رحم کرے تو تم دوسروں پر رحم کرو۔

(۳۶) اللہ کی کسی مخلوق پر لعنت نہ کر قرآن و احادیث میں جن کو ملعون کہا گیا ہے صرف وہی لعنت کے مستحق ہیں کسی مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسرے مومن کو لعنت کا مستحق ٹھہرائے، صرف اللہ و رسول کو اس اختیار ہے۔

(۳۷) سُبحانَ اللہ.اَللہ اَکبر اور لَاالٰہ اِلّا اللہ کا کثرت سے ورد۔ یعنی ذکر جلی و خفی سے اپنے قلب کو جلا بخشتے رہنا چاہیے۔

(۳۸) جمعہ و عیدین میں غیر حاضر مت رہ۔ جمعہ و عیدین مومنین کی عیدیں ہیں ان میں غیر حاضری منافقین کی علامت ہے اور بعض کتب معتبرہ میں ہے کہ لگا تار تین جمعہ چھوڑنے والے کا ممکن ہے خاتمہ ایمان پر نہ ہو۔

(۳۹) تقدیر پر یقین رکھنا۔ یعنی اس بات کا یقین رکھنا کہ جو مصیبت و راحت تجھے پہنچی وہ ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا۔

(۴۰) قرآن مجید کی تلاوت کسی حال میں نہ چھوڑ۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وہ کتاب ہے جس کی تلاوت خیر و برکت و ایمان میں اضافہ کا سبب ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: یارسول اللہ! جو کوئی ان کو یاد کرے اسے کیا ثواب ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا حشر انبیاے کرام کے ساتھ اور علمائے دین کے ساتھ فرمائے گا۔

OOOOOOO

کلام

ہاشمی پیار ہے ضرب صدرالافاضل
حیدری وار ہے ضرب صدرالافاضل

عاشقانِ نبی اور ولی کے لیے
پھول کا ہار ہے ضرب صدرالافاضل

آج بھی سن کے باطل لرز جاتا ہے
اتنا دمدار ہے ضرب صدرالافاضل

صرف تفسیر کیا خاص ہر علم کا
اونچا مینار ہے ضرب صدرالافاضل

سنیت کے فروغ و بقا کے لیے
پھر سے درکار ہے ضرب صدرالافاضل

لوٹنے سے بچائے جو ایمان کو
ایسا ہتھیار ہے ضرب صدرالافاضل

ظلمت و نور کے بیچ میں آہنی
ایک دیوار ہے ضرب صدرالافاضل

میں یہ کہتا ہوں سالک بڑے فخر سے
میری دستار ہے ضرب صدرالافاضل

نتیجۂ فکر

عبدالوہاب سالک بھاگلپوری
ناظم اعلیٰ مدرسہ غوثیہ غریب نواز ہری پور باز ار رانی گنج آسنسول بنگال

مدارس اور اصلاحِ معاشرہ

از حضور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین قادری قدس سرہ

ہر قوم کی ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہے، جب انسان کے دماغ میں عمدہ خیالات، بلند حوصلے، نفیس معلومات ہوں گے، تو وہ اپنی عقل وتدبیر سے کوئی اچھا کام لے سکے گا۔ نوعمر مسلمانوں کی معلومات بالعموم ناولوں اور عشقی قصے کہانیوں میں منحصر ہیں اور اس کا جیسا تباہ کن اثر ہونا چاہیے ہو رہا ہے۔

مدارس کی کمی: مدارس اور درسگاہیں بہت کم ہیں اور چونکہ ہمارا علمی مذاق خراب ہو چکا ہے۔ اس لیے عام دماغوں میں مدارس کوئی ضروری اور کارآمد چیز بھی نہیں خیال کیے جاتے اور اسی وجہ سے مدرسوں کی نہایت قلیل تعداد، مسلمانوں کو بہت کافی بلکہ ضرورت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ قاعدہ کی بات ہے، جس چیز سے انسان کی رغبت نہ ہو، وہ کم بھی ہو تو زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی اور اسلامی حالت، روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے۔ عمدہ خصائل اور اوصاف فاضلہ سے مسلمان محروم ہوتے جارہے ہیں۔ درندہ خصائل اور جنگجوئی، سنجیدگی اور شائستگی کی جگہ لیتی جاتی ہے۔

ترقی کا دور: مسلمانوں کی ترقی کے عہد کو سامنے لائیے۔ تو آپ کو نظر آئے گا کہ ہمارے اسلاف شب وروز تعلیم کی ترقی میں مصروف تھے، اور ان کی نگاہوں میں تعلیم ہر چیز سے زیادہ ضروری او قابل قدر تھی۔ بے شمار درسگاہیں کھلی ہوئی تھیں۔ علماء کو بیش قرار تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ طلبہ کے وظیفے مقرر تھے۔ مسلمانوں کی علمی قدردانی، طلبہ میں شوق تحصیل پیدا کرتی تھی۔ ان کی راتیں مطالعہ میں سحر ہو جایا کرتی تھیں۔ اور وہ اپنے اعزہ واقارب اور وطن تک کو مدت تحصیل تک فراموش کر دیتے تھے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ دنیا کی نگاہوں میں ان کی عزت تھی۔ جہاں ان سے تہذیب سیکھنے کے لیے سر نیاز جھکا تا تھا، وہ جس کام کے لیے قدم بڑھاتے تھے، کامیابی ان کا خیر مقدم کرتی تھی۔

آج بھی جو قوم با اقبال ہے اور جس جس کا موافق دیار ہے وہ ترقی علم میں محو ہے اور اس نے ممالک چیدہ چیدہ میں درسگاہیں جاری کی ہیں اور روز بروز ان کی ترقی اور اضافہ کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

مقصد: جو سعی کسی مقصد کے لیے کی جائے، اس سے وہی مقصد حاصل ہو سکتا ہے، جو بو کر گیہوں کاٹنے کی توقع فضول ہے۔ عمارت بے شک مفید اور کارآمد چیز ہے بازار کی عمارت جس مقصد کے لیے بنائی جاتی ہے، وہ تو اس سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ عمارت قلعہ کا کام نہیں دے سکتی۔ اسی طرح حفظان صحت کے لیے جو تعلیم دی جائے۔ وہ انجینئری میں کام نہیں آسکتی۔ اگر آپ کو انجینئروں کی ضرورت ہے تو آپ کو اس مدعا کے لیے ایک جداگانہ دارالتعلیم درکار ہے۔ میڈیکل کالج اس ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا۔ انجینئری کی درسگاہ، وکیل اور بیرسٹر نہیں پیدا کر سکتی، کیوں کہ وہ اس مقصد کے لیے جاری نہیں کی گئی۔

انگریزی درسگاہیں ہمارے لیے کافی نہیں: علی ہذا انگریزی درسگاہیں، خواہ وہ اعلیٰ ہوں، یا ادنیٰ کالج خواہ یونیورسٹیاں ہوں یا تحصیلی اور پرائمری مدارس ومکاتب، مشرقی زبان کی درسگاہیں ہوں، خواہ مغربی کی، وہ جس مقصد کے لیے جاری کی گئی ہیں، اس کے سوا اور دوسرا مقصد ان سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے، اسلامی زندگی کی حفاظت کرنے، اسلامی عادت وخصائل کا رواج دینے، دینداری کے خوگر وعادی بنانے کے کام نہیں آسکتیں، ان کے پڑھے ہوئے طلبہ، اسلامی عقائد، اسلامی اخوت واتحاد، اسلامی طرز، معاملات ومعاشرت کا نمونہ نہیں ہو سکتے۔

غرض: اسلامی حیثیت سے یہ مسلمانوں کے لیے کوئی کارآمد چیز نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان درسگاہوں کے طلبہ بالعموم اسلامی اخلاق و اوضاع، اسلامی عادات وخصائل سے بالکل بے تعلق نظر آتے ہیں۔ صورت، عمل عقیدہ کوئی چیز اسلامی نہیں رکھتے، گویا اسلام ان کے لیے ایک اجنبی چیز ہوتا ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں سے بیگانہ ہو جاتے ہیں، اس کے شواہد بہت کثیر ہیں۔ سردست تفصیل ضروری نہیں معلوم

ہوتی۔ تعلیم جادو کی طرح اثر کرتی ہے۔ جنہیں ابتدائے عمر سے یورپی قسم کا پیدا کیا گیا ہو امغربیت ان کی عادت ثانیہ ہوگئی ہو، اگر وہ اپنے امتیازات مٹا ڈالیں، تو کیا تعجب ہے۔ مسلمانوں کو تباہی کا یہ بہت بڑا سبب ہے کہ مذہبی علوم سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے اپنی خصوصیات کو محفوظ نہیں رکھ سکتے اور اپنی قومی وملی زندگی کو انہوں نے خود تباہ کر لیا۔ دنیا کی تمام ترقی یافتہ قومیں اپنے قومی خصائص کو محفوظ رکھتی ہیں اور اسی میں ان کی زندگی ہے۔

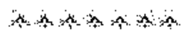
ہندوستان کی عام زبان: اردو ہندوستان کی عام زبان ہے۔ ہندو اور مسلمان اس میں برابر کے شریک اور حصہ دار ہیں۔ لیکن آج ہندو اپنی ترقی کے دور میں اس کو مٹا ڈالنے کے لیے کیسی جانکاہ کوشش کر رہے ہیں اور ایک مردہ زبان کو جو ان کی قومی مذہبی زبان ہے، رواج دینے اور زندہ کرنے کے لیے کیسی جدو جہد عمل میں لا رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ قومی خصوصیات کا تحفظ، ترقی کے لیے شرط اول ہے۔ ہندوؤں میں مسلمانوں سے زیادہ انگریزی داں اور گریجویٹ ہیں لیکن وہ وہ اپنے مذہبی شعار وامتیازات کو کھو نہیں بیٹھے، فیصدی ایک کی نسبت بھی ہندو انگریزی دانوں میں ایسے لوگ نہیں ملیں گے، جنہوں نے اپنی قومی وضع ترک کر دی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کا رشتہ محبت گستہ اور شیرازۂ قومیت منتشر نہیں۔ مغربی تعلیم سکھوں کے سر سے بالوں کا بوجھ نہ اتار سکی۔ ان کی داڑھی تک ولایتی استرے نہ پہنچ سکے۔ انگریزیت ان کی وضع کو تبدیل کرنے سے عاجز رہی۔ لیکن مسلمان اپنے مذہبی شعائر سے دست بردار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیم، انہیں غیر ضروری معلوم ہونے لگی ہے۔ اسلامی صورت سے نفرت ہوگئی۔ اسلامی وضع سے عار معلوم ہوئی۔ فرائض کی ادائیگی میں شرم آنے لگی۔ اسلامی اعمال وافعال سے وہ نا آشنا ہوگئے۔ اسلامی خصائل وخصائص سے ان کی لوح زندگی سادہ ہوگئی۔ کفار کی وضع اور ان کا طرز معاشرت پسند آیا۔ یورپ کے رنگ میں رنگ گئے اور بایں حیثیت مسلمانوں سے مغائرتامہ (مکمل جدائی) ہوگئی۔

اب جو مسلمان اسلامی وضع میں نظر آتا ہے۔ اس کی صورت سے ان کے قلب میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ علماء وصلحاء کے نام سے دل بیزار ہے۔ پابند مذہب مسلمانوں کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ نمازیوں پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ اور ان کو ''ملا'' کہتے ہیں۔ گویا ان کی اصطلاح میں ملا ''حیوان لا یعقل'' (بے عقل جانور) کا نام ہے۔ ہر ایک مذہبی ادا سے ان کو تنفر اور ہر اسلامی وضع رکھنے والا ان کی نظر میں حقیر وذلیل ہے اس کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔ بے تکلف بات کرنا اور سلام کرنا تو کیا معنی؟ کشادہ پیشانی سے سلام کا جواب دینا، یہ سب باتیں آپ کی توہین ہیں۔ یہ حالت اسلامی اتحاد واخوت کو کس قدر صدمہ پہنچانے والی ہے؟ جس پر کسی قوم کی فلاح وبہبود، عزت و حرمت کا دارومدار ہے۔ ستم ہے ہزار حدیثیں سنا دیجئے اثر نہیں۔ ایک انگریز کا قول پیش کر دیجئے سر عقیدت خم ہوگیا! گردن ارادات جھک گئی۔

کیا یہ دل مسلمان ہے یا غیر کی تعلیم نے اس کو اپنا کر لیا۔ اگر مذہبی علوم سے کچھ بہرہ ور ہوتا، یا علماء کی صحبت رہی ہوتی، مذہب کا وقار دل میں ہوتا، یہ حالت کیوں ہوتی؟ دوسروں سے زیادہ اپنے مذہب وملت کے تحفظ میں جانیں نثار کرتے، مذہب کے ساتھ سچی عقیدت وگرویدگی ہوتی، تو خدام مذہب اور حامیان دین کی عزت وتوقیر بھی دل میں ہوتی۔ میری آنکھوں نے دیکھا ہے اور آپ معائنہ کر سکتے ہیں، کہ ہندو اپنے پنڈتوں اور پجاریوں کا کس قدر احترام کرتے ہیں۔ ایک والی ملک کا جلوس نکلتا ہے جب وہ ایک پاٹھ شالہ کا افتتاح کرنے جاتا ہے۔ مگر اس شان سے، راجہ پالکی میں سوار ہے۔ اس کے آگے ہاتھی کا افتتاح کرنے جاتا ہے۔ اس کے آگے ہاتھی پر طلائی عماری میں پنڈت وید لیے سوار ہے، رئیس کی نشست سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی عزت کرتا ہے۔ عیسائی اپنے پادریوں کے ساتھ کس تکریم واحترام کا برتاؤ کرتے ہیں۔ خلاف اس کے، ہمارے نونہالوں اور سپوتوں کی زبانیں، علماء اہل مذہب کی توہین اور بدگوئی سے لذت حاصل کرتی ہیں۔ اگر کبھی قلم ہاتھ میں آگیا۔ تو علماء کی خوبیوں کو عیب بنا ڈالا۔ اور ان کی ہستی کو ناپید کر دینے کے لیے اپنے امکان تک سعی کی ہے۔ آپ کی زبان وقلم سے آپ کے اکابر کی ایسی توہین ہوتی ہے۔ کہ مخالف (غیر مذہب والا) بھی باوصف جوش تعصب اس کی ہمسری نہ کر سکے۔ ایسی حالت میں اسلامی اجتماع کیوں کر قائم رہ سکتا ہے؟ اخلاص ومحبت کی بنیادیں۔ جنہیں آپ نے اپنی پوری طاقت سے کندہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیوں کر باقی رہ سکتی ہیں۔ آپ جس عمارت پر ہیں اس کا باعث یہی ہے۔ کہ انگریزی کے نشہ نے سرشار کر دیا ہے اور آپ کا رُواں رُواں اس کے کیف میں مست ہے۔

علوم اسلامیہ کے آب حیات سے آپ نا آشنا ہیں، اس کی لذتیں ابھی تک جناب کو غیر معلوم ہوتی ہیں، اگر یہ اجنبیت دور ہو جائے اور دینی معلومات کی روشنی آپ کے دماغوں میں جلوہ گر ہو تو نئے دور کے علوم آپ کو جہالت کی تاریکی معلوم ہونے لگیں۔ جب تک اپنے خزائن کے جواہر نفیسہ پر آپ مطلع نہیں ہیں۔ دوسروں کے نقلی اور جعلی پتھروں کی جھوٹی چمک دمک پر شیدا ہیں۔ جس وقت اپنے گہر آبدار سامنے آئیں گے وہ پتھر آپ کی نظر میں بے وقعت ہو جائیں گے۔ علوم دینیہ سے تعلق ہوگا، تو آپ ان مقاصد کی طرف چل پڑیں گے، جن کی طرف وہ رہنمائی کرتے ہیں، ان پھولوں کی خوشبو آپ میں بس جائے گی۔ تو آپ کے پسینہ کا ہر قطرہ ہزار چمن زاروں کو شرمائے گا۔ آپ کے افعال و اعمال میں، آپ کے اخلاق و عادات اور آداب میں، آپ کی خو بو میں آپ کے طرز عمل اور طریقۂ زندگی میں اسلام کے جلوے نمودار ہوں گے۔ اسلامی معلومات سے دماغ روشن ہو، اور انگریزی کی بجائے وہ آپ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے۔ تو آپ کے افعال ضرور اس پیمانہ اور اس میزان پر واقع ہوں گے، جو شریعت اسلامیہ نے مقرر فرمائی ہے۔ پھر اپنے نفس سے لے کر دور دراز کے تعلقات تک درست ہو جائیں گے اور آپ اعلیٰ زندگی بآسانی بسر کر سکیں گے، جب آپ کو ماں باپ، بہن، بی بی، بچے، چھوٹے، بڑے سب کے حقوق و مدارج معلوم ہوں گے، جو شریعت نے مقرر فرمائے ہیں اور آپ انہیں اپنا دستور العمل بنائیں گے۔ اسی کے مطابق اپنے گھر والوں کے ساتھ سلوک کریں گے، تو خانہ جنگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور تدبیر منزل اور انتظام خانہ داری خود بخود اعلیٰ حیثیت پر آ جائے گا۔ گھر کی چپقلش، گھر والوں کے رنج و تعصب، باہمی کشاکش، سب دور ہو جائے گی۔ آپ شریعت طاہرہ کی روشنی میں اپنا اور اپنے گھروں والوں کا انتظام کیجئے۔ کسب معاش اور مصارف پر اس کے منشاء کے مطابق عمل کیجئے۔ پھر آپ کی مشکلات کافور ہوئی جاتی ہیں، اور آپ کی باہمی محبت و ارتباط میں ایسا اخلاص حاصل ہوتا ہے، جس سے زندگی کا لطف آ جائے۔ عزیز و اقارب، دوست آشنا، ہمسایہ، محلہ دار، اہل شہر، بلکہ تمام مسلمانوں کے حقوق، جب آپ کو معلوم ہوں اور ہر ایک کے مراتب کا لحاظ رکھیں اور دینی تعلیم آپ کی عادت ہو جائے۔ تو آپ کا تمدن درست ہو جائے گا۔ یگانگت اور اتحاد و دوستی و یکدلی کے نقشے، جا بجا نظر آنے لگیں گے۔ دشمنی اور عداوت نیست و نابود ہو جائے گی، اور اس کی وجہ سے جو ناگوار صدمے برداشت کرنا پڑتے ہیں، ان سے امن رہے گا۔ بدخواہوں اور بدگویوں کی وجہ سے جو اذیت اور تکلیف شاقہ اٹھانی پڑتی ہیں۔ ان سے نجات ہوگی۔ لڑائی جھگڑوں میں، عزت و مال، وقت صرف ہونے سے بچے گا۔ اخوت و محبت، مودت و ہمدردی اور غمخواری کی موجیں عجیب لطف پیدا کریں گی۔، اور مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے پیش آنے والی رکاوٹیں، مرتفع (دور) ہو جائیں گے۔ آپس کی یکدلی و یکجہتی سے، سبھی آسانیاں بہم پہنچیں گی۔ مسلمان جب اپنی ایسی عادت مسلمان جب اپنی ایسی عادت بنا لیں تو ان کا اجتماع اتم اور اتحاد مکمل ہو جائے گا۔ دنیا کی قومیں اس کی عزت کرنے لگیں۔ جب ہر مسلمان ایک دوسرے کا مددگار اور خیر خواہ اور ہر ایک کی زبان سے دوسرے کی نسبت کلمۂ خیر خواہی نکلے، ایک دوسرے کی مرفہ الحالی، ترقی وعزت، جاہ و منزلت، دولت و مال، ثروت و شوکت، زہد و ورع، تقویٰ، عبادت و طاعت سے خوش ہو غیبت اور حضور میں اچھے کلمات سے ذکر کرے۔ کسی کی زبان سے مسلمان کی برائی نہ سن سکے، تو غیروں کی نگاہوں میں مسلمان کی ہیبت و وفا کا وہی عالم ہوگا، جو زمانۂ سلف میں تھا۔ مسلمانوں کے یہی ہتھیار ہیں۔

یہی جہاد ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان بنائیں اور اپنے نفس کافر کیش کو مغلوب کریں۔ اس کو اسلام کے اصول بتائیں اگر اس پر قدرت نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان بنا لیجئے تو آپ دوسروں کو کیا مسلمان بنا سکیں گے اگر آج اپنے نفس کافر کو مغلوب نہیں کر سکتے، تو دوسرے کفار پر غلبہ حاصل کرنا کہاں تک قرین قیاس ہے۔ تم مسلمان بنو، جہاں تمہارے سامنے افگندہ ہوگا۔ دنیا میں تمہاری شوکت کے پھریرے لہرائیں گے۔ تمہارے عروج و اقبال کے صداؤں سے دنیا کا گوشہ گوشہ گونج اٹھے گا۔ تمہاری کھوئی ہوئی دولت، پھر واپس مل جائے گی۔ تمہارا گیا وقت، پھر لوٹ آئے گا۔ تمہاری قوم پھر جی اٹھے گی۔ مسلمان بنو۔ پکے مسلمان، علوم دینیہ سے علاقہ پیدا کرو۔ علماء سے صلح کی بنیاد ڈالو۔ عیسائیوں کی گود میں پرورش پا کر پکے مسلمان بننے کی توقع بعید از عقل ہے۔



صدرالافاضل کی حیات وخدمات

از سید محمد نظام الدین نعیمی

عمدۃ الوصلین قدوۃ السالکین صدر الافاضل فخر والاماثل سلطان العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی حکیم الحاج سید محمد نعیم الدین قادری مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی ذات مقدسہ اپنی تبحر علمی اور دینی وملی خدمات کے باعث دنیائے سنیت میں اس طرح تاباں ہیں جس طرح آفتاب وسط آسمان میں درخشاں ہوتا ہے۔

ولادت: آپ کی ولادت ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ بمطابق یکم جنوری ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ تاریخی نام غلام مصطفی رکھا گیا مگر نعیم الدین سے مشہور ہوئے۔ اور اپنے فضل و کمال علمی جاہ و جلال کی بنیاد پر صدرالافاضل فخر والاماثل استاذ العلماء سلطان الاساتذہ کے عظیم القابات سے ملقب ہوئے۔

آپ کا خاندان: آپ کے آباؤ اجداد ایران کے مشہور شہر مشہد کے باشندے تھے جو حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد سلطنت میں ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور بڑے جلیل المناصب عہدوں پر فائز ہوئے۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اجداد کرام کا بڑا اعزاز واحترام کیا بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں۔ اس خاندان کی خصوصیت یہ تھی کہ عہدوں کے ساتھ ساتھ علم و آدب تقویٰ اور دین داری کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی یہی وجہ ہے کہ آپ کے خاندان میں بڑے بڑے ماہر علماء ادبا شعراء ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہے۔ آپ کے دادا حضرت مولانا سید امین الدین راسخ استاذ الشعراء تھے۔ نیز آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا سید معین الدین نزہتؔ مرادآبادی کا شمار اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء شعراء کی صف میں ہوتا ہے۔

تعلیم و تربیت: حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے علم و آدب کے ماحول میں آنکھیں کھولیں علمی و دینی خانوادے میں پرورش پائی۔ اس لیے جوں ہی اپنے شعور کی منزل میں قدم رکھا آپ کی تعلیم و تربیت کے لیے معقول بندوبست کر دیا گیا۔ چار سال کی عمر میں رسم بسم اللہ خانی بہت دھوم دھام سے ادا کی گئی۔ حافظ سید نبی حسین اور حافظ حفیظ اللہ سے حفظ قرآن ختم کیا۔ حفظہ اتنا قوی تھا کہ محض آٹھ سال کی مختصر عمر میں حفظ قرآن ہو گئے۔ فارسی و عربی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی پھر حضرت علامہ مولانا ابوالفضل احمد امروہوی کی خدمت میں رہ کر ملاحسن تک تعلیم حاصل کی۔ اور عربی میں کمال اور طب میں مہارت بھی حاصل کی، بعد ازاں فضل اجل استاذ الکل حضرت علامہ مولانا سید محمد گل قادری علیہ الرحمہ سے منطق و فلسفہ، اقلیدس، اور تفسیر و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اور انیس سال کی مختصر سی عمر میں ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں مدرسہ امدادیہ سے دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ والد ماجد نے مادۂ تاریخ اس شعر سے نکالا۔

نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے
دستار فضیلت کی ہے تاریخ فضیلت

دستارِ فضیلت حاصل کرنے کے بعد ایک سال اپنے فتویٰ نویسی کی مشق فرمائی۔

بیعت وخلافت: اپنے وقت کے مشہور بزرگ شاہ جی میاں محمد شیر پیلی بھتی علیہ الرحمہ کے اشارے پر اپنے عظیم الشان استاذ مکرم حضرت علامہ سید محمد گل شاہ قادری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خلعت اجازت و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے اس کے علاوہ دیگر سلاسل سے بھی آپ کو اخلافت واجازت حاصل تھی۔

جامع الصفات شخصیت: یہ روزمرہ کا مشہدہ ہے کہ جو تحریر میں ماہر ہوتا ہے تو تقریر کا ملکہ نہیں رکھتا اور اگر تحریر وتقریر میں مہارت رکھتا ہے تو تدریس میں کامیاب نہیں ہوتا یوں ہی کوئی فقہ وحدیث میں ماہر ہے تو منطق و فلسفہ میں کامل عبور نہیں رکھتا۔ اگر کوئی شیخ الحدیث ہے تو سیاسی مفکر نہیں لیکن حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کہ صفحہ حیات کے مطالعہ سے صاف انداز ہوتا ہے کہ آپ محقیق ومصنیف تھے مفسیر ومحدث تھے مفتی و مدرس تھے مفکر وصحافی تھے شاعر وادیب تھے قائد وخطیب تھے

نقاد ومناظر تھے حکیم وطبیب تھے آپ پر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل عظیم تھا کہ جملہ علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ گویا حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اس شعر کے مصداق تھے۔

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

ترجمہ: اللہ رب العزت سے بعید نہیں کہ وہ دنیا بھر کی خوبیوں کو فرد واحد میں جمع کر دے۔

درس تدریس: حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ ایک ماہر تعلیم اور متبحر استاذ تھے تدریس میں خاص کمال اور نرالا انداز تھا یہی وجہ ہے کہ ملک بھر میں استاذ العلماء کے نام سے پہچانے جاتے تھے ایک طویل مدت تک آپ درس وتدریس سے منسلک رہے یوں تو آپ جملہ علوم وفنون کی کتابیں کامل مہارت کے ساتھ پڑھاتے تھے مگر تعلیم علم حدیث میں آپ مشہور خاص عام تھے۔ ملک کے تمام فضلا معترف تھے کہ جس طرح حدیث کی تعلیم آپ دیتے ہیں ان کے کانوں نے کبھی اس کی سماعت نہیں کی، اور جہاں تفسیر وحدیث کے درس میں یکتائے روزگار تھے وہیں منطق وفلسفہ ہیئت ونجوم کے درس میں بھی آپ امتیازی شان کے مالک تھے دوران درس آپ گردش افلاک اور حرکت نجوم وکواکب کے لیے ایسے دلکش انداز میں تمثیلات بیان کرتے کہ پورا درس طلباء کے دل ودماغ پر نقش کالحجر ہو جاتا۔ حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے استاذ دو ہی دیکھے ایک حضور صدر الشریعہ دوسرے حضور صدر الافاضل علیہما الرحمہ (بروایت علامہ ضیاء المصطفیٰ محدث کبیر)

یہ ایک عین حقیقت ہے کہ جس طرح صناع کی قبلیت کا اندازہ اس کے مصنوعات سے ہوتا ہے۔ یوں ہی استاذ کے علم وفن کا اندازہ اس کے شاگردوں سے ہوتا ہے، اگر ہم آپ کی درسگاہ فیض سے مستفیض ہونے والے تلامذہ پر نظر ڈالتے ہیں تو سب کے سب آسمان علم وفن کے آفتاب وماہتاب نظر آتے ہیں اور اگر ہم زمانہ حال میں ہندوستان کے ماہر علماء کو لیں تو یقینا ان میں زیادہ تر ایسے افراد ملیں گے جو حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی یا شمس العلماء مفتی محمد شمس الدین جون پوری یا امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تلامذہ ہیں اور بلاشبہ یہ تینوں نفوس قدسیہ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی خوان نعمت کے پروردہ ہیں تو گویا آج کے علماء کا شجرۂ علمی حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ تک ضرور پہنچتا ہے۔

تبلیغی خدمات: حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ جہاں مسند تدریس پر فائز ہو کر تشنگان علوم کو سیراب فرما رہے تھے وہیں آپ کی زندگی دعوت و تبلیغ کے لیے بھی وقف تھی۔ آپ نے اس خاطر متعدد مسلم وغیر مسلم علاقوں اور دیہاتوں کا دورہ فرمایا۔ اس سلسلے میں آپ نینیتال الموڑہ اور ہلدوانی وغیرہ کے ایسے پہاڑی علاقوں اور دیہاتوں میں بھی گئے ہیں جو علم اور دینی اعتبار سے کافی پسماندہ تھے۔ وہاں کے باشندوں کو اسلامی صحیح تعلیمات سے روح شناس کرایا اور انہیں اسلام پر پوری طرح عمل کرنے اور بری عادات ورسوم کو ترک کرنے کی ترغیب دی۔ آپ نے یہاں کے باشندوں کے لیے پہاڑی زبان میں اسلامی تعلیمات پر مشتمل ایک رسالہ مسمی بہ پراچین کال تصنیف فرمایا۔ ان تمام دعوتی کوششوں اور تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ اس کام کے لیے ملک کے مختلف مقامات پر آپ نے وفود بھیجے اور مبلغین کو متعین فرمایا۔ اس طرح آپ پوری زندگی دینی کی دعوت وتبلیغ کے مشن کو فروغ دینے میں کوشاں رہے۔

بحث ومناظرہ: بحث ومناظرہ اور فن خطابت میں امتیازی حیثیت حاصل تھی ملک کے طول وعرض میں آپ کی تقریریں بصد شوق وذوق سے سنی جاتیں تھیں۔ اہلسنت کا کوئی بڑا جلسہ ایسا نہیں ہوا جس میں آپ کی شمولیت ضروری نہ سمجھی جاتی ہو۔ جس موضوع پر بھی تقریر کرتے دلائل وبراھین کے ساتھ، انداز بیاں ایسا شائستہ اور صاف عام فہم اور دل نشیں ہوتا کہ سامعین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتے، آپ کی تقریریں دل پزیر سے مستفیض ہونے کے لیے دور دور سے شائقین جلسہ گاہ میں آتے اور اپنے قلوب کو جلا بخشتے۔ اور فن مناظرہ میں آپ کو وہ یدطولی حاصل تھا کہ مخلف کو چند از جلد شکست فاش سے ہمکنار کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ نے عیسائی، آریہ، سناتن دھرمی، روافض، خوارج، قادیانی، وہابی، غیر مقلدوں سے کامیاب مناظرے کیے اور انہیں مات دی۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے پادری اور ہندؤں کے مشہور پنڈت آپ کے خوف سے تھراتے تھے۔ اور بہت سارے تو

آپ کا نام سن کر ہی میدان مناظرہ سے فرار ہونا اپنے لیے مناسب سمجھتے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بیشتر مواقع پر حضور صدرالافاضل کو مناظرے کے لیے اپنا نائب بنا کر بھیجا۔ جس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو آپ کی ذات پر کتنا اعتماد تھا۔ اور یہ آپ کی بےنظیر مناظرانہ صلاحیت کی روشن دلیل ہے۔

سیاسی خدمات: میدان تدریس کے شہسوار اور بحث و مناظرہ کے تاجدار حضور صدرالافاضل نے جب میدان سیاست میں قدم رکھا تو تحریک آزادئ ہند میں وہ نمایاں کردار ادا کیا جس سے ہندوستانی مسلمان کبھی آپ کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ تحریک موالات تحریک خلافت کے وہ زعماء و قائدین جو ہندو مسلم اتحاد کی دعوت دے رہے تھے انہیں آپ نے اس کے بھیانک انجام اور ممکنہ خطرات سے متنبہ کیا۔ آپ کی ہی انتباہ پر تحریک روح رواں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے اپنے قدیم نقطۂ نظر سے رجوع کیا۔ ۱۹۲۵ء میں آپ ہی کی تحریک پر (آل انڈیا سنی کانفرنس) عمل میں آئی۔ جس نے سیاسی و ملی بساط پر بلند پایہ خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۴ء میں جب شدھی تحریک چلی تو آپ اس تحریک کی انسیدادی کوششوں میں پیش پیش رہے اور مسلسل جد و جہد سے دیگر اساطین اہلسنت کے ساتھ شردھانند کے اس شدھی فتنے کا خاتمہ کر دیا۔

قیام مدارس: افکار و نظریات کی صحیح تربیت اور اسلام و سنیت کی اشاعت میں مدارس کلیدی کردار ادا کرتے ہیں کیوں کہ مدارس وہ دینی قلعہ اور اسلامی مراکز ہیں جس میں مساجد کے اماموں اور میدان عمل میں پہنچنے کے لیے اسلامی سپائیوں کی ٹیم تیار کی جاتی ہے اسی لیے حضور صدرالافاضل نے مدارس و مکاتب کے قیام کی جانب خصوصی توجہ دی۔ اور اس میں بھی آپ نے عظیم ترین خدمات انجام دیں چنانچہ آپ نے بہت سے علاقوں میں اسلامی مدارس و مکاتب قیام کیے۔ بل خصوص دین کی اعلیٰ تعلیم کے لیے شہر مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ جیسا ایک عظیم الشان دینی قلعہ قیام فرمایا۔ جو ابتدا میں انجمن اہلسنت کے نام سے قیام ہوا تھا لیکن بعد میں جامعہ نعیمیہ کے نام سے موسوم ہوا جہاں کے فارغ التحصیل تلامذہ فلک سنیت پر چاند و سورج کی طرح جگمگا رہے ہیں اور نور مصطفیٰ ﷺ کی ضیاء باری سے اہلسنت دلوں اور ایمان کو منور فرما رہے ہیں۔

بقیہ: سینما بازی اور مسلمان

مسلمانو! اس ایمان سوز، تباہ کن، مخرب اخلاق وحیا، جرم سے جلدی توبہ کر لو کہیں اللہ کے قہر و غضب میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ خود بھی بچو اپنے گھر والوں کو بھی بچاؤ۔ اللہ پاک نے قرآن پاک میں جہنم کی آگ سے تمہیں خود بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی بچنے کا حکم فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ [ترجمہ کنزالایمان، سورہ تحریم آیت ۶]

مسلمانو! سنیما بازی اور گانے باجوں اور دیگر جرائم کے سبب آج اغیار کی نظروں میں اپنا وقار اپنی شان وشوکت اور دبدبہ کھوتے جا رہے ہو۔ یہی برائیاں ہیں جنہوں نے تم سے تمہارا وقار چھین لیا ہے، تمہاری شان وشوکت غصب کر لی ہے، اور یہی برائیاں تمہاری پستی کا اصلی سبب ہیں۔

مسلم معاشرہ کس طرح سدھرے گا اس میں در آئیں برائیاں کس طرح دور ہوں گی، اس کے لیے علما وفقہا اور دانشور و دیندار طبقہ فکر مند ہے۔ اور ہر طرح برائیوں کو مٹانے اور برائیوں کی زد میں آئے مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش میں مصروف ہے۔ انہیں میں سے ایک دردمند محترم جناب محمد اقرار صاحب ڈھکیاوی بھی ہیں جو اسلامی معاشرہ میں گناہوں کے بڑھتے قدم روکنے میں کوشاں ہیں انہیں کے کہنے پر احقر نے یہ مختصر سی تحریر پیش کی ہے۔ اللہ پاک انہیں بھی اور مجھے بھی بلکہ جملہ مسلمانانِ اہل سنت کو گناہوں سے محفوظ فرمائے، اپنے اور اپنے حبیب لبیب ﷺ کے احکام وفرامین کی بجا آوری کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

OOOOOOOOO

تاجدارِ عرشِ عرفان

صدرالمدرسین مولانا ابوالضیاء مفتی محمد باقر نوری علیہ الرحمہ

الله محمد فی جمیع افعاله ومحمدالله مصل ومسلم علیه معه صحبه وآله

رہنمائے ملت، مقتدائے اہلِ سنت، بدرالاماثل، صدرالافاضل حضرت سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ العزیز کا نام نامی اسم گرامی ''محمد نعیم الدین'' لقب ''صدرالافاضل/ استاذ العلماء'' تخلص ''نعیم اور منعم، وطن مشہد شریف۔

سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد مبارک میں آپ کے مورثِ اعلیٰ وہاں سے تشریف لائے اور جلیل القدر عہدوں پر فائز ہیں۔ یہ خاندان ہمیشہ علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے۔ حضرت صدرالافاضل قدس سرہ العزیز میدانِ علم و فضل میں ایسے شہسوار تھے کہ یکتائے روزگار تھے اور معرکۂ سیاست دانی وکیاست دینی میں ایسے رواں دواں تھے کہ بے ہمتائے جہاں تھے---

آپ کا تاریخی نام ''غلام مصطفیٰ'' (۱۳۰۰ھ) اور مادۂ تاریخ وصال ''غلام رسول'' (۱۳۶۷ھ) وصال ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ بمطابق ۲۳/اکتوبر ۱۹۴۸ء۔

آپ صحیح معنی میں ان مقدس ترین ہستیوں میں سے ہیں جو فی الواقع "العلماء ورثة الانبياء" اور "علماء امتی كانبياء بني اسرائيل" کے جلیل الشان منصب پر فائز اور صراطِ مستقیم کے حقیقی جادہ پیما ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلکِ اہل سنت و جماعت کے تعارف کے لیے ان کا مسلک پیش کیا جاتا ہے۔

ابتدائی دور

آپ کا زمانۂ تحصیلِ علوم وفنون بھی نہایت تابندہ و درخشندہ ہے۔ آپ ذہانت و فطانت میں اتنے بلند پایہ تھے کہ آٹھ سال کی عمر شریف میں قرآنِ کریم حفظ کر کے فارسی میں بھی کافی دسترس حاصل کرلی تھی۔ بعدۂ آپ قدوۃ العلماء عمدۃ الفضلاء حضرت مولانا سید شاہ محمد گل صاحب کابلی قدس سرہ مہتمم مدرسہ امدادیہ مرادآباد کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔ ۱۹ سال کی عمر میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ اور دورۂ حدیث شریف کی تکمیل سے فارغ ہوکر ایک سال فتویٰ نویسی و روایت کشی کی مشق فرمائی اور ۱۳۲۰ھ میں بیس سال کی عمر میں دستارِ فضیلت حاصل فرمائی۔ اس موقعہ پر آپ کے والدِ ماجد حضرت مولانا معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دستار بندی کی تاریخ یہ تحریر فرمائی :

ہے میرے پسر کو طلباء پر وہ تفضّل
سیاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے
دستارِ فضیلت کی ہے تاریخ فضیلت ۱۳۲۰ھ

طالب علمی کے وقت ابھی ۱۴ برس عمر تھی کہ ہم جماعت طلباء میں فارسی ادب میں مقابلہ ہوا۔ طے یہ ہوا کہ مکتوب دفتر ابوالفضل کے مقابلہ میں انشاپردازی کے جوہر دکھائے جائیں چنانچہ سبھی لکھ کر تو لائے مگر سب نے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے بیک زبان کہا کہ آپ کا مکتوب دفتر ابوالفضل کے ہم دوش ہے---

پیر کی تلاش

آپ پیر کی جستجو میں پہلی بھیت حضرت شاہ جی محمد شیر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بڑی محبت وشفقت سے فرمایا میاں مرادآباد میں مولانا محمد گل صاحب بڑی اچھی صورت ہیں، میں مرادآباد جاتا ہوں تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں آپ جس ارادہ سے آئے ہیں آپ کا وہ حصہ وہیں ہے حضرت قدس سرہ واپس مرادآباد آئے تو حضرت مولانا محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ جی میاں صاحب کے ہاں سے ہو آئے؟ اچھا پرسوں جمعہ ہے نمازِ فجر کے بعد آیئے تو آپ کا جو حصہ ہے، عطا کیا جائے گا۔ تیسرے روز جمعہ کو نمازِ فجر کے بعد حضرت مولانا محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو قادری سلسلۂ عالیہ میں بیعت فرمایا سبحان اللہ کیسی عجیب کرامت ہے کہ پیر کا پتہ بتانے والے بھی دل کے راز اور خصوصی مربی کو جانتے ہیں اور پیر بھی

ایسے ہی ملے کہ مرید کی ساری واردات سے پوری طرح باخبر ہیں---

دینی خدمات اور مناظرے:

حضرت قدس سرہ دینِ حق کی خدمت اور اشاعت وحفاظت کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ومقدم رکھتے تھے۔ آپ کے دور میں ہندوستان میں گونا گوں فسادات برپا ہوئے۔ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کے خلاف کئی ظاہر اور کئی بڑی گہری تحریکیں شروع کر رکھی تھیں۔

حضرت قدس سرہ نے خداداد نورِ فراست وبصیرت اور اعلیٰ ترین استعداد و صلاحیت سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آریہ، عیسائی، روافض، خوارج، شدھی، قادیانی منکرین حدیث ایسے تمام باطل فرقوں سے مناظرے مقابلے کیے اور ہر میدان میں نمایاں غلبہ پایا۔ انیس سال کی عمر تک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ سے ظاہری ملاقات نہ تھی مگر ان کی تصانیف کے ذریعہ خاصا تعارف تھا۔ ایک مرتبہ جودھپور کے ایک بے دین نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اخبار نظام الملک میں ایک مضمون شائع کیا، مضمون کیا تھا، سب وشتم، بہتان و افتراء، ایسی بدتمیزی کا پلندہ تھا۔ حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مضمون پڑھ کر سخت صدمہ ہوا بخار آ گیا، رات ہی اس کا ردتحریر فرمایا اور صبح اخبار نظام الملک کے دفتر پہنچے۔ اشاعت کے لیے کہا تو ایڈیٹر نے چھاپنے سے صاف انکار کر دیا۔ بھلا وہ کب چھاپتا تھا مگر آپ نے فرمایا میرا مضمون تم چھاپو گے تو سنی خریدیں گے پھر اس کا جواب جودھپوری لکھے گا تو وہ لوگ خریدیں گے، اس کے بعد میرا جواب الجواب شائع کرنا، اس طرح تمہارے اخبار کی اشاعت بہت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ اس نے حضرت کا مضمون شائع کر دیا اِدھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کئی خطوط پہنچے کہ آپ کا جو مضمون نظام الملک میں شائع ہوا ہے ہمیں بھیجئے، ہم بھی شائع کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا تعجب ہوا کہ اہل سنت کی تائید میں نظام الملک میں کیسے اور کس کا مضمون شائع ہوا، میں نے تو بھیجا نہیں۔ آخر مرادآباد شریف کے ایک حاجی صاحب نظام الملک کے اس مضمون والے ایک ماہ کے پرچے لے کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پڑھ کر نہایت پسند فرمائے اور دریافت کیا کہ یہ مضمون لکھنے والے کون صاحب ہیں؟ حاجی صاحب نے فرمایا کہ مولانا نعیم الدین صاحب ایک نوجوان فاضل ہیں۔ انیس سال عمر ہے مگر بڑی عمدہ استعداد رکھتے ہیں---

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب انہیں ساتھ لے کر آنا، چنانچہ حاجی صاحب حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ لے کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد جہاں کہیں کسی فرعونی دماغ نے گھسر پھسر شروع کی اور اسلام کے خلاف باطل نے سر اٹھایا تو اُس کی سرزنش اور سرکوبی کے لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کو ہی اکثر وبیشتر منتخب فرمایا، دہلی میں ایک رام چندر آریہ تھا، جو بڑا خوش آواز اور بہت ہی دریدہ دہن تھا، اس نے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا، مسلمان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے آپ نے فرمایا ابھی مرادآباد تار (پرانے وقتوں میں فون/موبائل کی طرح پیغام رسانی کے ذریعہ کو "تار" کہا جاتا تھا، ضیاء) دو، رات صدرالافاضل تشریف لے آئیں گے صبح مناظرہ شروع ہو جائے گا، مگر تار قدرے تاخیر سے پہنچا اور صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ جلسہ گاہ میں ایسے وقت پہنچے کہ مناظرہ شروع ہو چکا تھا اور مولانا ظہورالحسن رام پوری جو بڑے جلیل القدر فاضل تھے، رام چندر کے مقابل مناظرہ کر رہے تھے، روح اور مادہ کی بحث شروع تھی جسے عوام نہیں سمجھ رہے تھے، حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے صدر جلسہ سے فرمایا کہ اگر میں کلام شروع کرتا ہوں تو آریہ کہے گا کہ آپ کے مولوی صاحب ہار گئے، اس لیے دوسرے مولوی صاحب کو کھڑا کیا ہے، لہٰذا آپ بحیثیت صدر جلسہ اعلان کر دیں کہ گیارہ بج چکے ہیں، گرمی کا وقت ہو گیا ہے بقیہ بحث رات کو ہوگی، البتہ چند منٹ کے لیے سب لوگ اور ہر دو مناظر ٹھہر جائیں تاکہ مجمع کو بتا دیا جائے کہ پنڈت جی اور مولوی صاحب کی گفتگو کا نتیجہ کیا ہے، سب لوگ ٹھہر گئے۔ حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے رام چندر سے فرمایا تم کہتے ہو کہ روحِ انسانی اور حیوانی ایک ہے۔ صرف نوع کا فرق ہے، اس نے کہا جی ہاں، پھر فرمایا مولانا فرماتے ہیں کہ صرف صورت ہی کا فرق نہیں بلکہ روحِ انسانی اور حیوانی میں بہت فرق ہے۔ مولانا ظہورالحسن نے فرمایا صحیح ہے۔ اب آپ نے مجمع سے دریافت فرمایا آپ لوگ کچھ سمجھے، مجمع نے کہا کچھ نہیں، فرمایا پنڈت جی کہتے ہیں کہ آدمی اور گدھے میں روحانی کچھ فرق نہیں۔ گدھا اور آدمی ایک ہیں، فقط صورت کا فرق ہے۔ یہ سن کر خوب قہقہے لگے اور لوگ کہنے لگے کہ پنڈت جی اور گدھے میں فقط صورت کا فرق ہے ورنہ دونوں ایک ہیں اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ صدرالافاضل کو زندہ وسلامت

رکھے جنہوں نے دولفظوں میں سارے مناظرے کا نچوڑ ہمیں سمجھا دیا۔

ایک مناظرہ کے موقع پر رام چندر آریہ نے کہا آپ میرے ساتھ کیا بحث کریں گے؟ مجھے تمہاری کتاب (قرآن کریم) کے پندرہ پارے یاد ہیں۔آپ میرے دید کے پندرہ ورق بھی نہیں بنا سکتے،صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پنڈت جی! یہ بات دوبارہ نہ کہنا اس میں تمہاری ذلت ہوگی اُس نے کہا وہ کیسے اور بار بار یہ بات کہی،آپ نے فرمایا، پنڈت جی! آپ میری کتاب کے پندرہ پارے سنا سکتے ہیں، کیا اپنا وید جسے تم خدا کی کتاب مانتے ہو آدھا سنادو گے یا چہارم ہی سنادو، پندرہ ورق سنا دو، چلو پانچ ورق ہی فقط پڑھ دو، پھر آپ نے فرمایا یہ قرآنِ کریم کی صداقت ہے کہ مخالف کی زبان پر بھی اس کا یہ فیض ہے کہ پندرہ پارے سنانے کو تیار ہے۔اس مضمون کو ایسے شاندار طریق سے بیان فرمایا کہ سارا مجمع حق حق کر اٹھا، اور ہندو تک قرآنِ کریم کو کتابِ الٰہی کہنے پر مجبور ہو گئے۔

القصہ...... آپ میدانِ مناظرہ میں بھی ایسے بے ہمتا شہسوار تھے کہ دشمن آپ کا نام سنتے ہی دُم دبا کر بھاگ جاتے۔ایک مرتبہ آپ شردھانند سے مناظرہ کے لیے دہلی تشریف لائے وہ بڑا عیار فتنہ باز تھا سنتے ہی بھاگا اور بریلی چلا گیا،حضرت قدس سرہ نے تعاقب کیا،آپ بریلی پہنچے تو وہ بھاگ کر لکھنؤ چلتا ہوا،آپ وہاں پہنچے تو وہ وہاں سے فرار ہو کر پٹنہ پہنچ گیا،آپ پٹنہ گئے تو وہ کلکتہ روانہ ہو گیا،آپ نے کلکتہ جا کر اسے پکڑا تو اس نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں،اتنے پر ہی اکتفا ہے---

تعلیمی خدمات:

دینِ متین کی تبلیغ واشاعت کے لیے جو ذرائع درکار ہوتے ہیں آپ نے اختیار فرمائے، کتابیں تصنیف فرمائیں۔السواد الاعظم رسالہ جاری فرمایا،اہلِ سنت کا کوئی اہم جلسہ یا اجتماع نہ ہوتا تھا مگر اس میں آپ کی شمولیت نہایت ضروری سمجھی جاتی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ خود پڑھایا بھی کرتے تھے۔تفسیر،حدیث،فقہ،اصول،تمام علوم عقلیہ و نقلیہ،علم التوقیت ایسے تمام فنون میں کامل دسترس اور مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔مضامین کتب کو اس طرح عام فہم مدلل اور مفصل بیان فرماتے کہ ایک ایک لفظ ذہن کی گہرائیوں میں اترتا جاتا اور گمان ہوتا کہ شائد حضرت خود اس کتاب کے مصنف ہیں۔حضرت قدس سرہ کی مساعی جمیلہ وجلیلہ اور فیوض وبرکات کی ارزانی وفراوانی کا قدرے اندازہ یہاں سے ہوسکتا ہے کہ حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری صدر اوّل جمعیت العلماء پاکستان اور مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف اور تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اور حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی ایسے بے شمار جلیل القدر اکابرینِ ملت حضرت قدس سرہ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں،آپ نے اسی جذبہ کے ماتحت ۱۳۲۸ھ میں ایک عظیم الشان دارالعلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں قائم فرمایا۔جس کا اصل نام مدرسہ انجمن اہلِ سنت و جماعت تھا۔اس کے بعد آپ کی ہدایت و رہنمائی سے برصغیر کے مختلف مقامات پر بے شمار مدارس قائم کیے گئے دیگر علوم کی طرح آپ علم طب میں بھی کمال مہارت وحذاقت رکھتے تھے۔

دارالافتاء:

فتویٰ نویسی میں بھی آپ امتیازی شان رکھتے ہیں، جوابات نہایت آسان بڑے متین اور سنجیدہ طرز استدلال اتنا عجیب اور انوکھا ہے کہ اہلِ علم عش عش کراٹھیں اور مخالفین کو ذرہ بھر اعتراض کا موقعہ نہ ملے۔

علم سخن اور شاعری:

شعر گوئی میں بھی حضرت قدس سرہ کو کمال کا ملکہ عطا ہوا تھا۔آپ کے مجموعہ اشعار ریاضِ نعیم کا ایک ایک شعر آپ کی قادرالکلامی اور مہارت تامہ کا شاہد ہے۔ایک مرتبہ مخالفین نے کہا کہ ہم مناظرہ عربی زبان میں کریں گے آپ نے فرمایا منظور ہے اور دو شرطیں ہماری طرف سے اور زیادہ ہیں، عربی زبان میں ہوگا، غیر منقوط کلمات میں ہوگا اور نظم میں ہوگا۔جب مخالفین نے یہ بات سنی تو حواس باختہ ہو کر یوں بھاگے، نامعلوم کس بادیے میں گرے۔ریاضِ نعیم میں کچھ ایسی نظمیں بھی ہیں جو آخری علالت کے دنوں میں لکھی گئیں۔اُن میں کئی اشعار ایسے ہیں جن میں اِس دنیا سے رُخصت ہونے کے بارے تلمیح موجود ہے، مثلاً ایک شعر ہے:

؎ چل دیئے باغ سے چمن پیرا — گل وگلزار کا خدا حافظ

نیز ایک شعر ہے: ؎

سنتے ہیں نعیم آتے ہیں وہ بہر عیادت
کیا آج ستارہ میری تقدیر کا چمکا

عشقِ رسول:

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کسی ایک شخص میں تمام خصوصیات یک جا نہیں ہوتیں۔اگر ایک شخص بہتر معلم ہے تو عمدہ خطیب نہیں،اگر فنِ خطابت میں بلند پرواز ہے تو انشا پرداز نہیں،اِسی طرح علماء کرام میں بہت کم ایسے بزرگ ہیں جو تمام علوم وفنون میں یکساں مہارت رکھتے ہوں۔حضرت قبلہ صدرالافاضل قدس سرہ العزیز انہیں چیدہ چیدہ برگزیدہ ہستیوں میں ایسے ہی فردِ کامل تھے کہ ان تمام علوم وفنون کے علاوہ جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے،علم اخلاق وتصوف اور عشق الٰہی وعشق مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء میں بھی نہایت بلند مقام تھے۔دیوان ریاضِ نعیم ہی کو دیکھ لیجئے جس کے بحر کا ایک ایک صدفِ صادق آپ کے کمال معنوی اور عشق مصطفوی میں راسخ القدمی کے بے شمار موتی بکھیر رہا ہے، مثلاً ایک مقطع ہے: ؎

اس کا انکار تو غلط ہوگا دلِ منعم میں آپ رہتے ہیں

دو شعر اور بھی ملاحظہ فرمایئے: ؎

وہ آنکھوں میں آئے وہ دل میں رہے
رقیبوں کو کیسے خبر ہو گئی
بسا ہے وہ مجھ میں ڈھونڈوں کہاں
تلاش اس کی دشوار تر ہو گئی

محبوب کی جدائی اور تمنائے وصل تام کا اظہار بھی کیا۔ایک تضمین کا پہلا خمسہ ہے:

نہ روز یکہ مغموم ومحزوں نہ گریم
نہ شامے کہ من ہمچوں مجنوں نہ گریم
نہ وقتیکہ از میل افزوں نہ گریم
دمے نگزروکزغمت خوں نہ گریم
روصلت جدا ماندہ ام چوں نہ گریم

حاضریٔ مدینہ عالیہ کی تمنا: چند اشعار ملاحظہ ہوں: ؎

مدینہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ سنگ در پہ پیشانی
وہ آقا ہوں یہ بندہ ہو یہ دامن وہ کہرباری
یہ شیدا ہو وہ روضہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ جلوے ہوں
یہ طالب ہو وہ مطلب ہو یہ دل ہو اور وہ دلداری
زباں پر ہوں درودیں سر جھکا ہو ہاتھ پھیلے ہوں
مزہ ہو بر سر جود و کرم ہو لطفِ سرکاری
تمنائیں مچلتی ہوں عطائیں لطف کرتی ہوں
دعاؤں کی اجابت کر رہی ہو ناز برداری
وہ الطافِ کریمانہ ہوں وہ انعام شاہانہ
نعیم الدیں کو دیکھیں دیدۂ حسرت سے درباری

کرامات:

حق تعالیٰ ''علیم بذات الصدور'' ہے اور ہمارا اہل سنت کا یہی ایمان واعتقاد ہے مگر بلاتشبیہ جیسے نیرّ اعظم اپنی درخشانیوں اور تابانیوں سے آئینوں اور مصفیٰ آبگینوں کو اپنی کارسازیوں کا نمونہ بنا دیتا ہے۔وہ ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ اپنے پاکیزہ بندوں کو جلابخشی کا لطف وکرم فرما کر اپنی صفات کا مظہر اور اپنی کرشمہ سازیوں کی جلوہ گاہ بنا دیتا ہے۔تب ہی اُن مقدس ہستیوں سے بلاتکلف محیر العقول اُمور وکرامات کا صدور ہوتا ہے۔

ہمارے مرشدِ اعظم سیدی صدرالافاضل قدس سرہ کو قدرت نے یہ عظیم ترین مقام ومنصب بھی عطا فرمایا تھا۔ ۱۹۴۷ء کے اوائل میں یہ فقیر کاتب السطور حضرت قبلہ فقیہ اعظم کی معیت میں لاہور گیا۔حضرت صدرالافاضل قدس سرہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے،الحمدللہ اِس فقیر کو شرفِ زیارت نصیب ہوا۔ایک گفتگو کے دوران حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلہ فقیہ اعظم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اور یہ فقیر سن رہا تھا کہ ''مولانا! آپ پر تمام مشائخ کرام خوش ہیں'' اِس فرمانِ عظیم الشان سے معلوم ہو گیا کہ حضرت قبلہ قدس سرہ کو یہ انکشاف صاف حاصل تھا کہ مشائخ کرام فلاں فلاں مقدس ہستیاں ہیں اور یہ کہ اُن سب حضرات کو حضرت فقیہ اعظم کے مقام سے تعارف ہے،اور یہ کہ حضرت فقیہ اعظم کو مساعی جمیلہ وجلیلہ بارگاہِ قدس میں منظور ومشکور ہیں۔تب ہی تو تمام اہل اللہ خوش ہیں، سچ ہے کہ ولی را ولی مے شناسد۔ الحمدللہ کہ یہ ہم نوریوں کے لیے بھی ایک بشارتِ عظمیٰ ہے---

حضرت فقیہ اعظم جس وقت تحصیل علوم سے فارغ ہوئے اور ماحول کا جائزہ لیا تو آپ کی دوررس نگاہیں اِس نتیجہ پر پہنچیں کہ علم دین کی ترویج وتعلیم اور قرآن وحدیث کی تدریس وتفہیم اس وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے اور فی الواقع ایسا ہی تھا،ہر طرف جہالت کی تیرہ وتار گھٹائیں چھائی جا رہی تھیں۔دین اسلام کے خلاف بے دینی و

بدتمیزی کے خطرناک جال بچھائے جارہے تھے اور علاقہ بھر میں سکوت طاری تھا، اس طوفانِ اندوہناک کے خلاف کوئی مؤثر آواز سنائی نہ دیتی تھی تو آپ نے ''دارالعلوم حنفیہ فریدیہ'' نام سے ایک مرکزِ تعلیم قائم کیا جو اب بفضلہٖ تعالیٰ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ اس لیے آپ ایسے پیر کی جستجو میں تھے جو عالم کامل جیّد اور اس کا دل جذبہ شوقِ تعلیم علوم دینیہ سے لبریز ہو۔ للہ الحمد کہ ایسا پیر روشن ضمیر مل گیا، چنانچہ بیعت کے بعد حضرت صدرالافاضل قدس سرہ نے فرمایا'' آپ کا وظیفہ یہ ہے کہ آپ علم دین خوب پڑھاتے رہیں'' گویا آپ نے فقیہ اعظم کے ارادے کا کشف فرما کر اس کی توثیق فرمادی۔

سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپکو جو حق تعالیٰ نے وراثتِ نبوی کا منصبِ عظیم عطا فرمایا اُس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے آپنے نہایت پامردی، خوش اسلوبی اور شاندار طریق سے ہمیشہ کوشش اور سعی بلیغ فرمائی اور اس پر تادم آخر استقامت فرمائی اور یہی اصل کرامت ہے، مشائخ کرام فرماتے ہیں، الکرامۃ ہی الاستقامۃ

سیاسی بصیرت:

سیاست وہ کٹھن منزل ہے جس میں اکثر لوگ ہائی تعلیم کے باوجود قدم قدم پر لڑکھڑاتے اور پھسلے رہتے ہیں، حضرت قبلہ صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے اِس میدان میں بھی جس قدر ثابت قدمی و تیز نگاہی اور حقیقت شناسی کے جوہر دکھائے، ضرب المثل ہیں۔ نہایت ہی تند و تیز آندھیاں چلیں۔ بڑے بڑے کوہِ سیاست و فراست تنکوں کی طرح اُلٹ پلٹ ہوئے، کیسی کیسی عجیب قلابازیاں کھائیں۔ ایک ایک جھونکے سے کتنے ہچکولے کھائے۔ کتنی بار ڈگمگائے، نامعلوم کتنے اصول بنائے اور توڑے۔ کتنے نظریئے اپنائے اور چھوڑے۔ مگر مخدوم ملت حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ایسی کوہِ گراں تھی کہ ان کی اوٹ میں ہزاروں کاہِ رواں کوہِ گراں بن گئے۔ زیادہ دور کیا جایئے ایک کانگریسی تحریک کو ہی دیکھ لیجئے جس کی فتنہ سامانیوں اور سحر کاریوں کو دیکھ کر بڑے بڑے دوراندیش، کہنہ مشق عصمت مآب اور تجربہ کار اس کے دام تزویر میں پھنس گئے لیکن حضرت سراپا برکت قدس سرہ کی دوررس نگاہیں فوراً اس نتیجہ پر پہنچ گئیں کہ مسلمانوں کے لیے کانگریس میں شمولیت اور غیر مسلموں کے ساتھ اشتراک عمل شرعاً ممنوع اور سیاستاً بھی نہایت ہی خطرناک ہے۔ چنانچہ ۱۹۶۱ء میں حضرت قبلہ قدس سرہ نے ایک جامع اور بسیط مقالہ تحریر فرمایا، جس میں قرآنِ کریم کی تیرہ سے زائد آیتوں اور بے شمار تفاسیر معتبرہ کی عبارتوں سے مبرہن فرمایا کہ ہندوؤں کے ساتھ تعاون و موالات ممنوع و حرام اور اسلام و اہل اسلام کے مفادات کے لیے سخت مضر اور خطرناک ہے۔ اس مبارک مقالہ کو ملک کے گوشہ گوشہ میں شائع کرایا اور خود آپنے بھی ہندوستان کے کئی اہم مقامات کے دورے کیے۔ ایک ایک مسلمان بالخصوص لیڈروں کو کفار و ہنود کی دھوکہ بازیوں سے خبردار کیا۔ چنانچہ علی برادران کی توبہ اور کانگریس سے علیحدگی آپ کی کوششوں کا ثمرہ تھی۔ حضرت قدس سرہ اظہارِ حق اور خیرخواہی کی غرض سے مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم کے مکان پر دہلی تشریف لے گئے۔ ان سے گفتگو فرمائی، کفار و ہنود سے اتحاد و وداد کے تباہ کن نتائج سے آگاہ فرمایا اور آخرت کے عذاب و خسران سے انذار فرمایا، خدا کی شان ہے آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ایک ایک حرف اُن کے دل میں گھر کرتا گیا اور وہ کہنے لگے مولانا آپ گواہ رہیں میں اب توبہ کرتا ہوں، آئندہ کبھی ان سے اتحاد و وداد نہ رکھوں گا۔ آپنے فرمایا میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے لیکن مجھے کس طرح معلوم ہو کہ آپ آئندہ اُن سے کلیتاً مجتنب ہو گئے ہیں وہ کہنے لگے مولانا میں نے اس اتحاد سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ دعا فرمایئے کہ باقی عمر میں اس نقصان کی تلافی کرسکوں۔ اب میں گاندھی کے پاس جارہا ہوں آپ دیکھیں گے کہ یہ میری اس سے آخری ملاقات ہوگی چنانچہ حسبِ وعدہ گاندھی سے لڑکر واپس آگئے اور اپنی بیزاری کا اعلان کردیا۔ اسی طرح مولانا شوکت علی صاحب مرحوم نے بھی حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر توبہ کی اور غیر مسلموں کے ساتھ اتحاد سے دست برسرپیکار رہے، حضرت قدس سرہ کی تمام مساعی کا محور یہ ایک بنیادی اصل اور جلیل القدر ضابطہ تھا کہ کسی تحریک میں شمولیت سے اگر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا ذرہ بھر بھی احتمال ہو تو اس سے احتراز لازم و ضروری ہے۔ اس عظیم نظریہ پر قائم رہ کر قوم و ملت کی خاطر آپ نے گوناگوں مشکلات کے باوجود ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا۔ ان ذرائع کے مفصل بیان کے لیے تو کافی وقت درکار ہے اور پھر بھی دشوار ہے۔

الغرض ۱۹۳۸ء میں کلکتہ کانفرنس کے موقعہ پر جب نہرو نے مسلمانوں کے لیے برابر کے حقوق سے صاف انکار کردیا اور جن خطرات کو حضرت صدرالافاضل قدس سرہ العزیز کی باریک بین چشم بصیرت سترہ برس پہلے ہی تاڑ چکی تھی وہ کھل کر سامنے آگئے، تو محمد علی جناح کی غیرت کو

جوش آیا اور انہوں نے یہ کہہ کر کہ ''ہم باعزت مساویانہ شرکت کر سکتے ہیں ذلیل و ماتحت ہو کر نہیں رہ سکتے'' کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی اور مسلم لیگ کی مستقل تنظیم شروع کر دی، ان دنوں حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا: دیکھو میں نہ کہتا تھا کہ ''ہندوؤں پر بھروسہ کرنا کسی وقت میں بھی صحیح نہ تھا'' ان مذکورہ حقائق کو سامنے رکھ کر عقل سلیم اس نتیجہ پر پہنچنے میں ذرہ بھر وقت محسوس نہیں کرتی کہ حضرت قبلہ صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۱ء سے قبل ہی مسلمانوں کو دوقومی نظریہ کا سبق پڑھانا شروع فرما دیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں تحریکِ پاکستان کے لیے میدان ہموار کرنا اور اس کی کامیابی کے لیے اصول سازی کا کام شروع فرما دیا تھا۔ اب مسلم لیگ کی علیحدگی کے بعد آپ کے نورِ فراست اور بصیرتِ سیاست نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ انگریز اب زیادہ عرصہ نہیں رہ سکتا اور ہولا محالہ اقتدار کسی جماعت کے سپرد کر دیا تو مسلمانوں کا وہی حشر ہوگا جس کی خبر قرآنِ کریم نے دی ہے، اور جس کا عملی نمونہ ۷ ۱۹۳ء کی کانگریسی وزارتوں کے وقت دیکھا جا چکا ہے لہٰذا مسلمانوں کی ایک علیحدہ مرکزی حکومت قائم ہو۔ ۱۹۴۰ء میں جب قراردادِ پاکستان پاس ہوئی جو حضرت قبلہ قدس سرہ کے نظریہ سے بہت کچھ موافقت و مناسبت رکھتی تھی تو آپ بمع اپنی جماعت آل انڈیا سنی کانفرنس جس کے آپ ناظم اعلیٰ تھے، مسلم لیگ کا ہاتھ مضبوط کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس سلسلے میں کتنا کام کیا۔ زیادہ طول میں نہ جایئے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس بنارس کی روئیداد اور قرارداد ہی پڑھ لیجئے معلوم ہو جائے گا کہ علمائے اہل سنت نے کس قدر بڑھ چڑھ کر عملی قربانیاں پیش کیں اور کتنے مفید مشورے دیئے۔ چنانچہ جب مشرقی و مغربی حصوں کے درمیان دوری کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت قدس سرہ نے یہ مشورہ دیا اور شدید مطالبہ کیا کہ ان دونوں حصوں کو ملانے کے لیے صرف فضائی راستہ کافی نہیں بلکہ میدانی خشکی راستہ مسلم لیگ کے نصب العین میں شامل کیا جائے (آخر مسلم لیگ نے اس مبنی بر حقیقت مطالبہ کو شامل تو کر لیا مگر اتنی تاخیر سے) کہ مناسب وقت فوت ہو گیا۔ کاش اس زریں مشورہ کو اپنا لیا جاتا اور منظور کروا لیا ہوتا تو شاید مشرقی پاکستان کا یہ جاں گداز سانحہ قوم کو بدنصیب آنکھیں نہ دیکھتیں۔

المختصر!

یہ کہ حضرت صدرالافاضل قدس سرہ کا وجودِ مسعود مسلمانوں کے لیے ابرِ بہاری اور رحمتِ باری تھا۔ اگر میں بلاخوف تردید یہ کہوں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے بعد تجدیدی کام آپ ہی کے سپرد کر دیا گیا تھا، اور آپ مجدد کے منصب اہم پر فائز تھے تو کہہ سکتا ہوں اور بجا طور کہہ سکتا ہوں۔

مولیٰ تعالیٰ اُن پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہ وسلم

حضرت قبلہ سید نظام الدین نعیمی دامت برکاتہم العالیہ سے راقم الحروف کا بذریعہ واٹس ایپ رابطہ بحال ہوا، جو انتہائی خوشی کے قابل ہے۔ حضرت نے مجھے حکم فرمایا کہ تعلیماتِ صدرالافاضل کا ترجمان، مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان ایک رسالہ بنام ''ضربِ صدرالافاضل'' کا مارچ میں اجرا ہو رہا ہے، تو بہت ہی مسرت ہوئی، اور یہ ایک بہت ہی اچھا اقدام ہے، حضرت کا یہ اقدام بہت خوب ہے، اور یہ بہت ضروری امر ہے مختلف انداز میں اسلاف صلحاء کی سیرت کو قرطاس میں ضبط و محفوظ کیا جانا چاہیے، تا کہ نونسل کو بھی ہمارے بزرگانِ رفتگان کے مقدس کارناموں سے آگاہی رہے، کشف الظنون کے حوالے سے ایک حدیث "مَنْ وَرَّخَ مُؤْمِناً فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهُ" بھی ہے کہ جس نے کسی مؤمن کی سیرت کو اجاگر کیا گویا اُس نے اُسے زندہ کر دیا......

مزید حضرت نے حکم فرمایا تھا کہ حضرت قبلہ صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے متعلقہ تاثرات بھی بھیجیں، تو اس حوالے سے یہی عرض کروں گا کہ:

حدیث پاک میں ''الولد سر لابیہ'' یعنی اولاد اپنے باپ کی راز ہے۔

مریدین اور شاگرد بھی اپنے استاذ اور پیر کی روحانی اولاد میں شامل ہیں، تاثرات میں صرف یہی کہوں گا:

''میرے نانا جان حضرت فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر مفتی محمد نوراللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی کا سماعاً وتحریراً مطالعہ کر کے اور میرے والدگرامی حضرت جمال الفقہاء ابوالافضل مفتی محمد اجمل قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (بانی دارالعلوم حنفیہ نظامیہ عظمت الاسلام عارف والا) جو حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے

کے شبانہ روز معاملات کو دیکھا جن کا ہر قول و فعل سنتِ مصطفیٰ کے مطابق دیکھا تو جس کے خلفاء و تلامذہ ایسے بے مثال ہوں اُن کے شیخ و مرشد کا کیا عالم ہوگا---

بس یہی وہ کہ حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل/ اخلاص و تقویٰ/عشق رسول اور ہر ایک میدان میں اپنی مثال آپ تھے---

صدر الافاضل اور آپ کی شاعری

ازقلم: محمد گلفام رضا برکاتی سعدی نعیمی
razagulfam2@gmail.com

حضور صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا مفتی حکیم سید محمد نعیم الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ رصفر المظفر ۱۳۰۰ھ بمطابق یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز پیر ہندوستان میں مغربی اتر پردیش کے مشہور شہر مرادآباد میں پیدا ہوئے۔

آپ نے اپنے عہد کے ممتاز علماء کرام سےاستفادہ تعلیم کیا، اور تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، تاریخ، مناظرہ، اور نحو وصرف، ادب ولغت، اور طب میں مہارت تامہ حاصل کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ بمطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء بروز جمعہ رات ساڑھے بارہ بجے وفات پائی۔ مزار پرانوار اندرون جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد (ہندوستان) میں مرجع عوام وخواص۔

حضور صدر الافاضل بحیثیت مفسر، محدث، مؤرخ، مناظر، ادیب، حکیم اور شاعر ایک مسلمہ حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے تفسیر خزائن العرفان، الطیب البیان فی رد تقویت الایمان، الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ، احقاق حق، التحقیقات لدفع التلبیسات، کتاب العقائد، سوانح کربلا، ہدایت کاملہ برقنوت نازلہ، زاد الحرمین، آداب الاخیار فی تعظیم الآثار، اسواط العذاب القامع القباب، فرائد النور علی جرائد القبور، گلبن غریب نواز، فیضان رحمت، مجموعہ فتاوی رفتاوی صدر الافاضل اور ریاض نعیم قابل ذکر ہیں، ان تصانیف میں ''ریاض نعیم'' آپ کا شعری مجموعہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں بڑے ہی شاندار انداز میں شعر کہے ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ شاعری کا ملکہ آپ کو اپنے اجداد سے ورثے میں ملا تھا۔ والد ماجد مولانا سید محمد معین الدین نزہتؔ مرادآبادی، اور جد کریم مولانا سید محمد امین الدین راسخؔ اور جد امجد مولانا سید محمد کریم الدین آرزوؔ علیہم الرحمۃ والرضوان اپنے زمانے کے استاذ الشعراء میں شمار کیے جاتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں بے شمار نعتیں، نظمیں، مناقب، سلام، مناجات اور دعا قلم بند فرمائیں، افسوس! کہ وہ سب کے سب یکجا نہیں کیے جاسکے، جس قدر کلام دستیاب ہوسکے ''ریاض نعیم'' میں شامل ہیں۔ اس ضمن میں مفتی سید غلام معین الدین مخدوم نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ان جملوں کو نقل کرنا قطعی غیر مناسب نہ ہوگا، جیسا کہ آپ رقم طراز ہیں:

''سیدی قدس سرہ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں بے شمار نعتیں اور نظمیں فرمائیں، افسوس! کہ وہ سب جمع نہیں کی گئی، بلکہ جس کے جو ہاتھ لگا اپنے ساتھ لے گیا، اس خادم نے بعض افراد سے اس معاملے میں رابطہ بھی قائم کیا، مگر خاطر خواہ کلام فراہم نہ ہوسکا۔ مندرجہ ذیل کلام بھی وہ ہے جس کو میں نے اپنی حاضری کے دوران جمع کیا، یا جس کو حضرت نے وقتاً فوقتاً فرمایا۔ ان میں کچھ نظمیں ایسی تھیں جو مقطعے سے خالی تھیں، آخری دنوں میں میں نے عرض کیا کہ ان کو مکمل فرمادیا جائے، تو حضرت نے کچھ دن پہلے انھیں مکمل فرمایا۔ ہر حال میں جس قدر کلام جمع کرسکا نظر قارئین کیا جاتا ہے، اگر چہ اس کلام کو کتابی شکل میں حضرت قدس سرہ کے وصال فرمانے کے بعد مرادآباد سے شائع بھی کیا گیا تھا۔'' (حیات صدر الافاضل، صفحہ ۲۰۱)

ریاض نعیم کے مقطعوں میں تین تخلص ملتے ہیں۔ نعیم، منعم اور نعیم الدین۔

یا بد نعیم خلد، نعیمِ سیاہ کار　　میرد چو مبتلائے تو سید الوریٰ

ترجمہ: یا سید الوریٰ! گناہ گار نعیم جنت کی نعمتوں کو پالے گا، آپ کے عشق میں دنیا سے رخصت ہو۔

اگر برگردنِ عاشق نہی تیغ　　فدائے تیغ گردم سیدی تیغ
برائے جانِ منعم می بُری تیغ　　بہ قصیدِ قتل جامیؔ می بُری تیغ
کرم ہا می کنی اللہ اَبقَاکَ

ترجمہ: اگر تو عاشق کی گردن پر بھی تلوار رکھتا ہے تو، یا سیدی! تری تلوار پر فدا ہونے کے لیے میں گردش کرتا ہوں، اگر تو نے منعم کی گردن پر تلوار اُٹھالی ہے، جامیؔ کی جان لینے کا ارادہ کرتے ہوئے تلوار اُٹھالی ہے، تو واقعی اللہ کا کرم ہے اللہ آپ کو سلامت رکھے۔

ہجو ویرانہ نعیم الدین

خانۂ دل خراب و خار چہ سود

ترجمہ: نعیم الدین (کا دل) ویرانے کی طرح ہے، دل کا خانہ خراب ہو چکا ہے اب پچھتانے سے کیا فائدہ؟

اور موضوعات میں ایک حمد، ایک مناجات، بتیس نعتیں، پندرہ غزلیں، دو خمسے مجاز میں، تین منقبتیں، ایک ہجو قاتلانِ انصار امام حسین کی، ایک قطعہ، ایک شعر امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی شان میں، ایک عشقیہ نظم اور ایک بے نام ہیئت میں، ایک غزل میں آخری شعر نعت کا ہے اور ایک میں آخری چار شعر نعت کے رنگ میں ہیں، کل ملا کر ۵۸۳ راشعار اور ۶۸ بند ہیں، زیادہ تعداد نعتوں اور غزلوں کی ہے۔

(صدر الافاضل اور فن شاعری، ص ۱۰۴)

مقدار کے اعتبار سے یہ ذخیرہ مختصر نظر آتا ہے (اور اس کے اختصار کی وجہ اوپر کی سطور میں بیان کی جاچکی ہے)۔ البتہ مطالعہ میں طرزِ کیفیت اختیار کی جائے تو یقیناً یہ مختصر نظر نہیں آئے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام کی ابتداء روایت مسنونہ کے مطابق حمد باری تعالی سے کرتے ہیں۔

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

سب سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

جگ کا خالق سب کا مالک، وہی باقی، باقی ہالک

سچا مالک سچا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

آخری شعر میں اللہ رب العزت کی اطاعت وعبادت کا ایسا خوبصورت نقشہ کھینچتے ہیں کہ وہ دوسرے مصرعے میں ایسی سلاست سے ہم کنار ہوتا ہے کہ بے ساختہ دل سے سبحان اللہ! سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہوجاتی ہیں۔

طاعت سجدہ اُس کا حق ہے، اُس کو پوجو وہ ہی رب ہے

اللہ اللہ اللہ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

حمد باری تعالی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قلم مدحت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے گل بوٹے اس طرح بکھیرتا ہے کہ ہر عاشق رسول کا قلب مرحبا مرحبا مرحبا پکار اٹھتا ہے۔

اے بہار زندگی بخشِ مدینہ! مرحبا

اے فضائے، جاں فزائے، باغِ طیبہ! مرحبا

غنچۂ پژمردۂ دل کو شگفتہ کردیا

مرحبا، اے بادِ صحرائے مدینہ! مرحبا

(نوٹ) سیدی سرکار صدر الافاضل کے اور کلاموں کے لیے ''ریاض نعیم'' کا مطالعہ کریں، اس مختصر میں مزید کی گنجائش نہیں۔

ریاض نعیم میں صنعات کا استعمال:

فن شاعری میں کچھ صنعات متعین کی گئی ہیں، اور ہر صنعت کے قواعد وضوابط مقرر کیے گئے ہیں، شاعر اپنے کلام کے حسن کو نکھارنے کے لیے ان صنعات کا اپنے اشعار میں استعمال کر کے اہل علم سے داد حاصل کرتا ہے۔ حضور صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں ان صنعات کو اتنے حسین پیرائے میں نظم فرمایا کہ اہل ذوق کو مجبور ہو کر اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ آ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام فن وادب کے اعتبار سے بھی شعراء میں بلند وبالا ہے۔

اب ہم ان صنعات کا ذکر کرتے ہیں اور ہر صنعت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت، ندرت، قدرت، اور فوقیت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس صنعت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پیش کرتے ہیں۔

''تجنیس'' عربی زبان کے باب تفعیل کا لفظ ہے جس کا ترجمہ ہے ہم جنس و ہم شکل بنانا۔ اور علم بدیع کی اصطلاح میں تجنیس کا مطلب یہ ہے کہ دو الفاظ ایک جیسے ہوں۔

صنعتِ تجنیس کامل: دو ایسے الفاظ کا ایک شعر میں استعمال کرنا جو حروف اور اعراب کے اعتبار سے مساوی ہوں لیکن معنی اور مطلب کے اعتبار سے متفرق ہوں۔ (فیروز اللغات، ص ۳۴۶)

جگ کا خالق سب کا مالک، وہی باقی باقی ہالک

سچا مالک سچا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

(باقی = ہمیشہ رہنے والا، باقی = بچا ہوا) تجنیس کامل

صنعتِ تجنیس خطی: وہ ہے جس میں دو لفظ دیکھنے میں ایک جیسے ہوں مگر ان میں حرکات یا نقطوں کا فرق ہو جیسے شیر اور شیر دعا اور دغا۔

صنعتِ تجنیس زائد: وہ ہے جس کے ایک کلمہ میں دوسرے کلمہ سے کوئی حرف زائد ہو جیسے جود وجود۔ (فیروز اللغات، ص ۳۴۶)

دَور دوری کا دُور ہو جائے

یہ دُعا صبح گاہ کرتے ہیں

(دَور اور دُور میں تجنیس خطی جب کہ دُوری اور دُور میں تجنیس زائد ہے)

جاری---------------

شہزادگانِ صدر الافاضل کی قلمی خدمات

غلام مصطفیٰ نعیمی، مدیر اعلیٰ: سوادِ اعظم دہلی

آسمان علم پر جن چند ستاروں نے کہکشاں بنا رکھی ہے ان میں ایک اہم نام امام الہند صدر الافاضل الشاہ سید محمد نعیم الدین قادری علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔ حضرت کے علمی شہ پارے عرصہ دراز سے پردۂ خفا میں رہے اور اچھے خاصے حالات زمانہ کی خرد برد سے ضائع بھی ہو گئے۔ لیکن پچھلے کچھ وقت سے حالات نے خوش گوار کروٹ بدلی اور منصوبہ بندی کے ساتھ محدود پیمانہ پر ہی سہی لیکن کام کا آغاز ہوا۔ حضرت صدر الافاضل کی ذات ان کے افکار اور ان کی خدمات جلیلہ پر کام نہ ہونے کی بہت ساری وجوہات ہیں جن سے یہاں صرف نظر کیا جا رہا ہے، مگر یہ بات اہل علم کے مابین ضرور رکھتے ہیں کہ حضرت صدر الافاضل کی انقلابی شخصیت پر کام نہ ہونے ایک بڑا نقصان ملت اسلامیہ کو اٹھانا پڑا، وہ نقصان صدر الافاضل سے علمی انتساب رکھنے والی کچھ ایسی عظیم المرتبت شخصیتوں کے گم نام ہو جانے سے ہوا جن کے فکر وفہم کی روشنی میں ملت کامیابی کے کئی اہم نقوش تلاش کر سکتی تھی۔ ان شخصیتوں میں کئی نام بڑے اہم ہیں، جن میں صدر الافاضل کے عزیز شاگرد تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی، مخدوم ملت مفتی غلام معین الدین نعیمی مرادآبادی مدیر سواد اعظم لاہور اور حضرت صدر الافاضل کے دو شہزادے صدر العلماء علامہ سید ظفر الدین نعیمی، رہنمائے ملت حضرت مولانا اختصاص الدین نعیمی اہمیت کے حامل ہیں۔

جب خود صدر الافاضل پر شایان شان کام نہ ہوا تو ان مذکورہ شخصیتوں پر کام نہ ہونے کی شکایت کس سے کی جائے؟ اس جمود کو توڑتے ہوئے ہم نے پہلے تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کی بلند پایہ تحریروں کو کتابی شکل میں ''مقالات تاج العلماء'' کے نام سے شائع کیا اور آج اس سیمینار کے پلیٹ فارم سے شہزادگان صدر الافاضل کی قلمی وتبلیغی خدمات پر آغاز تحریر کرتے ہیں۔ جب ہم نے ۶۹ ویں عرس صدر الافاضل کے موقع پر پہلی بار منعقدہ ''صدر الافاضل سیمینار'' کے لیے ''شہزادگان صدر الافاضل کی قلمی وتبلیغی خدمات'' کا عنوان منتخب کیا تو خود صاحب سجادہ حضرت سید انعام الدین نعیمی نے حیرت وخوشی کا ملا جلا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اس نئے اور سخت عنوان کو نبھائے گا کون؟ فقیر نے عرض کیا یہ خدمت اس غلام کے ذمے رہی۔ اس مضمون میں ہم صرف صدر الافاضل کے شہزادۂ اکبر صدر العلماء مولانا سید ظفر الدین نعیمی اور شہزادۂ اوسط رہنمائے ملت مولانا سید اختصاص الدین نعیمی علیہما الرحمہ کے متعلق ہی کلام کریں گے۔ باقی شہزادگان کا تذکرہ ان شاء اللہ العزیز اگلے مضمون میں کریں گے۔

ہمارے عہد طالب علمی سے لیکر اب تک شہزادگان صدر الافاضل کے بارے میں فضائے جامعہ میں عام تأثر یہ ہے کہ وہ ایک بڑے باپ کی اولاد تھے بس! مگر شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔۔۔ تحقیق وجستجو اور تفحص کے بعد معلوم ہوا کہ وہ محض ایک عظیم باپ کی اولاد ہی نہیں بلکہ خود بھی علم وفضل کے ایک نمایاں مقام پر فائز تھے۔

صدر العلماء علامہ سید ظفر الدین نعیمی ایک نظر میں:

صدر العلماء علامہ سید ظفر الدین نعیمی وہ پہلا پھول ہیں جو صدر الافاضل کے ازدواجی چمن میں سب سے پہلے مہکے۔ ۵ ربیع الآخر ۱۳۲۸ھ مطابق 16 اپریل 1910ء میں آپ نے اس خاندان گیتی میں آنکھیں کھولیں، جس گھرانے میں ولادت ہوئی وہ علم وفضل میں مشہور زمانہ اور مرجع عوام وخواص تھا۔ علامہ سید ظفر الدین نعیمی کا سال ولادت 1910ء ہے اور 1909ء میں جامعہ نعیمیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا، یعنی قیام جامعہ کے اگلے سال آپ حضرت صدر الافاضل کے گھر میں تشریف لائے، اگر صدر العلماء کے وجود کو صدر الافاضل کی مساعی جمیلہ قیام جامعہ پر قدرت کی جانب سے ایک خوبصورت انعام کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ علمی گھرانوں کے معمولات کے مطابق مقررہ عمر میں رسم بسم اللہ کے بعد تعلیمی سفر شروع ہوا، ایک تو گھر کا ماحول علمی ضیا باریوں سے روشن دوسرے تاج العلماء مفتی عمر نعیمی جیسے افتخار زمانہ استاذ، مزید سونے پر سہاگہ خود اس قدر ذہین وفطین کہ جس سبق کو ایک بار دیکھ لیں

دل کی تختی پر نقش ہوجائے۔صدر العلماء کا علمی جولان کیا تھا اس کے بارے میں سرمایہ علم وفن علامہ ہاشم نعیمی فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ جامعہ میں انتظامی امور میں اختلاف رائے کو لے کر حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب نعیمی نے درس دینا بند کر دیا،طلبہ نے صدر العلماء سے عرض کیا،اس پر انہوں نے فرمایا مفتی حبیب اللہ کیا سمجھتے ہیں کہ پڑھانا صرف انہیں کو آتا ہے؟ یہ کہہ کر خود درس گاہ میں تشریف لائے اور طلبہ کو بخاری کا درس دینا شروع کیا،علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب مولانا ظفر الدین نے پڑھانا شروع کیا تو ایسا لگا کہ کوئی علم کا سمندر ہے اور اپنے اندر چھپے جوہرات وموتی لٹاتا جارہا ہے،لگ ہی نہیں رہا تھا کہ جو شخص باقاعدہ درس گاہ میں پڑھاتا نہ ہو اور نہ بالالتزام مطالعہ کرتا ہو وہ اس معیار وانداز سے پڑھا سکتا ہے۔پوری درس گاہ میں مولانا ظفر الدین کی آواز گونج رہی تھی اور آپ ائمہ حدیث،طرز استدلال،اسماء رواۃ اور متضاد روایتوں میں تطبیق دیتے ہوئے درس دے رہے تھے۔علامہ صاحب کا کہنا ہے کہ اس دن معلوم ہوا کہ مولانا ظفر الدین نعیمی واقعی ''صدر العلماء'' ہیں،یہ سلسلہ قریب ہفتے بھر چلا،پھر منقطع ہوگیا کہ مفتی حبیب اللہ صاحب نے پڑھانا شروع کر دیا تھا،علامہ صاحب کہتے ہیں کہ ہماری پوری جماعت کو اس کا قلق رہا کہ یہ سلسلہ اتنی جلد کیوں ختم ہوگیا''۔(روایت حضرت علامہ پروفیسر ہاشم نعیمی استاذ معقولات نعیمیہ)

علامہ صاحب کی شہادت کے بعد مزید کچھ لکھنے کی حاجت نہیں رہ جاتی۔بھلا جس کے والد اور استاذ اول صدر الافاضل ہوں،جس نے تاج العلماء جیسی عبقری شخصیت سے درس لیا ہو وہ ذات صدر العلماء نہ ہوگی تو کیا ہوگی؟

۱۹،شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ مطابق ۳،اکتوبر ۱۹۳۹ء میں آپ نے مروجہ تعلیم سے فراغت حاصل کی،آپ کے ساتھ ہی آپ کے برادر اوسط رہنمائے ملت حضرت مولانا سید اختصاص الدین نعیمی اور حکیم مولانا سید یعقوب علی کراچی بھی فارغ ہوئے،اور یہ اجلاس جامعہ کا ۳۹واں سالانہ جلسہ فراغت تھا۔

صدر الافاضل کا عکس ان کے شاگردوں میں:

جن لوگوں نے صدر الافاضل کی تحریروں سے استفادہ کیا ہے ان سے یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ صدر الافاضل کا انداز تحریر اس زمانے کے عام انداز تحریر سے ایک دم الگ تھا۔اس زمانے میں سخت ترین اردو کا استعمال عام تھا،مزید لمبی لمبی تراکیب،گنجلک مفاہیم اور مترادفات کا کثرت سے استعمال ہوتا تھا۔اس کی ایک وجہ غالباً کم وقت میں زیادہ کام یا قارئین کا علمی معیار بہتر ہونا بھی ہوسکتا ہے یا پھر محررین کا ذوق خاص بھی اس کی ایک وجہ ہوسکتی ہے۔لیکن صدر الافاضل کی تحریروں کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ علمی مباحث میں بھی وہ پیرایہ بیان اختیار فرماتے کہ ہلکی شد بد رکھنے والا بھی مفہوم کو با آسانی سمجھ لیتا۔ہر شاگرد اپنے استاذ کے ذوق کو ہی اختیار کرتا ہے،اس قاعدہ کو اگر درست مانا جائے تو صدر الافاضل کی درس گاہ کے خوشہ چینوں پر یہ قاعدہ بخوبی صادق آتا ہے،بطور تمثیل حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی کی تفسیر نعیمی کو ملاحظہ کریں ان کی یہ تفسیر عالمانہ،صوفیانہ اور نحوی ہونے کے باجود عوام کے لیے سب سے آسان ہے۔صدر الافاضل کے اکثر شاگردوں کی تحریروں میں یہ عنصر صاف نظر آتا ہے۔

اس تناظر میں جب ہم صدر العلماء مولانا سید ظفر الدین نعیمی کی تحریروں کو دیکھتے ہیں تو بڑی خوش گوار حیرت ہوتی ہے،مشہور مقولہ ہے الولد سر لابیہ۔بیٹا باپ کا عکس ہوتا ہے،واقعی صدر العلماء اپنے والد صدر الافاضل کا عکس جمیل ہی ہیں۔صدر العلماء کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں جس میں انہوں نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کیا ہے،لکھتے ہیں:

سرکار دو جہاں،آقائے کون ومکاں،سبز گنبد کے مکیں،تاج والے،راج والے،تیرے در کا بھکاری،تیرے آستانے کا فقیر،ہاں ہاں او دارین کے مالک،او کالی کالی زلفوں والے،تیرا آستانہ عرش کا شانہ،تیرے غلاموں کا ماوا مرجع،تیرے فدائیوں کا ملجا،تمام دینا کے بھکاری،سارے عالم کے محتاج،تیری بارگاہ جہاں پناہ میں دامن پھیلائے،جھولیاں بڑھائے،اپنی البیلی تمناؤں،اپنی متوالی آرزؤں کو اپنے کشکول گدائی میں رکھ کر پیش کرنے کو حاضر ہوتے ہیں۔''

صدر العلماء کے اس اقتباس اور اس کے نکھرے ہوئے جملوں کو نگاہ میں رکھیں اور اب صدر الافاضل کا یہ اقتباس ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ صدر العلماء کی تحریروں میں صدر الافاضل کا عکس کتنا نمایاں

ہے۔صدرالافاضل تحریر فرماتے ہیں:

اسلام اے پیارے اسلام! اے دل کے مکین، کشورِ بدن کے سلطان، تجھ پر دل فدا، جان قربان، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، میرے آرام جان، میرے دل کے چین، میرے درد کے درمان، اے میرے محسن و مہربان، میری کشتی کے محافظ نگہبان تو نے میری خستہ حالی میں دست گیری کی۔" (السوادالاعظم، جمادی الاخریٰ ص،۲،۸، ۱۳۴۸ھ)

دونوں اقتباسات کی یکسانیت، جملوں کی روانی، فکری نفاست، آداب رتبہ اور استغاثہ کا خوب صورت انداز اگر محرر کا نام بتائے بغیر کسی کے سامنے رکھ دیے جائیں تو یقیناً ہر شخص دونوں تحریروں کو ایک ہی محرر کی قرار دے گا، یہ ہے صدرالعلماء کے اندازِ تحریر کا جلوہ! ایک ایک جملے میں صدرالافاضل کا عکس جمیل نظر آتا ہے۔

جامعہ کے ماحول کی عام روایت کے مطابق ہم بھی ابتداً یہی سمجھتے تھے کہ مولانا ظفرالدین صرف صدرالافاضل کے شہزادے تھے لیکن جب مطلع صاف ہوا تو نظر آیا کہ بادلوں کے پیچھے ماہتاب علم کا حسین پیکر موجود ہے۔ جس کے قلم کی روانی کا یہ عالم ہے کہ محفل میں ہیں تو لکھتے ہیں، سفر میں ہوں قلم جاری رہتا ہے اور کبھی حوادثات زمانہ پیروں میں بیڑیاں ڈال دے، تفکرات کے بادل وجود کو گھیر لیں تو بھی صدرالعلماء کا قلم خاموش نہیں رہتا اور اپنی تنہائیوں کی خلوت کو جلوت گاہ بنا دیتا ہے۔

جامعہ نعیمیہ کے بحرانی دور میں کچھ ایسے حالات در پیش آئے جو دلوں کو توڑنے والے اور جگر کو گھایل کرنے والے تھے، حالات کی سختی مولانا کے قلب نازک پر اثر انداز ہوئی، اپنا دردِ دل انہوں نے کسی سے نہ کہہ کر اس ذات کی طرف لو لگائی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے ع

عاصیوں دامن سخی کا تھام لو — کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

علامہ ظفرالدین نعیمی بارگاہ میں رسول میں اپنی فریاد اس طرح پیش کرتے ہیں:

نعیمی غریب کے ذہن وخیال کی دنیا عقیدت واردات کے ولولوں سے اس قدر لبریز و معمور تھی کہ مستقبل کے تفکرات کی قطعاً سمائی نہیں تھی، مگر حضور پر دنیا روشن ہے کہ جس وقت نعیمی اپنی ہر امکانی کوشش میں جامعہ نعیمیہ کی بقا کا خواہش مند تھا، یکا یک ادبار نے آگھیرا۔ خیالات کے بہشت ساماں مناظر پر فلک فتنہ ساماں کی برق پاشی و آتش فشانی میں مصروف ہو گیا، جہاں آباد کی گلیاں سرخی خون شہید سے رشک لالہ ہو گئیں، یہ سب کچھ ہوا اور ہو چکا مگر حضور کے آستانے کا یہ بینوا بھکاری، حضور کے رب کی ابدآثار رحمتوں سے مایوس نہ ہوا اور سرکار کے انعام و اکرام کی آرزو میں حضور کے دامن توسل کو مضبوطی سے تھامے بیٹھا ہے، حضور پرنور پر یہ بھی نمایاں و درخشاں ہے کہ موجودہ ہولناک دور کے ان نازک ترین لمحات میں نعیمی وہ سچا خدمت گزار اسلام ہے جو تبلیغ دین متین کی جدوجہد میں حوادث کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے مسلسل سرگرم رہا، ملت و مذہب کی مفید عام خدمات خلوص وللّٰہیت سے بجالانا اپنا نصب العین قرار دیا۔"

اس طویل اقتباس میں صدرالعلماء کی زندگی کے کئی رنگ نظر آتے ہیں، جن میں سب سے اہم یہ ہے انہیں حضور سید عالم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ سخت ترین حالات میں بارگاہ رسول میں ہی اپنی فریاد رکھتے تھے، کسی دنیادار سے نہیں، اور ایک مومن کی یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ اسے عشق سرکار کی دولت نصیب ہو جائے کہ این سعادت بزور بازو نیست۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں چمن صدرالافاضل جامعہ نعیمیہ سے بے حد لگاؤ تھا کہ حوادث کی سخت فتنہ سامانیوں کے باوجود ان کے پایہ ثبات میں لغزش نہ آئی، ان کے جذبہ خلوص وللّٰہیت اور خدمت دین کی تڑپ میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ورنہ جن حوادثات کا ذکر انہوں نے "فلک فتنہ ساماں کی برق پاشی و آتش فشانی" سے کیا ہے، اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بحران کا عالم کیا ہوگا؟ مگر حالات کہ یہ تنگیاں بھی انہیں ان کے نصب العین سے نہ ہٹا سکیں۔ ثالثاً اس اقتباس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ صدرالعلماء کی تحریروں میں "آمد" تھی "آورد" کا تکلف نظر نہیں آتا۔ وگرنہ جو شخص اس قدر تفکرات میں گھرا ہو اس کا ذہن قلم کا ساتھ نہیں دیتا مگر! یہ صدرالعلماء کا اپنے ذہن وخیال پر اختیار تھا کہ سخت حالات میں بھی قلم سے دردِ دل تحریر کرتے ہیں اور ادب کے موتیوں سے سجی ایک شاندار تحریر معرض وجود میں آجاتی ہے۔

صدرالعلماء کا بزرگوں سے لگاؤ:

علامہ سید ظفرالدین نعیمی بزرگان دین سے بھی بڑا لگاؤ رکھتے تھے جس

کا اندازہ ان کی تحریروں سے ہوتا ہے۔ ان کی ایک تحریر کا اقتباس دیکھیں:

اے رحمۃ العالمین آقا! تیرے حضور کی حاضری کا تمنائی، تیرے مقبولانِ بارگاہ کا شیدائی، تیرے محبوب بغداد والے غوث اعظم کا فدائی، تیرے حبیب اجمیر والے خواجہ غریب نواز کا جاں نثار، تیرے کشتہ جمال قطب الاقطاب بختیار کاکی کا مقبول نظر، ہاں ہاں اے محبوب رب العالمین ملیح عربی شہنشاہ تیرے کانِ نمک گنج شکر فرید الدین کے میکدہ کا جرعہ نوش، تیرے محبوب ثانی سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء بدایونی کا نمک پروردہ، تیرے روشن چراغ مخدوم جہاں نصیر الدین کی بارگاہ کا مشعل افروز، تیرے پیارے علاؤالدین صابر کا خادم، ہاں ہاں اے سید المرسلین! خاتم النبیین تیری شیریں کلامی پر فریفتہ، تیرے طور جمال پت شیفتہ تیرے تیرے شیخ المشائخ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین کے آستانہ کا جاروب کش، تیرے خدام آستانہ کا غاشیہ بردار نعیمی۔''

اقتباس کا ایک ایک لفظ الفت ومحبت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا، بوئے وفا لٹاتا ہوا اور اولیاء کاملین سے اپنی نسبت کا اعلان عام کرتا ہوا نظر آتا ہے، جسے پڑھ کر محبتوں کا رنگ گہرا ہوجاتا ہے۔ یہ صدرالعلماء کی تحریر کی خوبصورتی ہے کہ ان کے قلم سے نکلنے والا ہر لفظ صفحہ قرطاس سے سیدھے دل میں اتر جاتا ہے مانو کاغذ پر نہیں دل پر ہی لکھا گیا ہو۔

علامہ ظفر الدین نعیمی محض ایک روایتی عالم نہیں تھے بلکہ ایک بیدار مغز اور آفاقی فکر رکھنے والے عالم ربانی تھے، یہی وجہ تھی کہ اپنے دور کی علمی وفکری اور سائنسی اتھل پتھل پر گہری نظر رکھتے تھے۔ جن دنوں انسان چاند پر جانے کے لیے پر تول رہا تھا اور علما کے مابین بحث ومباحثہ کا بازار گرم تھا، اس وقت آپ نے اس سائنسی موضوع پر ایک زبردست تحقیقی مضمون ''چاند پر انسان کی فتح'' کے نام سے قلم بند فرمایا تھا، جو A4 سائز کے 8 صفحات پر مشتمل تھا اور ہر صفحے میں باریک خط میں ۴۷ لائنیں تھیں۔ یہ مضمون صدرالعلماء کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے جس میں آپ نے بہت آسان پیرایہ میں چاند پر انسان کے پہنچنے کے مراحل اور ذرات کا آواز پہنچانا، راکٹ کی ایجاد، خلائی جہاز اور خلائی دشواریاں اور چاند گاڑی جیسے عناوین پر سیر حاصل کلام فرمایا ہے، اس مضمون کے اختتامیہ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

انسان کے قدم چاند پر پہنچ گئے کیا چاند کی عظمت گھٹ گئی؟ چاند ویسا ہی اس کی عظمت وشوکت میں کوئی کمی نہیں آئی، وہ ویسا ہی پر جمال ہے جس طرح گلاب کہ اس بار بنائیں یا دستار میں لگائیں یا زمین پر ڈال دیجئے گلاب کی تاثیر میں کوئی فرق نہیں آئے گا، گلاب گلاب ہی رہے گا، قدرت کا قانون ہی کچھ ایسا ہے۔ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلاً۔

صدرالعلماء کی تحریروں کے یہ چند اقتباسات یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ علامہ سید ظفر الدین نعیمی ایک عظیم باپ کے عظیم بیٹے تھے، انکی ذات، ان کی قلمی نگارشات اور ان کی تبلیغی خدمات اہل علم کی محفلوں کی زینت ہونا چاہیے تاکہ وہ اس کی روشنی میں ملت اسلامیہ کے لیے مضبوط لائحہ عمل طے کر سکیں۔ ان شاء اللہ اس سمت میں تفصیلی کام جلد منظر عام پر آئے گا۔

رہنمائے ملت حضرت مولانا سید اختصاص الدین نعیمی:

صدرالافاضل کے دوسرے شہزادے رہنمائے ملت حضرت مولانا سید اختصاص الدین نعیمی علیہ الرحمہ بھی انہیں نامور شخصیات میں سے ایک ہیں جن کی قلمی وتبلیغی خدمات پردۂ خفا میں ہیں۔ آپ کی ولادت بڑے بھائی جان صدرالعلماء کے ایک دوسال بعد ہوئی، سلسلہ تعلیم قریب ساتھ ہی شروع ہوا، آپ بھی اپنے گھرانے کی روایت کے مطابق ذہین وفطین تھے اور بہت جلد ہی اپنے بڑے بھائی جان کے ہم سبق ہوگئے، حالانکہ آپ عمر میں قریب دوسال چھوٹے تھے مگر علمی لگن اور شوق ایسا تھا کہ بہت تیزی سے علمی زینوں کو چڑھتے ہوئے بھائی جان کا ساتھ پالیا۔ استاذ محترم حضرت مفتی عمر نعیمی ان دونوں شہزادوں کو بڑے ذوق وشوق سے درس دیتے، اور کیوں نہ دیتے کہ آخر انہیں سب کچھ صدرالافاضل سے ہی ملا تھا۔

رہنمائے ملت کی زندگی فعالیت کا دوسرا نام ہے، سلسلہ نعیمیہ کو آپ کی ذات سے بہت فروغ حاصل ہوا، آپ کے حلقہ ارادت میں بڑے بڑے نامور علمائے کرام شامل ہیں جو یقیناً آپ کی ذات پر ان کا بے پناہ اعتماد اور آپ کی علمی وعملی زندگی ان کے لیے شجر سایہ دار تھی۔

حضرت رہنمائے ملت نے بھی اپنے والد محترم کی طرح زبان وقلم سے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا، آپ کی تحریر اپنے استاذ محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی سے حد درجہ مماثلت رکھتی ہے۔ آپ کا انداز بھی

صدرالافاضل کی طرح آسان اور سادگی سے پر ہوتا تھا جو آسانی سے ہر شخص کے ذہن میں اتر جائے ۔عید میلاد کے عنوان سے ایک جگہ رہنمائے ملت تحریر فرماتے ہیں:

یہ ایک ایسا مبارک مہینہ ہے جو نبی کریم رؤوف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت مبارکہ کی یاد کو تازہ کرتا ہے،مومنوں کے دلوں میں عقیدت و محبت کے جذبات موجیں مارنے لگتے ہیں،عالم کے ہر گوشے گوشے میں سرکار دولت مدار،رسول مختار،حبیب کردگار ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشیاں منائی جاتی ہیں،مسلمان جوش محبت میں حضور ﷺ کے ذکر پاک کی مجلسیں منعقد کرتے ہیں۔''

اب تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کی تحریر ملاحظہ فرمائیں،آپ رقم طراز ہیں:

ربیع الاول فرحت و سرور کا مہینہ ہے تمام عالم اسلام اس ماہ مبارک میں میلاد کی خوشیاں مناتا ہے اور عید سے زیادہ فرح سرور کے لطف اٹھاتا ہے ۔حضور کی تشریف آوری کی خوشی کے سامنے ہر ایک غم کو بھول جاتا ہے ۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور پروردگار عالم کی عظیم ترین نعمت ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر تاج العلماء یوں تحریر فرماتے ہیں:

فی الحقیقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اہل دنیا کے لیے اعلیٰ ترین نعمت اور بیش بہا دولت ہے۔اس کی یادگار قائم کرنا اور جب وہ مبارک دن آیا کرے اس روز اس نعمتِ عظمیٰ کی شکر گزاری اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ جمیل ،حضور کے اوصاف و کمالات،حضور کے اخلاق و عادات،حضور کی ریاضت و عبادت،حضور کے معجزات،حضور کا زہد اور حضور کی ولادتِ مبارکہ کا بیان اور اس پر فرح و سرور اور خداوندِ عالم کا شکریہ مسلمانوں کا ایمانی جذبہ ہونا چاہیے۔

اب رہنمائے ملت کا دوسرا اقتباس ملاحظہ کریں،تحریر فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہم لوگوں پر اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا عظیم الشان احسان و کرم ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب سید عالم ﷺ کو بھیجا ہم اس کے ادائے شکر کے لیے طرح طرح کے سامان مہیا کریں۔''

تاج العلماء اور رہنمائے ملت کی تحریروں کے دونوں کے اقتباسات کے جملوں،تراکیب اور جذبہ دل پر غور کیا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ ایک ہی قلم اور ایک ہی دل سے یہ الفاظ اور احساس کے جھرنے پھوٹ رہے ہیں۔ابھی یہ موضوع بہت وسیع ہے ہم نے صرف قارئین کے سامنے یہ بات رکھنے کی کوشش کی ہے کہ صدرالافاضل کے شہزادگان کی خدمات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے اور انہوں نے بھی علم و فن، ارشاد و سلوک اور معرفت و تصوف کی آبیاری فرمائی ہے۔ شہزادگان کی تبلیغی خدمات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے اس محاذ پر بھی کام کیے جانے کی ضرورت ہے،اس مضمون میں ان سارے امور کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا لیکن ہاں جلد ہی اس سلسلے میں کئی اہم چیزیں آپ کے سامنے آئیں گی ان شاء اللہ۔اور الگ سے کتابی صورت میں شہزادگان کی جملہ خدمات کو احاطہ تحریر میں لایا جائے گا،اللہ موجودہ شہزادگان کو سلامت رکھے کہ جن کی سرپرستی کی بدولت کام کی رفتار تیز ہو رہی ہے،اللہ ہم سب کی خدمات کو قبول فرمائے۔



تکبّر

تکبر اور خود بینی ایسی چیز ہے کہ انسان کو فضائل سے دور کر دیتے ہیں اور رزائل کے حصول کا سبب بنتے ہیں اور انسان کی ذلت و رسوائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ تکبر کرتا رہے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے کتا اور سور سے بھی بدتر بنا دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ جو خدا کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے خدا اسے بلند کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ اسے پست کر دیتا ہے وہ اپنے کو بڑا تصور کرتا ہے۔حالانکہ وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

(شعب الایمان بیہقی حصہ دہم ص ۴۵۵)

حضور صدر الافاضل و حضور فدائے ملت کی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں قدر و منزلت

محمد ارشد نعیمی قادری لکرالوی سقاہ ربہ من نمیر منھل کرمہ المروی
09897324355

ہمارے ملک بھارت میں شروع سے ہی کچھ ایسی ہمہ جہت عبقری شخصیتیں جلوہ بار ہوئی جن کی علمی و دینی خدمات جلیلہ و رفعت عظیمہ کو دیکھ کر کائنات کی فضا مہک اٹھی جنھوں نے اپنے اخلاق و کردار، تبلیغ و ارشاد، علم و عمل، شرب و اکل، زہد و ورع، ابطال دفاع، عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، صداقت و دیانت، اخوت و مروت، جیسے سینکڑوں اوصاف جمیلہ و خصائل رفیعہ سے اک عالم کو مستفید و مستنیر فرمایا انہی ذوات قدسیہ میں اک اسم پاک ایسی ذات پاک کا بھی ہے جس کو دنیائے اسلام شہزادہ بتول حامیٔ دین رسول ولی کامل باھر الفضائل ظاہر الفواضل طاہر الشمائل معین الاوائل بدر الاماثل صدر الافاضل ہادم بنائے اعتساف محی مراسم علم بانی مبانی انصاف قامع طرق وہابیہ قاطع فرق نجدیہ قالع اصول دیوبندیہ الزاہد المتورع العابد المتبرع تاج المفسرین مسکت مجادلین حضور الحاج الشاہ الحافظ المفتی الحکیم سید محمد نعیم الدین قادری ادخلہ اللہ المقام فی جنتہ النعیم بلطف العمیم کے نام سے جانتی مانتی اور پہچانتی ہے۔

آپ نے اپنے مبارک وجود سے سرزمین ہند کے مردم خیز خطے مرادآباد کو ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ ھجری مطابق یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز پیر کو منور و مشرف فرمایا

آپ کا تاریخی نام غلام مصطفیٰ اور پکارنے کے لیے نعیم الدین تجویز ہوا چار سال کی عمر پاک میں آپ کی رسم بسم اللہ ادا کی گئی اور جب آپ ک عمر پاک آٹھ سال کی ہوا تو اللہ رب العزت نے آپ کو حفظ قرآن سے سرفراز فرمادیا آپ کے والد ماجد اپنے وقت کے ولی کامل عالم و عامل ہونے کے ساتھ ساتھ استاذ الشعرا شمس الاطباء بھی تھے جن کو دنیائے اسلام تاجدار ولایت مہتاب ہدایت پیکر زہد و ورع محور علم و ذکا استاذ الشعراء حضرت سید محمد معین الدین قادری نزہت مرادآبادی علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کرتی ہے متوسطات تک آپ نے اپنے والد سے ہی گھر پر تعلیم و تربیت کے وہ علمی و عملی جام پیئے جن کی رنگت نے آپ کو بچپن میں ہی علم و ادب کا کوہ گراں بنادیا اس کے بعد آپ کے والد محترم نے آپ کو مدرسہ امدادیہ میں اپنے وقت کے مشہور صوفی بزرگ سالک مسالک طریقت دانائے رموز حقیقت خزینہ اسرار الٰہیہ گنجنہ اسرار قدسیہ شیخ اعظم ولی اعظم حضرت العلام مفتی محمد گل شاہ جلالی قادری علیہ رحمتہ الباری کی خدمت میں پیش فرمادیا جہاں پر آپ نے علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کو بھی سیکھا ۱۳۲۰ ھجری مطابق ۱۹۰۲ء کو بیس سال کی مبارک عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت فرمائی آپ نے اپنے استاذ محترم شیخ الکل حضور سید محمد گل علیہ رحمتہ خالق الکل کے دست پاک پر بیعت فرمائی اور آپ کو آپ کے پیر و مرشد نے بیعت کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت و اجازت سے بھی سرفراز فرمایا نسبت قادری نے آپ کو حضور نور النور سراپا طہور مخزن عجائب و غرائب مدار مکارم و مناقب پیران پیر روشن ضمیر غوث اعظم امام اکرم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی علیہ رحمتہ الہادی کا ایسا گرویدہ بنادیا کہ دنیا نے آپ کو قادری شہزادہ بھی جانا مانا اللہ رب العزت نے حضور سید نعیم الدین قادری مرادآبادی رضی اللہ عنہ کو ایسے ایسے اوصاف حمیدہ خصائل جمیلہ سے منور فرمایا تھا کہ جس کی مثال تلاش بسیار کے بعد ہی دیکھنے کو ملتی ہے آپ بے حد وسیع النظر وسیع القلب روشن فکر و خیال اور تعمیری ذہن و فکر کے عامل ایک تاریخ ساز انقلاب آفریں شخصیت کے مالک تھے آپ اپنے پرشکوہ کمالات اور گوناگوں اوصاف میں اپنے عہد کے صف اول کی اہم اور سربرآوردہ شخصیات میں منفرد المثال اور ممتاز حیثیت رکھتے تھے آپ سراپا تحریک و عمل اور بذات خود ایک جماعت اور انجمن کا درجہ رکھتے تھے آپ کے ہمہ گیر تبحر علمی پر اتفاق کرنے کے لیے آج عرب و عجم کی وسعتیں سمٹ کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئی ہیں بلاشبہ آپ اپنی بے پناہ قوت ارادی بے پناہ صلاحیت کارکردگی اور غیر منتہی مستحکم عزائم کے لیے ساری دنیا میں مشہور ہیں آپ کی ذات کشور علم کے اس تاجدار سے عبارت ہے جس کے علمی رعب و جلال فکری دبدبہ و

تمکنت کے سامنے بڑی بڑی علم عمل کی محفلیں دست بستہ نظر آتی ہیں ہند و بیرون ہند پر آپ کا علمی فیضان آج بھی ابر نیساں کی طرح برس رہا ہے آپ کی عظمت و رفعت کا خورشید جہاں جہاں سے گزر گیا وہاں سحر ہوگئی آپ کی علمی درجات و مراتب کی بلندی کو جاننے کے لیے یہ بات حرف آخر کی طرح ہے کہ اعلی حضرت رفیع الدرجت کنز الکرامت نور ہدایت مروج عقائد الحق و الدین دافع اصول المبتدعین عاشق حبیب الرحمن مجدد انس و جان حضور سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن کے خلفاء میں ایسے ایسے ہیرے اور تلامذہ میں ایسے ماہ پارے موجود تھے جن کی علمی و عملی چمک دمک سے پوری دنیائے علم و فضل چمکتی اور دمکتی دکھائی دیتی تھی لیکن جب کبھی ایسا موڑ آتا کہ کسی خاص مقصد کی تکمیل کے لیے کسی معتمد و منتخب شخصیت کی ضرورت پیش آتی تھی تو اس وقت جمیع عالم و فاضل مفتی و مناظر کے درمیان سے اعلی حضرت آپ کا ہی انتخاب فرمایا کرتے تھے دنیا جانتی ہے کہ آپ نہ صرف اک عالم تھے بلکہ عالم کامل نہ صرف آپ اک فاضل تھے بلکہ اپنے وقت کے جمیع افاضل کے درمیان صدر الافاضل بھی تھے پاک و ہند کے مشہور و معروف مفتیان کرام مشائخ عظام علمائے کرام خصوصا بریلی کے تاجدار سیدی حضور اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو صدر الافاضل کے لقب سے سرفراز فرمایا آپ کو آپ کے دور کے جملہ محدثین، مفکرین، محققین، مناظرین، معلمین اصاغر و اکابر، علمائے کرام کی جانب سے متفقہ طور پر صدر الافاضل کا لقب دیا جانا اور وہ بھی اس طرح کہ یہ لقب آپ کے علم کی جگہ استعمال کیا جانے لگا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے یہ سب خدا و رسول جلت عظمتہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و احسان کی بارش تھی جو آپ پر ہمہ وقت برستی تھی جس کی اک اک بوند سے آپ کے علم و درک میں بے پناہ برکات و حسانات کا نزول ہوتا رہتا تھا شجر اسلام کی آبیاری کے لیے آپ کی زندگی کا اک اک لمحہ وقف نظر آتا ہے تبلیغ دین کا کوئی ایسا میدان نہیں جس کو صدر الافاضل نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے پُر نہیں فرمایا ہو جب ہم اوراق کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمارے سامنے وہ تاریخ بھی آتی ہے جس میں شدھی تحریک نے ہندوستان میں اپنی اشاعت کا بگل بجا رکھا تھا جس کو حضور صدر الافاضل نے اپنے پاک قدوم کے تلے روند کر ہمارے دین و ایمان کی حفاظت فرما کر ہم کو ارتداد کے بحر عمیق میں غوطہ زن ہونے سے بچایا آپ نیابت رسول ﷺ پر زندگی بھر بہت احسن طریقے سے عامل رہے آپ صرف علم و فضل کے ہی تاجدار نہیں تھے بلکہ زہد و تقوی راست بازی اور اخلاق و مروت کے پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ رشد و ہدایت کے بھی شہسوار تھے آپ کے اندر عشق رسول کوٹ کوٹ کر رچا بسا تھا شریعت و طریقت کی پاسداری میں آپ کی مکمل بیداری ہر وقت نظر آتی تھی اپنے وقت کے بڑے بڑے عالم و عامل آپ کے علم و فضل زہد و ورع کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہتے آپ کی آنکھیں دیار رسول ﷺ کا نظارہ کرنے کے لیے ہمیشہ بیتاب رہتی آپ کا سراپا یاد رسول ﷺ میں بیقرار رہتا آپ کا وجود لقائے رسول ﷺ میں گم رہتا بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے دشمنون پر قہر الہی کی بجلی بن کر گرنا آپ کا شیوہ رہا کہ رسول ﷺ کی جناب میں لب کشائی کرنے والے فرق ضالہ کی زبانوں کو آپ نے اپنے قلم کی تلوار سے کاٹ کر رکھ دیا میدان تحریر کے آپ ایسے دھنی کہ جس میں دلائل قاہرہ انوار باہرہ لمعات ظاہرہ کے ایسے ایسے جمل ہوتے جن کو پڑھ سن کر اہل علم سکتہ میں آجائیں دنیا جانتی ہے کہ حضور صدر الافاضل نفاذ دلائل، سرعت کتابت، زور بیان، اثبات دعوی، اظہار حق، ابطال باطل، دفاع حق، فصاحت و بلاغت، علم و ادب، فضل و دانش وضاحت و تشریح تفتیش رموز، انسداد ضرر، تحقیق و تدقیق، خطابت و کلام، ذہانت و فطانت، استعداد و جلالت، علم شعر و سخن، فن و حکمت میں اپنی مثال آپ تھے فضل رسول کے سایئے نے آپ کو اس قدر نکھار دیا تھا کہ جس کی نیرنگی دیکھ کر ارباب علم و دانش عش عش کرتے نظر آتے تھے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ کی رگوں میں خون رسول ﷺ زندگی بن کر دوڑ رہا تھا جس کی سرخی نے باطل کی سیاہی کو دبا رکھا تھا آپ اک ایسے آفتاب ضیاء بار تھے جس کی علمی تابشوں سے بے شمار نگاہیں خیرہ ہوکر رہ گئیں تھیں اک ایسے بحر نا پیدا کنار جس کی اتاہ گہرائیوں تک کسی غواص کی رسائی نہ ہوسکی اگر آپ کی طائر فکر نے پرواز کی تو آسمان علم و حکمت کی بلندی کو چھولیا آپ کے دریائے تخیل نے علم و حکمت، تدبر و فراست کے گوہر آبدار اگل دیئے آپ کی جودت عقل نے مٹتے ہوئے شرع کے نقوش کو حیات تازہ کی سوغات نو عطا کی آپ کے اسلوب و بیان کی رعنائیاں جلال و جمال بداماں ہوگئیں آپ کے شادابئ و ذہن و دماغ و شگفتگی طباع نے گلستان اہل سنن اور چمن زار اسلام کے موسم خزاں کو لذت بہار سے آشناں کیا آپ کی اک نگاہ فیض

نے سیکڑوں کو ولایت کا تاجدار بنا دیا اگر یہ کہوں تو بیجا نہیں کہ آج بھی آپ کی زندگی کے نقوش متقیوں کے لیے ہدایت دین کے اندھوں کے لیے عصاء ظلمت کدہ عالم کے لیے آفتاب اور ہمارے لیے اللہ لم یزل کی جانب سے تحائف نایاب ہیں عرب وعجم کے تاجدار ﷺ نے آپ کو اپنے خصوصی فضل سے نوازا تھا جس کی بدولت آپ کو ہر محاذ پر فتح و کامران ہونا نصیب ہوا اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے جو آپ کو اولاد عطا فرمائی وہ بھی راہ حق میں ہمہ وقت جان و مال سے لگی رہی ان کی زندگی کا ہر لمحہ اشاعت دین کے لیے وقف نظر آتا تھا خصوصا آپ کے فرزند اکبر ممتاز العلماء معین العلماء قمر العلماء صدر العلماء حضرت علامہ سید مفتی محمد ظفر الدین نعیمی قادری نعیمی علیہ الرحمہ آپ کی پیدائش سرزمین مراد آباد میں ۵ ربیع الآخر ۱۳۲۸ ھجری مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۱۰ کو ہوئی آپ کو اللہ لم یزل نے بے شمار اوصاف و خصائل سے مستفیض فرمایا تھا تبلیغ دین کے لیے آپ نے ملک بیرون ملک کے کافی دورے فرمائے اور جگہ جگہ لوگوں کو اتباع حق کی دعوت دی ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت فرما کر فسق و فجور فتن و شرور سے توبہ کی اور جادہ حق پر گامزن ہو گئے صدر العلماء نے حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کی نیابت کا سچا حق ادا فرمایا آپ کا سینہ بھی گنجینہ رحمت کا مدینہ تھا جس میں خشیت الٰہی عشق نبوی کے ایسے ایسے از ہار خوشنما کھلتے تھے جن کی بھینی بھینی خوشبوں سے لاتعداد دل معطر و منور ہوتے تھے تاجدار مدینہ ﷺ کا یہ شہزادہ جدھر بھی قدم رنجہ ہو گیا انوار و تجلیات نے اس جگہ کو منور فرمادیا آپ نے درس و تدریس تحریر و تقریر بیعت و ارادت طباعت و اشاعت کے ذریعے بندگان خدا کو دعوت حق عطا فرمائی جس سے بیشمار افراد عاشق رسول معین دین رسول بن گئے حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ پر اللہ رب العزت نے کچھ ایسا خاص فضل و کرم فرمایا تھا کہ آپ کی نسل در نسل میں خدمت دین کا جزبہ اور اس پر عمل موجود نظر آتا ہے اگر ہم خاندان حضور صدر الافاضل کا جائزہ لیں تو یہ بات اظہر من الشمس و اجلی من القمر ہوتی ہے کہ حضرت صدر العلماء سید محمد ظفر الدین نعیمی قادری رضی اللہ عنہ نے جس طرح نیابت حضور صدر الافاضل کا حق ادا کر اپنی زندگی کو اشاعت دین کے لیے وقف کر دیا تھا ٹھیک اسی طرح پھر آپ کے شہزادے معین ملت تاج ملت ضیائے ملت فدائے ملت غائص بحار التحقیق فارس مضمار التدقیق حضرت العلام سید محمد مظفر الدین نعیمی قادری علیہ الرحمہ نے بھی مشن حضور صدر الافاضل کو چہار دانگ عالم میں پھیلانے کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا آپ کی پیدائش سرزمین مراد آباد شریف میں ۹ ذی الحجہ ۱۳۶۴ ھجری کو ہوئی اللہ لم یزل نے آپ کو بھی شروع سے ہی نیک طینت نیک سیرت نیک صورت کے گوہر سے مالا مال فرمایا تھا آپ نے خداداد ذہن و صلاحیت کی بدولت ۱۱ برس کی عمر پاک میں تکمیل حفظ قرآن فرمایا بعدہ اپنے جد مکرم سیدی حضور صدر الافاضل کے چمنستان جامعہ نعیمیہ میں داخل تعلیم ہوئے اور وہاں سے عالم و فاضل کی سند اعلی حاصل فرمائی آپ کو اللہ رب العزت نے عصری علوم و فنون سے بھی مستفیض فرمایا تھا علیگڑھ و مسلم یونیورسٹی سے آپ نے انٹر میڈیٹ اور طبیہ کالج لکھنو سے اعلی نمبروں میں علم طب کی سند حاصل فرمائی آپ کو اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ قادریہ جلالیہ میں خلافت و اجازت حاصل ہے آپ بھی اپنے والد ماجد اور جد امجد حضور صدر الافاضل کی طرح خدمت دین میں نہ صرف منہمک رہے بلکہ دیگر افراد کے اندر بھی خدمت دین کا جزبہ پیدا کر ان کو بارگاہ حق کا متلاشی رسول خدا ﷺ کا فدائی بناتے رہے فدائے ملت نہ صرف اک بہترین عالم دین تھے بلکہ عالم و عامل اور عشق رسول ﷺ کے بھی پیکر تھے آپ کے حسن اخلاق و کردار کو دیکھ کر ہی لوگ آپ کے گرویدہ اور اپنے گناہوں سے رنجیدہ ہو جاتے جس کی بدولت اللہ لم یزل ان کو اپنا محبوب کر لیتا بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے آپ پر یہ خصوصی فیضان تھا کہ آپ نے سرزمین ہندوستان میں رہکر بیرون ملک کے لوگوں پر بھی اپنی عظمت و رفعت کا سکہ جما لیا تھا جس کی واحد وجہ آپ کی رسول اعظم ﷺ سے حقیقی محبت و الفت تھی یوں تو آپ نے ملک کے اکثر علاقوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا مگر جو علاقہ آپ کے وجود سے حد درجہ مستفیض ہوا وہ سر زمین بنگال اسلام پور ہے جس کو آپ نے اپنا مسکن بنالیا صرف اس لیے کہ خلق خدا کو حق کا پیغام دیا جائے سرزمین بنگال میں آپ نے عشق و عرفان کے ایسے ایسے دریا بہائے کہ جس کی طغیانی نے بدعت و خرافات کے بڑے بڑے جبال کو بہا دیا آپ اصاغر نوازی انتہائی سادگی میں صوفیانہ وقار کی نمایا خصوصیت رکھتے تھے آپ کی سادگی میں سنت مصطفی ﷺ کے جلوے نظر آتے تھے سنتوں کا اہتمام آپ کی زندگی میں نمایاں آقا ﷺ کی سنتوں میں سب سے عظیم سنت جو فکر

امت ہے آپ اس پر بھی عامل تھے یہی وجہ ہے کہ خطہ بنگال اسلام پور میں آپ کی خدمات جلیلہ کے لا فانی نقوش ثبت ہیں آپ اک خدا رسیدہ بزرگ صوفی و متقی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ سے درجنوں کرامات کا ظہور ہوا اور آپ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ آپ کی پوری زندگی اتباع شرع زہد و ورع میں گزری صراط مستقیم سنن نبی کریم پر ہمیشہ کمر بستہ رہنا آپ کے رگ و پا میں مثل خون داخل و شامل بفیض صدر الافاضل رہا حضور فدائے ملت کے بعد آج مشن صدر الافاضل کو عملی جامہ پہنانے میں فدائے ملت کے شہزادے محسن ملت رفیق ملت شفیق ملت نجم ملت قمر العلماء نجم العلماء حضرت علامہ الشاہ سید نظام الدین نعیمی قادری اسلام پور بنگال **حفظہ ذو الجلال عن کل شر الجحال** (المعروف نجم میاں) جو قائدانہ مشفقانہ عالمانہ قردار نظر آتا ہے اس کو دیکھ کر بے ساختہ زبان و دل سے یہی نکلتا ہے کہ

زمانہ کہہ رہا ہے دیکھ کر اسلام کی خدمت
ہمارے مقتدا ء و رہنما نجم ملت ہیں

اگر یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ حضرت نجم میاں قبلہ قادری اپنے جد امجد سیدی صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کے مشن کو تحریر و تقریر، ارشاد و تبلیغ، بیعت و ارادت، کے ذریعے ہند و بیرون ہند میں اجاگر فرمانے کے لیے مکمل جانفشانی کے ساتھ کمر بستہ ہیں اللہ پاک نے حضرت نجم میاں قبلہ کو بھی علم و عمل کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے اگر اک طرف آپ بہترین عالم و عامل ہیں تو دوسری طرف شاندار خطیب و ادیب بھی ہیں اگر اک طرف آپ بہترین پیر شرع ہیں تو دوسری طرف عمدہ محقق و مدبر بھی ہیں ایسے مرد مجاہد جو اپنے علم و فضل زہد و تقوی کے اعتبار سے دین مصطفی کی چلتی پھرتی تصویریں ہو وہ ہر دور میں ممتاز رہی ہیں بالخصوص اس دور میں جب کہ سلف صالحین کی صفیں اک اک کر کے ٹوٹ چکی ہیں اور وہ بساط الٹ چکی ہے جس پر علم و عمل کے آفتاب و مہتاب جگمگایا کرتے تھے اور ان کی جلالت علمی سے پورا معاشرہ روشن و تابناک نظر آتا تھا ایسے پر آشوب ماحول میں ہماری نگاہیں ترس جاتی ہیں ایسے مرد کامل کے دیدار کے لیے جس پر نظر پڑتے ہی دل ان کی طرف کھنچنے لگے آنکھیں بیتاب ہو جائیں اور سارا وجود ایک روحانی لذت و نشاط کیف و مستی سے سرشار ہو جائے یہ اور ایسے ہی علمائے ربانیین زینت فرش گیتی اور مصابیح الارض ہیں ان میں سے ہر فرد دین کی سربلندی کا نشان امتیاز اور علم کی عظمت کا کوہ وقار ہے علم و عمل جود و فضل کی محفلیں انہی کے قدوم میمنت لزوم سے دوام پاتی ہیں انہی مبارک ہستیوں میں اک ہیں نجم العلماء کہ دیکھنے والا اک نظر میں یہی محسوس کر لیتا ہے کہ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

آپ بھی اپنے والد ماجد اور جد امجد سیدی حضور صدر الافاضل کے مشن کو عالم میں اجاگر کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف ہیں مرور عصر میں نجم میاں قبلہ اک ولی وقت عالم وقت عامل وقت اور ملت کے لیے بلا شبہ نجم ملت ہیں حضور سیدی صدر الافاضل اور آپ کے شہزدگان کی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا قدر و منزلت ہے آیئے میں آپ کو وہ بات بتاؤں جو میں نے سرزمین عرب شریف مدینہ منورہ میں بطریق منام عالم رویہ مسجد نبوی شریف میں جنت کی کیاری کے سامنے دیکھی واقعہ یوں ہے ۶ رجب المرجب ۱۴۳۸ ہجری کو میں نماز فجر کے لیے مسجد نبوی شریف میں بفضل رسول اکرم ﷺ صبح صادق سے پہلے حاضر ہوا اور متصل ریاض الجنہ کے ذکر و اذکار میں مشغول بصدقہ رسول ﷺ ہو گیا کہ درود شریف کا ورد کرتے کرتے مجھ پر نیند نے غلبہ کیا اور وہی سو گیا سویا کیا کہ قسمت بیدار ہو گئی میں نے باب السلام اور ریاض الجنہ کے اندر بیشمار نورانی چہرے والے اسلاف کو دیکھا جن کی اک اک ادا سے سیکڑوں نور کے قطرات ٹپک رہے ہیں اور انہی بزرگان اسلام کے درمیان اک بہت ہی خوب رو شخصیت جلوہ بار ہے جن کے جمال و جلال نے دور دور تک سب کو منور کر رکھا ہے جن کے سر پاک پر پاک سفید عمامہ لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے اس پاک ہستی کی وہاں موجود اسلاف دست بوسی فرما رہے ہیں وہ بزرگ اپنے زانوئے پاک پر اک بہت ہی حسین و جمیل شخص کو بٹھائے ہوئے ہیں جب میں نے ان بزرگوں کے قریب جانے کی کوشش کی تو دائیں جانب سے اک اور بہت ہی حسین و جمیل نورانی بزرگ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ان بزرگوں کے پاس تک لے آئے جن کو میں تھوڑی دور سے دیکھ رہا تھا جب میں قریب آ گیا تو اس وقت میری آنکھیں فرط مسرت سے روشن ہو گئیں کہ یہ نورانی بزرگ کوئی اور نہیں ہم سب کے رہنما و مقتدی شہزادہ مصطفی نور دیدہ فاطمہ مفسر قرآن بدر کامل حضور سید صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین قادری محدث و مفسر مرادآبادی علیہ رحمۃ الہادی ہیں اور جو

ذات پاک آپ کے زانوئے پاک پر سر رکھے آرام فرمارہی تھی جس کے جلووں سے سب کی نگاہیں روشن ہورہی تھیں وہ نجم ملت نجم العلماء حضرت سید نظام الدین نعیمی قادری المعروف نجم میاں قبلہ کی ذات پاک تھی حضور سیدی صدر الافاضل بار بار اپنے نبیرہ نجم میاں قبلہ کے سر پر دست شفقت رکھ رہے تھے میں نے دیکھا کہ صدر الافاضل کچھ دیر کے بعد ممبر نبوی پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے اک شاندار خطاب فرمایا آپ نے فرمایا اے امت مصطفی اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اے لوگوں رسول اعظم ﷺ کی تعلیم کو عام کرو آپ نے فرمایا کہ شدھی تحریک کا جو سد باب کیا گیا تھا اسی طرح باطل نظریات کا دفع کیا جائے آپ نے اہل مدینہ کو بہت ساری نصیحتیں فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جو اولاد رسول ﷺ کا بدخواہ ہوگا ضرور گمراہ ہے اس کے بعد میں نے یہ نورانی منظر بھی دیکھا کہ روضہ رسول ﷺ کے اندر سے کچھ نورانی شکل والے افراد جلوہ بار ہوئے جن کے جسم اطہر سے مبارک و معطر خوشبوئیں آرہی تھی ان کے دست پاک میں بہت ہی خوش نما ہار و پھول تھے وہ پھول حضور صدر الافاضل نے ان کے دست مبارک سے لیکر ان بزرگ کے گلے میں جنہوں نے مجھے یہاں تک پہنچایا تھا اور نجم میاں قبلہ کے گلے میں ڈال دیئے اور فرمایا لوگوں یہ میرا شہزادے ہیں ان سے محبت کرو ان کے لیے دعا کرو آپ نے روضہ رسول ﷺ کے سامنے دعا فرمائی اور ہم سب نے امین کہی اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ جنہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور صدر الافاضل کے قریب کیا تھا وہ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ آپ حضور صدر الافاضل کے مشن کی پیروی کرنا اور فرمایا کہ لوگوں کو تعلیمات صدر الافاضل سے اگاہ کرنا ان بزرگ نے کافی دیر تک مجھ کو صدر الافاضل اور نجم میاں قبلہ کے بارے میں بتایا ان بزرگ کے ساتھ حضرت نجم میاں قبلہ قادری کے خادم خاص اور میرے عزیز حضرت حافظ قاری مولوی شہزاد ظفر نعیمی قادری حفظہ المولی عن کل شر خفی و جلی متعلم جامعہ نعیمیہ مرادآباد حفظہ اللہ تعالی عن کل شر و فساد بھی موجود ہیں جو حضرت سیدی سرکار صدر الافاضل کے پاس کھڑے ہیں حضرت شہزاد ظفر نعیمی قادری کے بارے میں بھی ان بزرگ نے کافی باتیں ارشاد فرمائیں خاص کر یہ کہ شہزاد ظفر نعیمی ہمارا محبوب ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس کے بعد میں نے میں نے حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کو اور نجم میاں قبلہ کو اور ان بزرگ کو جو مجھے نصیحتیں فرمارہے تھے کئی مرتبہ روضہ رسول ﷺ کے اندر سے آتے جاتے دیکھا کچھ دیر کے بعد درود و سلام کا آغاز ہوا اور آخر میں حضور صدر الافاضل نے دعائے خاص فرمائی اور سب بزرگان دین باب بقیع کی طرف روانہ ہونے لگے جب وہ بزرگ بھی جانے لگے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ حضور آپ کا اسم پاک کیا ہے تو فرمایا کہ حضور صدر الافاضل میرے دادا ہیں اور یہ نجم میاں میری اولاد ہیں لوگ مجھ کو فدائے ملت کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اتنا سننا تھا کہ میری زبان سے زور سے اللہ اکبر کی صدا نکلی اور پھر اس کے بعد میں نے اک اک کر کے حضور صدر الافاضل اور آپ کے شہزدگان کی دست بوسی کی میں نے دیکھا کہ چہرہ صدر الافاضل ایسا منور تھا جس کی کشش و رعنائی جلوہ سامانی نے ہماری آنکھوں کو چوندھیا دیا تھا حضرت سید صدر الافاضل نے حضرت فدائے ملت اور نجم ملت او حضرت شہزاد ظفر نعیمی قادری اور فقیر کو مواجہ اقدس کے سامنے کھڑا کر دعا خاص فرمائی اور ارشاد فرمایا اے نانا جان ﷺ اپنے غلاموں کو قبول فرمائے میں نے یہ سن کر نعرہ تکبیر و رسالت لگایا کہ اسی آواز نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا اللہ اکبر یہ ہے حضور صدر الافاضل کا اور آپ کے شہزدگان کا مقام بارگاہ رسالت ﷺ میں اور کیوں نہ ہو جو اس در کا ہو گیا خلق خدا اس کی ہو گئی حضور صدر الافاضل کا مقام رفیع سمجھنے سے ہماری عقول راسب ہیں بس اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ

شہ خواباں کی مداحی نعیمی تجھ سے کیا ہوگی
زمیں تو ہے تو فخر آسماں صدر الافاضل ہیں

تمنا تھی کہ میں یہ مبارک خواب عرس حضور فدائے ملت میں مجمع عام کے سامنے بیان کرتا مگر بسبب مجبوری اور مع بیماری حاضر ہونے سے قاصر ہوں اللہم یزل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہم سب کو تعلیمات حضور صدر الافاضل پر عمل کرنے کرانے کی توفیق بخشے اور حضرت نجم میاں قبلہ قادری سامحنا اللہ و ایاہ بلطفہ الخفی و فضل الوفی کو عمر دراز عطا فرما کر آپ کے علم و عمل شرب اکل میں برکات و حسانات کا نزول عطا فرمائے آپ کی اس محنت بشکل رسالہ ضرب صدر الافاضل کو اپنی جناب میں قبول فرما کر اس کا اجر جزیل صلہ جمیل عطا فرمائے امین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

OOOOOO

عرس صدرالافاضل کے پر بہار موقع پر حضرت امام الہند کی بارگاہ میں نذر عقیدت

صدرالافاضل ! فکرو تدبر کے ماہ تاباں

مسلمانوں کو درپیش ایک اہم بیماری ''بے روزگاری اور اس کے اسباب وعلاج'' پر حضرت صدرالافاضل کی تحریروں سے ماخوذ ایک تجزیاتی رپورٹ

از غلام مصطفیٰ نعیمی

دنیا میں تین طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔ایک تو وہ جو جن کی زندگی کی بے سمت ہوتی ہے اور انہیں اپنی زندگی میں کوئی خاص کام کرنا نہیں ہوتا اور نہ ان کا کوئی بڑے کام کا مقصد ہوتا ہے۔ایسے لوگ دنیا میں ناکام کہے جاتے ہیں اور انہیں کوئی نہ تو جاننا چاہتا ہے اور نہ ہی کوئی یاد رکھتا ہے۔

دوسری قسم کے آدمی وہ ہوتے ہیں اپنی زندگی میں کچھ کرنا تو چاہتے ہیں مگر وہ دوسرے کے ذریعے بنائے گئے راستے پر ہی سفر کرتے ہیں،اور اس طرح اپنی زندگی کا سفر پورا کر لیتے ہیں۔زمانہ ان کو بھی یاد نہیں رکھتا۔اس درجہ کے آدمی دنیا میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

تیسری قسم میں وہ انسان آتے ہیں جو اپنی زندگی میں کوئی مقصد رکھتے ہیں،اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے وہ صرف پرانی لکیروں پر ہی نہیں چلتے بلکہ اپنی خداداد ذہانت وصلاحیت،لیاقت وقوت اور جانفشانی وجاں گسلی کے ساتھ نئے راستے بناتے ہیں اور ان کی خود کی زندگی دوسروں کے لیے نمونۂ عمل بن جاتی ہے۔

امام الہند حضرت صدرالافاضل الشاہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ العزیز انسانوں کے تیسرے اور اعلیٰ درجے سے تعلق رکھتے ہیں۔جو دوسروں کی راہوں پر نہیں چلتے بلکہ زمانے کے ناموافق حالات کا سینہ چیرتے ہوئے اپنا راستہ خود بناتے ہیں۔

ماضی قریب میں حضرت صدرالافاضل جیسی ہمہ جہت خوبیوں کی شخصیت دیکھنے میں نہیں آتی۔آپ کی زندگی کا مطالعہ ہر قدم پر ایک نیا گوشہ سامنے لاتا ہے۔قوم وملت کی رہنمائی کس طرح کی جاتی ہے،ادارے وتنظیمیں کس طرح برقرار رکھی جاتی ہیں،عوامی ذہن کو کس طرح سمجھا جاتا ہے،فیصلہ لینے میں کن عوامل کا خیال رکھا جاتا ہے،تحریکات کو کس طرح مقبولیت دلائی جاتی ہے اور کس طرح قیادت کا حق ادا کیا جاتا ہے اگر ان ساری چیزوں کو تجربات کی زمین پر پرکھنا ہو تو ہمارے سامنے حضرت صدرالافاضل جیسی بے نظیر شخصیت آسانی سے نظر نہیں آتی۔

نظم وترتیب کے بغیر کاوش بے سود:

آج اس بات کا دعویٰ کرنے والے افراد کی کمی نہیں ہے کہ اہل اسلام کو اپنی زندگی میں شریعت اسلامیہ کا نظام رائج کرنا چاہیے۔مگر یہ نظام کس طرح رائج ہو؟ یہ ایک سخت مسئلہ ہے۔کتنے ہی علاقے دیکھنے میں آتے ہیں کہ علم وعلما کی کثرت کے باوجود،ناصحین کی تبلیغ وتلقین کے بعد بھی ملت کے حالات سدھرنے میں نہیں آتے،آخر کیوں؟

حضرت صدرالافاضل اس کا جواب یوں عطا فرماتے ہیں کہ ''شریعت اسلامیہ وملت حقہ کی تدوین اور اس کا نظام ایک عجیب و غریب نعمت اور نہایت مستحکم واستوار ہے۔کسی دولت سے متنفع اور بہرہ یاب ہونے کے لیے نظم وترتیب کے ساتھ اس کی خدمت ضروری ہے۔گوہر نایاب اور درِ خوش آب گرانمایہ دولت ہیں مگر ان سے محبوبوں کی زینت فائدہ جبھی اٹھایا جاسکتا ہے جب ہار وغیرہ میں حسن ترتیب کے ساتھ منتظم کیے گیے ہوں اگر موزوں ترتیب نہ ہو تو بجائے زینت کے،استعمال کرنے والے پر بدسلیقگی کا الزام عائد ہوگا۔اور ہر دیکھنے والا یہی حکم کرے گا کہ یہ شخص اس نعمت کا اہل نہیں ہے''۔آج یہی ایک بڑی پریشانی ہمارے ساتھ چل رہی ہے کہ ہم چیزوں میں ترتیب نہیں رکھ پا رہے جس کی وجہ سے ہی پانسہ بھی الٹا ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کی معاشی بدحالی: آج مسلمان معاشی اعتبار سے کس قدر پسماندہ ہیں اس کے بارے میں تبصرے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔جہاں دیکھو مسلمان مفلسی وغریبی میں زندگی کاٹنے پر مجبور ہیں۔آسائش زندگی کی خواہش اور فیشن پرستی کا شوق غلط راستوں پر لے جاتا ہے۔چوری،چھینا جھپٹی،سٹے بازی اور جوا بازی مسلم نوجوانوں کی پہچان بن چکی ہے۔محنت کے کام کرتے ہوئے آج مسلمان کو شرم

آتی ہے،مگر غیر قانونی کام کرتے ،پولیس تھانوں اور کچہریوں کے چکر کاٹتے کوئی شرم نہیں آتی؟

حضرت صدرالا فاضل فرماتے ہیں'' جب کوئی قوم برباد ہوتی ہے اوراس کے برے دن آتے ہیں،اس کی عقل پر پردے پڑ جایا کرتے ہیں۔وہ خوبیوں کوعیب اور عیبوں کوخوبیاں سمجھنے لگتی ہے۔اوراس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خیر سے بالکل محروم اور برائیوں میں آلودہ ہوجاتی ہے اور اس کا عزت ووقارخاک میں مل جاتا ہے''۔

امام الہند کے اس اقتباس کی روشنی میں ہم اپنی بستیوں کا جائزہ لیں تو یہ ساری برائیاں ہمیں چاروں طرف نظر آتی ہیں۔کیا ہمارے علاقے قانون شکنی میں بدنام نہیں ہیں؟ کیا ہماری بستیاں غیر قانونی سرگرمیوں کے لیے نہیں جانی جاتیں؟ کیا ہم اپنے علاقوں میں بد انتظامی،جھگڑوں،گالی گلوچ کی جیتی جاگتی تصویر پیش نہیں کرتے؟ کیوں ہمارے علاقے تہذیب وتمدن کا گہوارہ نظر نہیں آتے؟ جواب سیدھا سا ہے کہ ہم نے شاید ٹھان لیا ہے کہ یا تو حکومت ہمیں اعلیٰ عہدوں پر فائز کرے ورنہ ہم ایسے ہی رہیں گے۔کچھ بھی ہوجائے محنت نہیں کریں گے۔حکومت کی نیت تو صاف ہے وہ چاہتی ہے کہ مسلم علاقے بدنام رہیں۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی محنت کی بنیاد پر اپنی بستیوں کو سنواریں اپنے پیروں پر کھڑے ہوں۔محنت کرنا کوئی عیب نہیں ہے۔

طلب معاش کی فضیلت: قوم مسلم کی ذہنی سطح اس قدر کمزور ہو چکی ہے کہ آج وہ محنت کے کاموں میں شرم محسوس کرتی ہے۔حضرت صدر الافاضل اسی بیماری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں'' اسباب معاش کو ذلیل،تجارت کوحقارت،زراعت کو گنوار پن، پیشے اور حرفے کو ذلیل سمجھا جاتا ہے اور نامور خاندانوں کے فرزند نوکری اور غلامی کی تمناؤں میں سالہا سال در بدر ٹھوکریں کھاتے پھرا کرتے ہیں۔۔۔مگر پیشہ و حرفت عیب ہی معلوم ہوتا رہتا ہے۔یہی سبب ہے کہ مسلمان روز بروز گرتے جارہے ہیں اوران کی حالتیں دم بدم خراب ہورہی ہیں۔۔۔۔ اب آپ سب سے بہتر ہادی سے دریافت کیجیے اور شریعت مقدسہ سے اس مسئلے کے حل کی درخواست کیجیے۔حدیث شریف میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم من طلب الدنیا حلالا تعففا عن المسئلۃ و سعیاًعلی عیالہ و تعطفاً علی جارہ لقی اللہ وو جھہ کالقمر لیلۃ البدر۔ ترجمہ: جس شخص نے حلال روزی کی طلب کی اس لیے کہ وہ مانگنے اور ہاتھ پھیلانے سے محفوظ رہے اور اپنے عیال کی کفالت کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ ہمدردی کر سکے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس شان کے ساتھ حاضر ہوگا کہ اس کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا''

کسب حلال سے بچنے کی خرابیاں: امام الہند صدرالا فاضل حضرت لقمان حکیم کے حوالے سے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں'' آپ نے اپنے فرزند سے فرمایا اے فرزند کسب حلال کر کے اپنے آپ کو فقر سے بچاؤ اس لیے کہ فقیری سے تین مصیبتیں آتی ہیں ایک تو دین میں کمزوری،کہ نادار آدمی اپنی ناداری اور شکستہ حالی کی وجہ سے جرأت و دلیری کے ساتھ اہل دولت کو دین کی پابندی کی ہدایت اور بدیوں سے بے دریغ ممانعت نہیں کرسکتا''۔اس اقتباس کی روشنی میں عوام عموماً اور اہل علم خصوصاً غور کریں کہ کیا واقعی ایسا نہیں ہورہا کہ مالی طور پر کمزرعوام وعلما محض اپنی ناداری کی بنیاد پر امیروں سے بے باکی کے ساتھ کسی بات کو نہیں کہہ پاتے ہیں الا ماشاء اللہ

فقیری سے آنے والی دوسری پریشانی ''ضعف عقل'' ہے کہ ناداری کی وجہ سے ہجوم افکار اس کی عقل کو صحیح تدبیر تک پہنچنے سے روکتے ہیں۔تیسری پریشانی ''مروت کی کمی ہے افلاس اور بے مائیگی کی حالت میں مستقل سے مستقل آدمی بھی کم ظرفوں کو کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

ذکر کردہ اقتباس کو غور سے پڑھیں اور پھر سوچیں کہ کیا یہی سب ہمارے معاشرے میں نہیں چل رہا ہے؟اس لیے ہمیں چاہیے کہ صنعت وحرفت سے اپنے آپ کو جوڑیں کسی پیشے کو حقیر نہ جانیں اور خود کو حلال کاموں میں مشغول رکھیں تاکہ ہماری بستیاں عزت دار اور صاحب کردار لوگوں کی بستیوں کے طور پر جانی جائیں نہ کہ سٹے بازی اور جوابازی کے اڈوں کے مرکز کے طور پر۔

کوئی بھی حلال پیشہ اور اسے کرنے والا ذلیل نہیں ہوتا۔حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں ''اسلامی شرافت، عمل صالح کی شرافت،تقویٰ اور پرہیزگاری کی شرافت ہی اصلی اور حقیقی شرافت ہے۔جس کو قرآن وحدیث نے شرافت قرار دیا ہے اس شرافت کو بھول جانا اور شرافت کے وہ معنیٰ مراد لینا جو یہاں کے کفار نے اپنی تنگ نگاہی سے گڑھ رکھے ہیں سخت غلطی ہے''۔

OOOOO

سنیما بازی اور مسلمان

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پو

سنیما گھر ہو، یا ناچ گانے کی محفلیں، شراب کی دکان ہو یا جوئے کا اڈا، رشوت خوری سٹہ بازی کا بازار ہو یا رنڈی کا کوٹھا، ایسی کون سی ناپاک جگہ اور برائیوں کا کون سا اڈا ہے جہاں مسلمان موجود نہیں ہے۔ کون سا گناہ ہے جو مسلمان سے چھوٹ رہا ہے کون سا جرم ہے جس کا مسلمان مرتکب نہیں ہے۔ الغرض خلاف شرع ہر امر میں مسلمان ملوث دکھائی دے رہا ہے۔ (الا ماشاءاللہ)

یوں تو ہر برائی تباہ کن اور ایمان سوز ہے جس برائی پر نظر ڈالو لگتا ہے یہ ختم ہو جائے تو معاشرے کی ساری برائیاں ختم ہو جائیں، مگر بنظر غائر اگر جائزہ لیں تو سنیما بازی، فلمیں دیکھنا، یہ برائی ایسی برائی ہے جو بے شمار گناہوں اور برائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔

فلموں میں بے حیائی بے غیرتی کے تہذیب سوز تمدن کش مناظر، عریانیت کا ننگا ناچ، نفاق پیدا کرنے والے گانے باجے، طبلوں اور سازوں کی تھاپ، سارنگیوں کی کیں کیں، گھنگھروؤں کی جھنکار، رنڈیوں کے گانے کی آواز، رقاصاؤں کے شہوت برانگیختہ کرنے والے برہنہ جسم کی نمائشیں، لوٹ مار دھوکہ بازی، کی نت نئی تدابیر، دولت ایمانی پر شب خون مارنے والے غیر اسلامی اقوال وافعال پر مشتمل ڈرامہ بازی جیسی بے شمار برائیاں پائی جاتی ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ سنیما بازی، ٹی وی بینی، بہت سے گناہوں کا مجموعہ مرکب ہے۔

اس سنیما بازی نے لوگوں کا ضمیر مردہ کر دیا ہے، ادب ولحاظ کی ساری پابندیاں ختم کر دی ہیں تبھی تو باپ بیٹی کے ساتھ بھائی بہن کے ساتھ ماں بیٹے کے ساتھ اجتماعی طور پر فلمیں دیکھنے میں عار محسوس نہیں کرتے، نیم عریاں رقاصاؤں کے شہوت انگیز رقص کے فحش مناظر ایک ساتھ دیکھے جارہے ہیں مگر کسی کو شرم محسوس نہیں ہو رہی ہے، نتیجتاً ان پاکیزہ رشتوں میں شیطانی اثرات داخل ہو کر ان مقدس و پاکیزہ رشتوں کو داغدار و ناپاک بنا دیتے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں اس طرح کی خبریں اس پر شاہد ہیں۔

مذہب آزادی، ماں باپ کے ساتھ ناروا سلوک، چوری، جوا، شراب اور بدنگاہی بلکہ زنا جیسے بڑے بڑے جرم انہیں فلموں کی بدولت پائے جارہے ہیں۔ فلموں نے مسلم معاشرہ ہی نہیں بلکہ پورے انسانی معاشرہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

مسلمان یہ بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام میں فلموں گانے باجوں کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ اسلام میں فلموں کے اندر پائے جانے والے ہر امر پر تنبیہ اور وعیدیں پائی جاتی ہیں۔ ہم یہاں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فلموں میں پائے جانے والے چند اہم فحش ومضر اُمور کی تباہ کاریاں پیش کر رہے ہیں۔

ناچ اور گانے باجے

ناچ اور گانے باجے فلموں کا ایک اہم حصہ ہیں۔ احادیث کریمہ میں اس کی حرمت وممانعت کے ساتھ اس پر وعیدیں بھی آئی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ

"ان رسول اللہ ﷺ قال فی ھٰذہ الامۃ خسف ومسخ وقذف، فقال رجل من المسلمین یارسول اللہ ومتیٰ ذٰلك قال اذا ظھرت القیان والمعازف وشربت الخمور۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت میں زمین کے دھنسا دینے اور صورت کے مسخ کر دینے اور پتھروں سے ہلاک کر دینے کا عذاب ہوگا تو ایک مسلمان شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب رنڈیاں اور گانے بجانے کی چیزیں عام ہو جائیں اور شراب پی جانے لگے۔ [ترمذی شریف ۲/۴۵]

ایک اور حدیث اسی مفہوم کی ملاحظہ فرمائیں:

"قال رسول اللہ ﷺ لیشربن ناس من امتی یسمونھا بغیر اسمھا یعزف علی رئوسھم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بھم الارض ویجعل منھم القردۃ والخنازیر"

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے بعضے لوگ شراب کا نام بدل کر پئیں گے اور ان کے سامنے معازف ومزامیر کے

ساتھ عورتوں کا گانا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا۔[ابن ماجہ شریف ص ۳۰۰]

حدیث پاک کا مطالعہ کریں اور دور حاضر کے حالات کا جائزہ لیں کیا عام طور پر مسلمانوں کے گھروں میں (الا ماشاء اللہ) ٹی وی، وی سی آر وغیرہ نہیں ہے جس کے ذریعہ رنڈیوں کے رقص ننگے ناچ اور گانے باجے عام ہو رہے ہیں۔ یقینا ہیں اور اگر ہیں تو پھر وہ وقت دور نہیں جس کی پیشن گوئی نبی پاک نے فرمائی ہے یعنی زمین میں دھنسنا اور صورت کا مسخ ہونا اور پتھروں کا عذاب ہونا۔ اللہ مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔

نبی پاک ﷺ اور ان کے پیارے صحابہ گانا تو گانا کبھی بانسری کی آواز سننا بھی پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ جس طرح آج نوجوان طبقہ رات دن اپنے کانوں میں گانے سننے کے لیے موبائل کو جیب میں رکھ کر کان میں لیڈ لگا کر گانے سنتا ہے نبی پاک اور ان کے صحابہ بانسری کی آواز کہیں کان تک نہ پہنچ جائے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر کانوں کو بند کر لیا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں درج ذیل روایت:

عن نافع قال سمع ابن عمر مزمارا فوضع اصبعيه على اذنيه و نأى عن الطريق وقال لي: يا نافع هل تسمع شيأ؟ قال فقلت: لا. قال فوضع اصبعيه من اذنيه. وقال: كنت مع رسول الله ﷺ فسمع مثل هذا فصنع مثل هذا۔ [سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب کراہیۃ الغناء والزمر]

''حضرت نافع بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے (سرراہ) بانسری کی آواز سنی تو اپنے کانوں پر انگلیاں رکھ لیں اور راستے سے دور ہو گئے۔ پھر انھوں نے مجھ سے پوچھا: نافع تمھیں کوئی آواز آ رہی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں اٹھا لیں۔ پھر انھوں نے کہا: ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ تھا تو آپ نے بانسری کی آواز سن کر ایسا ہی کیا تھا۔''

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے بانسری کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور فرمالیا اور راستے سے ایک طرف ہٹ کر چلنے لگے پھر مجھ سے پوچھا اے نافع کیا تم آواز سن رہے ہو؟ میں نے عرض کی، جی ہاں۔ تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے ہٹا لیں اور (اُسی) راستے کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے کبھی بھی بانسری کی آواز نہیں سنی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"الغناء ينبت النفاق في القلب، كما ينبت الماء الزرع"

گانا دل میں نفاق اُگاتا ہے جیسے پانی کھیتی اُگاتا ہے۔[شعب الایمان للبیہقی، جلد ۷ ص ۱۰۸،]

فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں گانے باجے سننے کا حکم اور گانے باجے کی محفلوں میں شرکت اور ان سے لذت حاصل کرنے سے متعلق شرعی حکم بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان بیان کیا گیا ہے۔ لکھا ہے:

"استماع صوت الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر اي بالنعمة لاشكر فالواجب كل الواجب ان يجتنب كي لا يسمع لما روى انه الصلاة و السلام ادخل اصبعه في اذنه عند سماعه"

''باجوں کی آواز سننا گناہ ہے اور ایسی مجلس میں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے مزا لینا کفران نعمت ہے اس لیے نہایت ضروری ہے کہ اس سے بچا جائے تاکہ اس کی آواز بھی کان میں نہ آئے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب گانے باجے کی آواز آتی تو اپنے کانوں میں انگلیاں داخل فرما لیتے۔''[درمختار ۶/۳۴۹]

حضور سیدی اعلیٰ حضرت ڈھول تاشے باجے ناچ اور گانے کے ناجائز وحرام ہونے کا حکم بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

''ڈھول تاشے باجے جس طرح رائج ہیں جائز نہیں'' [فتاوی رضویہ جلد نہم، نصف آخر، ص ۶۵]

مزید فرماتے ہیں:

''طوائفوں کا ناچ مطلقا حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر متعدد آیاتِ قرآنیہ ناطق ہیں بھانڈ جس طرح نقلیں بنایا اور لوگوں کو ہنسایا کرتے ہیں یہ بھی شرعا حرام ہے۔'' [فتاوی رضویہ جلد نہم، نصف آخر، ص ۷۵]

عورتوں کی عریانیت

فلموں میں عورتوں کو برہنہ جسم دکھایا جاتا ہے اور لوگ مزے لے

لے کر دیکھتے ہیں حالاں کہ برہنہ جسم تو الگ بات شریعت نے غیر محرم عورت کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دی ہے۔

"ان النبی ﷺ قال لعن الله الناظر والمنظور الیه"

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت ہے اجنبی عورت کو دیکھنے والے پر اور اس عورت پر جس کو دیکھا جائے) [مشکوۃ المصابیح ۲/۲۷۰]

اجنبیہ عورت کا جسم دیکھنا تو در کنار اس کے کپڑوں پر نظر ڈالنا بایں طور کہ جسم کی بناوٹ دکھتی ہو شریعت نے حرام قرار دیا ہے اور اس طرح دیکھنے والے کو جنت کی خوشبو سے محروم بتایا گیا ہے

علامہ شامی قدس سرہ السامی رقمطراز ہیں:

"لقوله ﷺ من تأمل خلف امرأة ورای ثیابها حتی تبین له حجم عظامها لم یرح رائحة الجنة، اقول مفاده ان رویة الثوب بحیث یصف حجم العضو ممنوعة ولو کثیفاً لا تری البشرة منه" (یعنی نبی ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص کسی عورت کے پیچھے نظر ڈالے اور اس کے کپڑے اس طرح دیکھے کہ اس کی ہڈیوں کی ضخامت نظر آئے وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔ اس حدیث سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ کپڑے کا اس طرح دیکھنا کہ عضو کی ضخامت نمایاں ہو ممنوع ہے اگر چہ کپڑا ایسا موٹا ہو کہ اس سے بدن کی جلد نظر نہ آتی ہو) [شامی ۶/۳۶۶]

عورت چھپانے کی چیز ہے مگر فلموں کے ذریعہ عورتوں کی نمائش کی جارہی ہے نہیں نہیں بلکہ عورتوں کو نیم عریاں بلکہ قریب العریاں، فحش اور شہوت انگیز مناظر کے ساتھ پردے پر دکھایا جارہا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان"

(عورت چھپانے کی چیز ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک جھانک کرتا ہے) [ترمذی شریف ۱/۱۴۰]

"قال رسول الله ﷺ ایاکم والتعری فان معکم من لا یفارقکم الا عند الغائط وحین یفضی الرجل الی اهله فاستحیوهم واکرموهم"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم برہنہ ہونے سے بچو کیونکہ پاخانہ اور بیوی سے مجامعت کے اوقات کے علاوہ تمہارے ساتھ ہر وقت وہ (فرشتے) ہوتے ہیں (جو تمہارے اعمال لکھنے پر مامور ہیں) لہٰذا تم ان سے حیا کرو اور ان کی تعظیم کرو) [مشکوۃ ۲/۲۶۹]

ترمذی شریف میں ہے:

"المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان"

(عورت چھپانے کی چیز ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک جھانک کرتا ہے) [ترمذی شریف ۱/۱۴۰]

الغرض فلموں میں فحش و گندے مناظر بیہودہ باتیں اور جھوٹی کہانیوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آج عورتیں بازاروں میں فحش لباس پہن کر بے پردہ گھوم رہی ہے ہیں یہ انہیں فلموں کا اثر ہے جوان کے جسم پر نظر آرہا ہے، اور یہی فلمیں ہیں جنہوں نے نوجوانوں کی غیرت کا خون کر دیا ہے جس کے سبب یہی جوان لڑکے جوان و نیم عریاں لڑکیوں کو بری نگاہوں سے دیکھتے نظر آتے ہیں، حالانکہ قرآنی تعلیمات یہ ہیں

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے، بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے، اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور وہ دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں۔ [ترجمہ کنز الایمان، پارہ ۱۸، سورہ نور، آیت، ۳۰،۳۱]

الغرض فلموں میں وہ سب کچھ ہے جو ایک انسان کو حیوان بنادے ایک مسلمان کو، فاسق و گنہگار بلکہ گمراہ وکافر تک بنادے۔ ایک مرد کو عیاش بنادے اور ایک عورت کو بے غیرت و بے حیا بنادے۔ یہی فلمیں ہیں جس کا اثر انسان کو اس قدر اندھا کر دیتا ہے کہ وہ حق وناحق کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ چھوٹے بڑے کا لحاظ ختم کر دیتا ہے، ادب وغیرت مندی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور حد تو یہ کہ نماز اور دیگر فرائض واجبات آداب شریعت سے اسے بالکل غافل بنادیتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۶ پر)

اخلاقِ حسنہ۔۔۔مومن وصوفی کا سرمایہ

علامہ پیر محمد تبسم بشیر اویسی ایم اے سجادہ نشین مرکز اویسیاں نارووال، پاکستان

للہ تعالیٰ نے اخلاق آغاز فطرت میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو دیا اور حضرت آدم علیہ السلام سے انبیاء اور رسولوں نے ترکہ میں پایا ہے یہاں تک کہ حضرت سید عالم ﷺ تک پہنچا اور آپ سے آپ کی امت کو ملا ہے۔ اسی طرح تمام برے اخلاق تقسیم کے وقت شیطان کو دیے گئے اور اس سے متکبروں اور نافرمانی کرنے والوں تک پہنچے اور یہی شیطان کی امت کہلائے۔ تو جو کوئی شریعت کی پیروی میں زیادہ مضبوط ہوگا اُس کی خصلت بھی اچھی ہوگی۔ کیونکہ اچھی خصلت والا بارگاہ خداوندی میں زیادہ عزیز ہوتا ہے۔

جب اچھا اخلاق حضرت آدم علیہ السلام کا ترکہ ہے اور خداوندِ جہان کی طرف سے تحفہ دیا گیا ہے تو مومن کے لیے اچھی خصلت سے بڑھ کر اور کوئی آرائش و زیبائش نہیں ہے۔ نیک اخلاق کی حقیقت احکامِ خداوندی کی بجا آوری اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا ہے۔ کیونکہ آپ کا رہن سہن اور آپ کے جملہ حرکات و افعال اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھے۔ تو جو شخص آپ ﷺ کی پیروی کرتا ہے اس کو لازم ہے کہ اس طرح زندگی بسر کرے، جیسی حضور اکرم ﷺ نے کی ہے تو ضروری ہے کہ اپنے اور غیر کے دور و نزدیک والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے۔ لوگوں کے ساتھ بدمزاجی سے پیش نہ آئے، تاکہ مروت مٹ نہ جائے اور بدخصلتی نہ کرے تاکہ خوش دلی میں فرق نہ آنے پائے۔

ہر وقت ہنس مکھ اور کم بولنے والا رہے جس سے ملے پہلے خود سلام کرے۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ملاقات اصحاب کے ساتھ اگر ایک دن میں سو مرتبہ بھی ہوتی، تو آپ ﷺ ہر بار بھی لوگوں کو سلام کرتے تھے۔ جو کچھ اس کو میسر ہے اسی میں سخاوت کرے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی عمر میں کبھی اس کا موقعہ نہ آیا کہ رات تک آپ ﷺ کے پاس ایک درہم یا ایک دینار باقی بچا ہو۔ اگر اتفاق سے کچھ رہ جاتا تو جب تک کسی کو دے نہ دیتے آپ ﷺ حجرے میں تشریف نہ لے جاتے۔ کسی کی غیبت، گالی اور جھوٹ زبان سے نہ نکالے اور اپنے کاموں میں زیادہ تکلف اور بڑھاؤ چڑھاؤ کرنے سے پرہیز کرے کیونکہ اچھے اخلاق کی صفت بے تکلفی اور سادگی ہے۔ اپنے احوال و اعمال اور گفتگو میں سچائی کے دامن کو نہ چھوڑے اور شریعت کی اتباع میں کھانا، سونا، پہننا اور بولنا کم کر دے اور ہر حال میں ہمت بلند رکھے اور کسی لالچ کے ساتھ اپنے کو آلودہ نہ کرے اور شک و شبہ اور برباد کر دینے والے خیالات سے کنارہ کشی اختیار کرے اور اس کی کوشش کرتا رہے کہ ہر حال میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق کی پیروی ہو۔

جہاں تک ہو سکے برے اخلاق سے پرہیز کرے۔ بلکہ اُسے اپنے پاس بھی نہ آنے دے تاکہ اس کی نسبت شیطان سے نہ ملنے پائے اور کسی وقت شیطان کی طرح بدکردار اور بدزبان نہ ہو۔ حضور اکرم ﷺ سے نقل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" جو تجھ سے کٹ جانا چاہے اس سے مل اور جو تجھ پر ظلم کرے اُس کو معاف کر دے اور جو تجھ کو کچھ نہ دے تو اس کو دے"۔ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تھا کہ لوگوں کو اللہ کی راہ پر لانے کے لیے حکمت کے ساتھ نرم الفاظ میں نصیحت فرمائیں، جو بہت اچھے ہوں۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام کے ساتھ فرعون کی تبلیغ کے لیے بھیجا گیا تو اُن سے کہا گیا۔ **فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا**۔ (اس سے نرم گفتگو میں باتیں کرنا)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دس برس تک حضرت سرورِ عالم ﷺ کی خدمت کی۔ اتنے دنوں میں کسی کام پر مجھ کو نہیں کہا کہ تو نے کیوں کیا؟ یا برا کیا۔ جب میں اچھا کام کرتا تو آپ ﷺ دعا دیتے تھے اور جب کوئی کام خراب ہو جاتا تھا تو فرماتے تھے۔ **وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا**۔ (اللہ کا حکم اس کی قدرت میں پوشیدہ تھا)۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے گھوڑے کا دانہ گھاس خود دیتے۔ اپنے ہاتھ سے کپڑے سیتے اور پیوند لگاتے، گھر کے کاموں میں خادموں کے ساتھ شریک ہو جاتے، جوتوں کے بند ٹوٹ جاتے تو اپنے دستِ مبارک سے ٹانکتے، خود جھاڑو دیتے اور

چراغ جلاتے تھے۔ اگر کسی کو آپ ﷺ کوئی کام کرنے کے لیے کہتے اور وہ اپنی حماقت اور نادانی کی وجہ سے نہ کرتا اور دوسرے لوگ اس پر لعن طعن کرتے اور تکلیف پہنچاتے تو آپ گوارا نہ فرماتے اور اس کی اجازت نہیں دیتے۔ حضور اکرم ﷺ کی تمام عمر گالی گلوچ، طعنہ و تشنیع کے الفاظ زبان پر نہیں آئے۔ آپ کا چہرۂ مبارک ہمیشہ ہنستا ہوا ہوتا اور اگر کوئی مسلمان آپ ﷺ کے پاس پہنچ جاتا تو آپ ہی سلام کے لیے سبقت فرماتے اور اصحاب کے ساتھ اس طرح گھل مل کر بیٹھتے تھے کہ کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اجنبی کو پہچاننے میں شبہ ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کون ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و تکریم کی وجہ سے اُن کے نام نہ لیتے بلکہ ان کی کنیت وغیرہ سے پکارتے تھے۔ اگر کسی کی کنیت نہ ہوتی تو اس کی ایک کنیت آپ خود رکھ دیتے اور اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے یا کوئی دوسرا شخص آپ کو پکارتا تو آہ لبیک فرمایا کرتے تھے۔ اگر بچوں کی منڈلی کی طرف سے گزرتے تو اُن کو سلام کرتے اور مسلمانوں کا عیب ہمیشہ چھپایا کرتے تھے۔ جیسا کہ ایک چور کو آپ ﷺ نے فرمایا: **اَسَرَقْتَ قُلْ لَا**۔ (تو نے چوری کی؟ کہہ دے نہیں) بال بچوں اور غلاموں کا حق برابری کے ساتھ جس طرح شریعت میں ہے لحاظ رکھتے اور دین کی تبلیغ کرنے میں کفار کی گالیاں، لعن طعن اور مار تک برداشت کرتے، کبھی کسی سائل کو محروم واپس نہ کرتے۔ اگر کچھ موجود ہوتا تو دیتے ورنہ فرماتے اگر خدا نے چاہا تو ہم دیں گے۔ اپنے کام کے لیے آپ کسی پر غصہ نہ کرتے اور دین حق کے اعلان میں خوف سستی اور تغافل نہ فرماتے۔ پریشانی اور بیماری کی حالت میں اپنے دوستوں کی مدد کرتے۔ اگر کسی وقت ان کو نہ دیکھتے تو ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کا غلام بیمار پڑ جاتا تو اُس کی جگہ آپ خود اس کا کام انجام دیتے تھے۔ بازار سے سودا لا دیتے تھے۔ آزاد اور غلاموں کی دعوت قبول فرماتے اور تحفہ لے لیتے تھے، اگرچہ ایک گھونٹ دودھ ہی کیوں نہ ہوتا۔ آپ کے یار دوست جو کھانا بھی، اگر جائز ہوتا جیسے خرگوش وغیرہ پیش کرتے تو شوق سے کھا لیتے۔ کبھی کھانے میں عیب نہ نکالتے اور جو کپڑا جن کا پہننا مباح ہے جب کبھی مل جاتا تھا پہن لیتے تھے۔ کبھی کمبل، کبھی یمن کی چادر، کبھی کھدر اور کبھی سفید کپڑا پہنا کرتے تھے۔ اور جو سواری مل جاتی تھی اس پر سوار ہوتے تھے۔ کبھی گھوڑا، کبھی اونٹ، کبھی گدھا، کبھی پیدل، کبھی ننگے پاؤں، کبھی بغیر کسی چادر کے اور کبھی بغیر پگڑی اور ٹوپی کے راستہ چلتے تھے۔ جیسا موقع ہوتا اور اُس چٹائی پر جس پر کوئی بستر نہ ہوتا آرام فرماتے تھے۔

کوئی شخص آزاد یا غلام یا لونڈی باندیوں میں سے اپنی ضرورت کے لیے آپ کو بلاتا تو کبھی ایسا نہ ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے اُن کے کاموں کو قبول نہ کیا ہو۔ اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے آپ کے پاس آتا اور آپ نماز میں مشغول ہوتے تو آہستگی کے ساتھ جلد نماز پوری کر کے اُس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اُس کی ضرورت پوری کر کے پھر نماز پڑھنے لگتے۔ جو کوئی آپ ﷺ کے پاس آتا تھا اُس کی تعظیم فرماتے تھے اور اس کے بیٹھنے کو اپنی چادرِ مبارک بچھا دیتے تھے اور اپنا تکیہ اس کو دے دیتے تھے۔ اگر وہ آپ کے آداب و احترام کا لحاظ کر کے انکار کرتا تو آپ اس کو قسمیں دیتے اور لے لینے پر مجبور کرتے۔

حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے لیے آپ سواری بن جاتے اور وہ دونوں لاڈلے آپ ﷺ کی پشتِ مبارک پر سوار ہو جاتے۔ جس جس طرح وہ کہتے ویسا ہی کرتے تھے۔ ان سب باتوں کی روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کی ہے اور حدیثوں کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس طرح کے اخلاق آپ ﷺ میں تھے جو بیان کیے گئے اور اسی طرح کے بے شمار اخلاق آپ سے مروی ہیں۔ اگر آپ ﷺ کے وہ معجزے بھی نہ ہوتے تو یہ اخلاقِ حمیدہ اور صفاتِ پسندیدہ ہی آپ کے برحق و برگزیدہ اصول ہونے کے ثبوت میں کافی ہیں۔ چنانچہ کتنے دشمن اور انکار کرنے والے ایسے گذرے ہیں کہ محض آپ ﷺ کو دیکھ کر ہی پکار اُٹھے تھے کہ۔ **لَیْسَ هٰذَا وَجْهُ الْكَذَّابِیْنَ**۔ (یہ جھوٹ بولنے والوں کا چہرہ نہیں ہے۔)

اور فوراً ایمان لے آتے تھے اور اسلام قبول کر لیتے تھے، بغیر کسی معجزہ اور دلیل کے یہی وہ اخلاق ہیں جو علم والوں نے طریقت کے راستے میں اختیار کیے ہیں۔ ہر حالت میں یہ لوگ شریعت کی پیروی کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اپنے اخلاق کو سنتِ نبوی ﷺ کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ جب تک کوئی شخص شریعت میں محقق نہ ہوگا طریقت سے اُس کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور اس اخلاق کی جڑ معرفت کی پاکیزگی اور صفائی تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس راستے کے چلنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی بصیرت سے اس درجے پر پہنچنے کی کوشش کرے اور انہیں

اخلاق نبوی ﷺ سے آراستہ ہو جائے اور جو کچھ خدا کی بخشش کی وجہ سے حاصل ہو جائے اُسے محفوظ کرے۔ کیونکہ بہت سے اخلاق اور حال محنت اور کوشش سے تعلق رکھتے ہیں۔ انسان کو بعض کام کے حاصل کرنے کے لیے مختار بنا دیا گیا ہے۔

انسان کا نفس آئینہ کی طرح ہے۔ جب اس کی تربیت ہوتی ہے تو اپنے کمال کے درجے پر پہنچ جاتا ہے اور انسانی صفت کے زنگ سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا جلوہ اپنی ذات میں دیکھنے لگتا ہے۔ اُس وقت اپنے کو پہچانے کہ واقعی وہ کیا ہے اور کس لیے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے اس کی طرف ارشاد کیا ہے۔

''کتابِ خداوندی کا خلاصہ تو ہی ہے۔ جمالِ شاہی کے دیکھنے کا آئینہ تو ہی ہے۔ جہاں میں جو کچھ ہے وہ تیری ذات سے باہر نہیں ہے۔ اپنے اندر تلاش کر کیونکہ سب کچھ تو ہی ہے۔'' اور یہ شریعت طریقت اور حقیقت کے راستے پر چلنے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ کوشش برابر کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ تو معلوم نہیں کہ کس کنجی سے یہ تالا کھلے گا۔ یا کس خوش نصیب کی قسمت میں یہ دولت رکھی ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کی حکمرانی ہر بادشاہ کو نہیں دی جاتی اور عزت و بزرگی کا تاج ہر ایک کے سر پر نہیں رکھا جاتا۔ جیسا لوگوں نے کہا ہے۔ ''ہر سلیمان کو ملک حبش نہیں دیتے۔ اُس کے غم کا عطیہ ہر ایک دل اور جان والے کو نہیں ملتا۔''

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیے مگر انسان کے سوا ان باتوں سے وہ سب نا آشنا ہیں۔ ان میں سے کسی اور کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا ہے۔ ایسی بزرگی موجوداتِ عالم میں سے کسی دوسرے کو نہیں دی گئی۔ یہیں سے ہے جو کہا ہے۔ اونچے اور نیچے کی پناہ تو ہی ہے۔ ساری چیزیں مٹ جانے والی ہیں باقی رہنے والی ایک تیری ہی ذات ہے۔

الحمد للہ ہم مسلمان اور مومن ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں ہمارے اخلاق ناقابل برداشت حد تک ترش اور تند ہو گئے ہیں۔ چغلی، غیبت، جھوٹ، گالی گلوچ اور عیب جوئی ہمارا شغل بن چکا ہے۔ ہمیں اخلاقِ عظیم کے حامل رسول کریم ﷺ کے امتی ہونے کے ناطے سے ہر ممکن حد تک اپنے اخلاق میں سنتِ نبوی ﷺ کی جھلک کو لانا ضروری ہے تاکہ معاشرہ اخلاق نبوی ﷺ کی خوشبوؤں سے ایک بار پھر معطر ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اخلاق کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

بقیہ: **ایک فقیر دنیا جائے کہتی ہے سلطان**

سیدنا غریب نواز کی زندگی امور شرعیہ پر عمل سے عبارت ہے فرائض و واجبات سنن و مستحبات اور نوافل پر سختی سے عمل پیرا تھے غریبوں کے ہمدرد، بے سہاروں کو سہارا دینے والے، حاجت مندوں کی حاجت پوری فرمانے والے اور زمانے بھر کے غریبوں کو نوازنے والے غریب نواز تھے۔

سلطان الہند کون؟: یوں تو ہندوستان پر کم وبیش آٹھ سو نو سو سال مسلمانوں کی حکومت رہی ہے اس دور حکومت میں بڑے بڑے فرماں روا یہاں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے مگر کسی شہنشاہ کو یہ عظمت نہ ملی کہ اسے سلطان الہند کہا جاتا یہ لقب اس ذات کو حاصل ہوا جس کے پاس بظاہر دولت کے انبار نہیں تھے، شاہانہ ٹھاٹ باٹ نہیں تھے، نوکر چاکر اور سواری کیلئے شاہی اونٹ و گھوڑے نہیں تھے لباس انتہائی سادہ جگہ جگہ سے پیوند لگے ہوئے، ہاتھ میں لکڑی کا عصا، پیروں میں سادہ سی کھڑاؤں خوراک بیحد معمولی مگر آنکھوں میں معرفت ربانی کا سمندر موجزن، پیشانی پر غلامی رسول کا تاج زریں تھا جس کے لباس فقیرانہ سے انداز شاہانہ کا پتا چلتا تھا۔

آج کسی طرف سے بھی سلطان الہند کی آواز آئے تو بے اختیار ذہن آپ کی ہی طرف جاتا ہے اور یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ آپ ہی حقیقی سلطان الہند ہیں۔

سلطان الہند کی محبت ایمان وعقیدے کی درستگی کی ضمانت ہے ان کی نسبت غلامی سرمایہ افتخار ہے۔ کسی عاشق صادق نے بہت خوب کہا ہے کہ ع

سلامتی دل عشاق از محبت تست
وگر نہ ایں دل پر خوں چہ حیثیت دارد

اللہ ہم تمام وابستگان خواجہ کو ان کے فیوض سے مالا مال فرمائے اور اس ملک میں امن و امان عطا فرمائے اور ہمارے وطن عزیز کو عدل وانصاف، محبت وانسانیت کا گہوارہ بنائے کہ یہی حضرت غریب نواز کی تعلیمات ہے۔



ایک فقیر! دنیا جسے کہتی ہے سلطان

از: غلام مصطفی نعیمی ایڈیٹر سواد اعظم دہلی۔۲
موبائل:09717285505 ای میل gmnaimi@gmail.com

سرزمین ہند اپنی گوناگوں خصوصیات وصفات کی بنا پر پورے بر صغیر میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے اس سرزمین کی خاک سے کتنے ایسے اعاظم رجال پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اپنی استعداد وصلاحیت کی بنا پر ایسی شہرت حاصل کی جس کی بدولت مادر وطن کا چرچا حدود وقیود کو توڑتا ہوا چہار دانگ عالم پھیل گیا۔ ذرات ہند نے کچھ ایسے افراد پیدا کئے جنہوں نے اپنے علم و ہنر، اخلاق و مروت، ہمت و جوانمردی، شجاعت و بہادری، ایثار وقربانی اور محبت ووفا کی اعلیٰ روش اپنا کر سرزمین ہند کو وقار بخشا اور مادر وطن کا نام اونچا کیا۔

لیکن سرزمین ہند کو شہرت کے بام عروج پر پہنچانے والی ایک ذات جس نے ہندوستان کو غیر معمولی شہرت و اہمیت دلائی، جس کی بدولت ہند کے متعلق لوگوں کو اپنی رائے تبدیل کرنا پڑی، جس نے ہند کی عظمت وشہرت کو ثریا سے بھی اوپر پہنچا دیا اور سرزمین ہند کو محترم ومکرم زمین بنا دیا یہ وہ ذات تھی جس نے ہندوستان میں جنم نہیں لیا تھا، جو یہاں سے ہزاروں میل دور سے آیا تھا۔ جس کا ہند کے رہن سہن، زبان، لباس، تہذیب رسوم ورواج سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا۔ وہ آیا تو یہاں کے ذرے ذرے کے لئے اجنبی تھا مگر اس اجنبی کے مبارک قدموں سے ہندوستان کی زمین کو وہ برکت حاصل ہوئی کہ سرزمین ہند اقوام غیر کیلئے قابل رشک ہو گئی۔ اس اجنبی فقیر کے قدموں سے لگ کر ہندوستان کو وہ عظمت ورفعت حاصل ہوئی کہ لوگ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے اس اجنبی نے سرزمین ہند کو جو اس وقت جہالت و نادانی، توہم واصنام پرستی اور فرسودہ رسم ورواج میں دنیا کی دیگر قوموں سے میلوں آگے تھی ایسا وقار بخشا کہ ہر چہار جانب ہند کی خوبیوں کا چرچا ہو گیا اور لوگ جوق در جوق اس سرزمین میں آباد ہونے لگے۔

سرزمین ہند کو عزت و وقار بخشنے والی اس اجنبی کی ذات کو آج سارا ہندوستان سلطان الہند، عطائے رسول، جگر گوشہ بتول، خواجہ خواجگاں، خواجہ ہندوستاں خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کے نام سے جانتا پہچانتا اور مانتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت با سعادت: عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ولادت با سعادت ملک سجستان کے زرخیز علاقے سنجر میں ہوئی جس کی بنا پر آپ سنجری کہلاتے ہیں۔ والد گرامی حضرت خواجہ غیاث الدین سنجری اپنے وقت کے نامور عالم دین نہایت متقی پرہیزگار اور مقبول عام شخصیت تھے۔ والدہ محترمہ حضرت مخدومہ بی بی ماہ نور ہیں۔ جن کے بطن سے آپ کی صورت میں ولایت کا آفتاب طلوع ہوا جس نے اپنی تابناک کرنوں سے کفر وشرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے کو مٹا کر رکھ دیا اور دیار اصنام میں لا الہ الا اللہ کی صدائیں زبان زد خاص وعام کر دیں۔ آپ کے والدین حسنی وحسینی سادات میں سے ہیں اس طرح آپ کا سلسلہ نسب دونوں طرف سے امام الاولیاء باب مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

ہندوستان میں آمد: سرزمین ہند اس وقت جغرافیائی اعتبار سیکڑوں ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی۔ لیکن مذہبی اعتبار سے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سے زیادہ طبقات میں بٹی ہوئی تھی۔ قدم قدم پر بت پرستی فرسودہ رسم و رواج، کہیں چاند درجہ معبودیت پر فائز، تو کہیں سورج منصب الوہیت پر متمکن، تو کہیں ستارے، جانور، درندے، درخت، دریا اور آگ جیسے خود ساختہ معبود خدائی کے منصب پر براجمان تھے ایسے سخت کفریہ ماحول میں ایک اجنبی فقیر اپنے چند مریدوں کو لیکر بحکم رحمان بارشاد حبیب رحمان ۱۱۹۳ء مطابق ۵۵۸ھ میں دہلی ہوتے ہوئے اجمیر کی دھرتی کو اپنے قدوم میمنت سے سرفراز فرماتا ہے۔

اعلان حق: سرزمین ہند میں چونکہ ہر طرف کفر وشرک کے پرستار اور ہزاروں معبودان باطلہ کے آگے سجدہ ریز ہونے والے افراد تھے ایسے میں آپ کا اعلان حق اور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا برملا اظہار سب کو آپ کا مخالف بنا گیا اجمیر میں اس وقت پرتھوی راج چوہان نامی راجہ کی حکومت تھی اس نے آپ کو ہر ممکن طریقے سے

ہراساں کرنے کی کوشش کی آپ کے خادموں کو ڈرایا دھمکایا کہ وہ تبلیغ اسلام بند کر دیں اور علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں مگر

ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

جتنی مخالفت بڑھتی گئی اسلام کی اشاعت بھی اتنی ہی بڑھتی گئی یہاں تک کہ اسلام کے ماننے والوں کی ایک کثیر جماعت ہو گئی۔ جو بھی حضرت خواجہ غریب نواز کی سیرت آپ کی غرباء پروری، انسانیت نوازی اور اخلاص و محبت بھرے کردار کو دیکھتا دائرہ اسلام میں آکر مشرف بایمان ہو جاتا۔

تصوف اور خواجہ: عام طور پر اولیاء کرام نے ہمیشہ محبت و بھائی چارگی کے جذبات کو بڑھا کر، اخوت و انسانیت کو پروان چڑھا کر اسلام کی اشاعت فرمائی ہے انہیں خوبیوں کی بدولت عوام نے انہیں صوفی کے عظیم لقب سے پکارا حضرت خواجہ غریب نواز بھی صوفیاء کرام کی جماعت میں نمایاں اہمیت کے حامل رہے ہیں اور بلا شبہ آپ نے تصوف کی آبیاری بھی فرمائی ہے۔

آج کے اس پرفتن دور میں جبکہ ہر طرف سے اسلام و مسلم کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، اسلام کی مقتدر ہستیوں کو اپنی فکری آوارگی کا تختہ مشق بنانے کی ہوڑ سی لگی ہوئی ہے اور کوشش کی جا رہی ہے اسلام کی چودہ سو سال کی مربوط تاریخ کو بے وقعت بنا دیا جائے ایسے پر آشوب دور میں بجائے اس کے کہ مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دیا جائے کچھ کلمہ گو طبقات تصوف اور صوفیاء کو سرے سے ہی خارج کرنے پر آمادہ ہیں اور تصوف کو مسلمانوں کیلئے ''زہر ہلاہل'' سمجھنے سمجھانے کے مشن پر لگے ہوئے ہیں اور عام مسلمان کے ذہن کو یہ باور کرا رہے ہیں کہ تصوف شریعت کا دشمن ہوتا ہے، تصوف کا شریعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا اور دین سے بیزار شخص ہی صوفی ہوتا ہے۔

مگر یہ پروپیگنڈہ سراسر غلط بیانی اور کھلا ہوا جھوٹ ہے۔

تصوف کیا ہے؟: امام احمد رضا محدث بریلوی اپنی کتاب "مقال عرفا باعزاز شرع و علما" میں تحریر فرماتے ہیں کہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں **التصوف انما ھو زبدۃ عمل العبد باحکام الشریعۃ** تصوف کیا ہے؟ بس احکام شریعت پر بندے کے عمل کا خلاصہ ہے۔ (طبقات الشافعیۃ الکبری ص ۴)

سیدی ابو عبد اللہ محمد بن خفیف ضبی قدس سرہ فرماتے ہیں **التصوف تصفیۃ القلوب و اتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الشریعۃ** تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کی جائے۔ (ایضاً ۱۸۲)

سطور گذشتہ میں منقولہ عبارات سے ثابت ہوا کہ تصوف شریعت دشمن نہیں بلکہ شریعت کے تابع ہوا کرتا ہے، تصوف میں دین سے بیزاری نہیں بلکہ آقا علیہ السلام سے وفاداری ہوتی ہے اور اتباع رسول ہی مقصد اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی منشا ہے۔ جیسا کہ حکم ربی ہے **ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی** اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری (یعنی رسولِ ہاشمی) کی اتباع و پیروی کرو۔ (سورہ آل عمران ۳۱)

احکام شریعت پر عمل کرنا۔ سیرت رسول کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں نافذ کر لینا یہی تصوف ہے اور حضرت خواجہ غریب نواز اس میں بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھنا، رات کو نوافل ادا کرنا دو تین دن میں کلام الٰہی مکمل کرنا، اجمیر سے پیدل چل کر حج بیت اللہ ادا کرنا اسی طرح ساری زندگی حضرت خواجہ اتباع رسول کرتے رہے۔

عبادات و ریاضات تقوی و پرہیزگاری ہی انسان کو مقبول خلائق بناتی ہے اس لئے ایک زمانہ آپ کا گرویدہ تھا ہر ایک آپ کے قدموں پر نثار ہونے کو سعادت خیال کرتا جو بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہو گیا آپ نے اسے خدا کا عابد اور رسول خدا کا عاشق بنا دیا اور خود زبان حال وقال سے ارشاد فرمایا کرتے ع

یکے خواں یکے داں یکے جو یکے گو سوا اللہ واللہ زور است و باطل

ترجمہ: ایک ہی کے کلام کو پڑھ ایک ہی ذات کو جان ایک ہی دروازہ کو تلاش کر ایک ہی طرف توجہ رکھ رب تعالیٰ کی قسم اس کے سوا سب جھوٹے و باطل فانی سایہ ہیں۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی المعروف حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں **اقرب الطرق الی اللہ تعالیٰ لزوم قانون العبودیۃ والاستمساک بعروۃ الشریعۃ** ۔ اللہ عزوجل کی طرف سب سے قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے۔ (بہجۃ الاسرار ۵۰) (باقی صفحہ 50 پر)

بيان عقيدة أهل السنّة

بقلم : الشيخ عمر الفاكهاني (بيروت، لبنان،مدير مركز اللغة العربية، و أستاذ مادة أصول الدين في مركز البحوث الاسلامية، بنغلاديش ديناجبور، يوم الاثنين بتاريخ ۲۶/۵/۱۴۳۹ھ، الموافق ۱۲/۲/۲۰۱۸ء)

بسم الله الرحمن الرحيم و الحمد لله رب العالمين وصلى الله عليه وسلم على سيدنا و غوثنا محمد طه الأمين و على آله واخوانه النبيين والموسلين، وصحبه الأطهار والأخبار المنتجبين، ومن اتبعهم بأحسان الى يوم الدين.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انمّا الأعمال بالنيات و انمّا لكلّ امرئ ما نوى، فمن كانت هجرته الى الله و رسوله، فهجرته الى الله و رسوله. ومن كانت هجرته لدنيا يصيبها أو امرأة ينكحها، فهجرته الى ما هاجر اليه. (رواه البخاري)

وقال عليه أفضل الصلاة و التسليم : أفضل الأعمال ايمان ورسوله. (رواه البخاري)

فالعبد المؤمن الذي آمن بالله واعتقد ما يلزمه من الصواب، وسلم لله ولرسوله عليه الصلاة والسلام، واتّبع نهجه بأخلاص مبعدًا نفسه عن الرّياء، وأدّى الوجبات واجتنب المحرمات و بقي ثابتا حتى الممات، فهو من أهل النجاة بأذن الله تعالى.

وليعلم أنّ من أفضل ما تنفق فيه الأوقات هو احياء علوم الدّين، وأفضل هذه العلوم هو ما يتعلّق بالله تعالى و صفاته، و بالنبي عليه السلام و صفاته، وما يجوز في حقّه وما لا يجوز في حقّه، بشرف المعلوم. ولما كان علم التوحيد يتعلّق بالله و صفاته كان أشرف العلوم. وقد كثر في هذا الزمان أهل الزيغ و الضلال الذين يسعون في كلّ لحظة الى الافساد على المسلمين و التشويش على عقيدتهم، فما كان من أهل السنّة والجماعة الّا الوقوف والعمل على ردّ شبههم وقمعها وابطالها بالأدلّة والبراهين القاطعة النقلية والعقلية. اذ انّ احقاق الحق وابطال الباطل من أوجب الواجبات، وقد مدح الله تعالى عن كلّ نقصٍ هذه الأمّة سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام بقوله في كتابه المجيد : "كنتم خيرَ أمّةٍ أخرجت للنّاس تأمرون بالمعروف وتنهَون عن المنكر وتؤمنونَ بالله".

وانّ مما يجب علم واعتقاده على كلّ مسلم أنّ الله تعالى خلق الخلق لا يحتاج اليهم. قال تعالى : "فانّ الله غنيٌّ عن العالمين". ويجب اعتقاد أنّه لا يشبه شيئا من خلقه، قال تعالى: "ليس كمثلهِ شيء". فالله خلق الشمس، لا يشبه الشمس، خلق القمر لا يشبه لا القمر، خلق المكان لا يحتاج للمكان، فالله ليس حجمًا كبيرا ولا صغيرًا، وليس جسما كثيفا ولا لطيفا

كان الله قبل خلق المكان بلا مكان وهو الآن على ما عليه كان أي بلا مكان، وهذا معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم فيما رواه البخاري وغيره : كان الله و لم يكن شيٌء غيره.

فالله لا تدركه الأوهام ولا يتصوّر بالأذهان، موجود أزلا وأبدا بلا مكان، لا تحويه الجهات السّت كسائر المبتدعات. خلق العرش اظهارا القدرته ولم يتخذه مكاناً لذاته، أيّن الأين فلا أين له و كيّف الكيف فلا كيف له.

فيجب على كل مسلم يرجو لقاء ربّه وهو مؤمن به أن يعتقد هذه العقيدة، فانها عقيدة كلّ الأنبياء من آدم الى محمد صلى الله عليهم أجمعين، وعقيدة آل رسول الله صلى الله عليه وسلم وعقيدة أصحابه ومن اتّبعهم. فعلى هذا العقيدة، كلّ مسلم و عالم سنّي فالامام الشافعي و أحمد ومالك والأوزاعي على هذه العقيدة، كما أنّ الامام المرشد الى الحقّ أبي حنيفة قدّس الله سرّه على هذه العقيدة

فقد ألّف رحمه الله تعالى الرسائل فيها وفي تبيانها واحقيّتها ووضع لها الأدلة والبراهين النقلية والعقلية، وقام بالرّد على مخالفيها، حتى انّه سافر مسافات بعيدة وتحمّل المشقّة لكي يدافع عنها فجزاه الله عنّا كل خير ونفعنا به وبعلمه وأمداده. وجعلنا الله من أتباعه، وجمعنا به و بالشافعي وأحمد ومالك بالفردوس الأعلى بحق محمد صلى الله عليه وسلم. والله سبحانه وتعالى أعلم وأحكم. انتهى

صدر الأفاضل الهندي في مرآة التاريخ الاسلامي

بقلم: الدكتور السيد ارشاد احمد البخاري، مؤسس مركز البحوث الاسلامية، بنغلاديش ديناجبور، يوم الاثنين بتاريخ ۱۴۳۹/۵/۲٦ھ، الموافق ۲۰۱۸/۲/۱۲ء)

الحمد لله رب العالمين خالق الاكوان ومعلم الانسان و خالق الشمس و القمر والنجم والشمس يسجدان موجود بلا مكان لا بداية لوجوده نهاية منزه عن الشكل والصورة والهيئة والصلاة والسلام على حبيب الرحمن محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه الكرام، أما بعد: يقول ربنا سبحانه و تعالى في كتابه المجيد: "فاسألوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" وقال: "هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون" وقال: "انما يخشى الله من عباده العلماء" ورسولنا محمد صلى الله عليه وسلم قال: العلماء ورثة الأنبياء" وقال: "فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم" رواه الترمذي

ان تاريخ الهند الاسلامي يتشرف بعلمائها ومشايخها اذانهم لم يتركوا علما ولافنا الا وغاصوا فيه وكتبوا عنه، فمن القرآن الكريم كتاب المسلمين انطلق علماء الهند لاقرائه وافهامه وحفظه وتفسيره، واتخذوا من سنة النبي الأعظم محمد صلى الله عليه وسلم مدرسة يربون فيها أبناءهم وشعبهم و مريديهم، فكانت شمس الاسلام ساطعة في شبه القارة الهندية، وكان من أجلّ مشايخهم اهتماً بنشر تعاليم الاسلام السمحة عامة وعقيدة الرسول الأعظم محمد صلى الله عليه وسلم خاصة، متخذا من نهج الامام العلم العلامة حجة الاسلام أبي حنيفة النعمان بن ثابت رضي الله عنه سبيلا للرد على كل منحرف وزائغ عن طريق أهل السنة والجماعة، صاحب التواليف الكثيرة والمقالات المنيرة والمنظرات الكاسرة لظهور المشبهة المجسمة الوهابية، صدر الأفاضل وبدر الأماثل المفتي المفسير المحدث المناظر المؤرخ سيد محمد نعيم الدين القادري بن سيد محمد معين الدين المراد آبادي رحمهما الله۔

ولو أردنا ذكر تصانيفه لكلت الاقلام وجفت، لكننا نقف على بعض هذه المصنفات لتوضيح منهب المؤلف الفكري، فألف في العقيدة والحديث والتفسير والتاريخ وفي الشعر، وله تأليف سماه "أطيب البيان في الرد على تقوية الايمان" ردفيه على الكتاب المسمى كذبا "تقوية الايمان" الذي أخذ اسماعيل دهلوي أصلوله من الكتاب المسمى زورا "التوحيد" لمجدد دعوة التجسيم محمد بن عبد الوهاب، وقد قام الامام السيد محمد نعيم الدين القادري المرادآبادي رحمه الله تعالى۔

باظهار فساد ما جاء به ابن عبد الوهاب واسماعيل دهلوي، اذانه ببراعته وفكره وأسلوبه بين أن هذا الكتاب ليس تقوية الايمان بل هو نفوية الايمان، اذ أن الذي يعتقد ما فيه فوّت على نفسه حلاوة الايمان والخلود بالجنان والنعيم والسرور الأبديان، وأدخل نفسه الى جهنم التي وقودها الناس والحجارة۔

ولما اتسعت دائرة الكفر والتجسيم لم تستح الوهابية من الله تقدست أسماؤه وصفاته ورسوله صلى الله عليه وسلم فعمدت على الأخذ بظاهر الكتاب والسنة وكفرّت المتأولين من أهل السنة والجماعة فكان تكفيرهم لأهل الاسلام شموليًا، وكعادة الامام وشدة شجاعه قام بلا تردد بالردعليهم بكتاب سماه "خزائن العرفان في تفسير القرآن"۔

فنسأل الله تعالى أن ينفعنا بعلمه ويجعل له ذلك في ميزان حسناته وأن يحشرنا معه مع الأحبة في أعلى عليين مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولائك رفيقا، وصلى الله وسلم على سيد البشرية محمد أبي القاسم جد الحسن والحسين رضي الله عنهم۔

ما شهد به العالم من درة يتيمة

نظرة عابرة على حياة الإمام صدر الأفاضل السيد محمد نعيم الدين المرادآبادي (رحمه الله)

الإعداد: أحقر العباد: أحمد شَبّيري النعيمي الثقافي، الدراسات العليا، بجامعة الأزهر الشريف، القاهرة، مصر.

الحمد لله الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق، ليظهره على الدين كله. والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للكائنات، وعلى آله وصحبه في كل وقت وحين.

مما يعلمه كل دان وقاص أن الله -عزوجل- منذ أن خلق العالم منّ على المؤمنين مننا عظيمة، وأنعم عليهم أكثر من عدد أنفاسهم (ولاتزال نعمة الله نازلة في كل آن) إذ بعث فيهم الرسل والأنبياء - عليهم الصلاة والسلام ليهدوا الناس جميعا إلى الدين الحق، ويخرجوهم من الظلمات إلى النور، حتى انقطعت هذه السلسلة العظيمة برسالة سيد الخلق إمام الأنبياء صلوات الله وسلامه عليه- ثم امتنّ بطريق آخر على عباده المؤمنين، حيث خلق فيهم عديدا من الرمل من العلماء الصالحين لتولية هذا المنصب العظيم الشريف، الذي يفوق على مناصب السلاطين والملوك والوزراء في كل زمان ومكان، ألا! وهو نيابة الرسول صلى الله عليه وسلم - فجعلوا يرفعون أعلام الإسلام في كل بقعة من بقاع الأرض، حتى انتشر الإسلام في أرجاء العالم كلها، وطلعت شموسه البازغة على الكائنات جمعاء، وكشف ضوءها الأتم أغطية الظلم والعداوة عن تحت أديم السماء حتى ما بقي في الأرض أي بقعة إلا وفيها من يوحد الله- تعالى - ويقرّ برسالة رسوله - صلى الله عليه وسلم-. هكذا قد ازدان العالم. واخضرت أراضيه بنور الإسلام.....

مما سطرّه التاريخ في بطنه أن أرض الهند غير المنقسمة أنبتت الأزهار النيرة التي اخضر بها زرعها، وأثمرت، واستقرت جذورها إلى الأبد الآباد.

من أبرز هذه الكواكب العلمية:

1) العلامة عبد الحق المحدث الدهلوي (959 ه 1052ه)
2) الإمام الرباني مجدد الألف الثاني العلامة أحمد السرهندي (1562ء-1624ء)
3) العلامة فضل حق الخيرآبادي (1797ء-1861ء)
4) الإمام العلامة فضل الرسول القادري الحنفي البدايوني
5) شيخ الإسلام المجدد الإمام أحمد رضا خان القادري الحنفي البريلوي (1856ء 1921ء)
6) الإمام صدر الأفاضل فخر الأماثل الحكيم السيد محمد نعيم الدين المرادآبادي - رضي الله عنهم أجمعين - وغيرهم ممن ضحّوا أنفسهم لتبليغ هذا الدين المتين جزاهم الله خير الجزاء- حتى اشتروا بهذه الخدمات الجليلة لقبا عظيما، ألا وهو: رحمه الله، ورضي الله عنه...

اسمه الكامل: محمد نعيم الدين، و لُقّب بـ صدر الأفاضل. وأستاذ العلماء. واسمه التاريخي: غلام مصطفى. أما اسم والده: مولانا السيد محمد معين الدين. قد توفي له أبناء كثيرة بعد أن حفظوا القرآن الكريم. فقد أُصيب بصدمة متراكمة وألم شديد، فنذر والده وقت ولادته أن يقف المولود لخدمة الدين الحنيف، حتى إذا مست الحاجة إلى الجهاد في سبيل الله قدمّه أمامه في ميدان المعركة. وقد أوفى نذره في عصر"

اللجنة الخلافة " حينما كانت الوهابية تهاجم على أهل السنة والجماعة من كل نواحى. فقال والده : هذا هو الجهاد الذى نذرت له.

مولده ونشأته: وُلد صدر الأفاضل - رحمه الله - 21 من شهر صفر المظفر سنة 1300ھ الموافق 1 يناير سنة 1887ء بمرادآباد (محافظة مشهورة بولاية يوفى، شمال الهند) فى أسرة علمية عريقة فى الجاه والعلم و الثراء، ومشهورة بالتقوى والصلاح. وكان آباءه و أجداده من مشهد (وهى مدينة إيرانية، ومركز محافظة خراسان رضوى. تعتبر من أعظم مُدن خراسان، وثانى أكبر مدينة فى إيران بعد طهران) فهاجروا إلى الهند فى عهد الملك أورنك زيب عالمكير (1618م-1707م) و كانت لهم عند الملك مكانة عظيمة حتى تولوا المناصب العالية فى مملكته. فالأسرة كانت تتمتع بالعز والشرف والسخاوة وخدمة الخلق. وكان معاصرا للإمام أحمد رضا خان البريلوى رحمهما الله وذكيا خارقا منذ الطفولية. يمتلك بسعة الثقافة والمروءة البارعة. فحفظ القرآن الكريم وهو فى الثامنة من عمره. ثم تعلم عند والده و برع فى اللغة الفارسية ثم تتلمّذ على يد العلامة أبى الفضل أحمد إلى أن تبحر فى العلوم العربية. ثم ذهب به والده إلى الشيخ الجليل العلامة محمد غل - رحمهما الله - حتى تضلع من العلوم العقلية والنقلية وقد انقضى له تسع عشرة سنة من عمره.

خروجه إلى مربى روحى: بعد أن تبرع وأخذ بحظ وافر من العلوم الدينية والدنيوية خرج باحثا عن شيخ مربى روحى. إلى وصل إلى بيلى بيت (مدينة بولاية يوفى، الهند) عند الشيخ الجليل محمد شير ميان. واستقبله بوجه بشوش. وخاطبه قائلا : الذى تريده أنت أى حظك لدى أستاذك الكريم محمد غل. فرجع منه إليه. فقبل أن يقول له شيئا. أسرع الشيخ محمد غل إليه القول : تعال يوم الجمعة. فبايع على يده. وبالإضافة إلى أنه - رحمه الله - كان أيضا خليفة للشيخين الجليلين. الأول: الشيخ الجليل أعلى حضرة السيد على حسين أشرفى ميان. والثانى : الإمام أحمد رضا خان البريلوى (أعلى حضرة) - رحمهما الله -

لقائه مع الإمام أحمد رضا خان البريلوى : كان هنالك وهابى يدعى له " إدريس " كتب المقالة ضد الإمام ونشرها فى المجلة " نظام الملك " وقد تضمنت الشتائم والإساءة إليه بالغة الذروة. ففورما رأها صدر الأفاضل - رحمه الله - احمرّ وجهه. وشعر بوجع شديد - وإن لم يلتق بالإمام حتى الآن (رغم مسافة قليلة بين محافظة بريلى ومرادآباد. تقريبا : 90 كيلو متر) ولكنه كان متأثرا بمؤلفاته العديدة - فقام برد بليغ فى الليلة نفسها. وأرسلها إلى رئيس المجلة. فلما رأها الإمام استحسنها. وكان الحاجى محمد أشرف الشاذلى يتردد إلى الإمام بين الفينة والأخرى من مرادآباد إلى بريلى. فطلب منه الإمام أن يحضر له جميع مقالاته- صدر الأفاضل - المنشورة فى المجلة منذ شهر دفاعا عن أهل السنة والجماعة. فامتثل بأمره. فطالعها الإمام فتحير بأسلوبه العلمى، ودلائله العقلية والنقلية. فسأل متحيرا : لمن هذه المقالات. فأجاب الحاجى : إنها لمولانا الفاضل محمد نعيم الدين صاحب ملكات عديدة. إنه فحولة فى التفكير. وبطولة فى الجهاد. ورجولة فى الحكم. ويتميز على نظراته ببراعة الذهن، وقوة الاحتجاج وسداد المنطق، وشجاعة القلب، عميق التصور دقيق التصوير. يقرأه أى واحد وهو خصمه فلا يسعه إلا أن يعجب له. ويعجب به , فتعجب الإمام بأوصافه المحمودة. وأحب معه اللقاء. لم تمر بضعة أسابيع حتى جاء آوان اللقاء , حيث إنه

حضر في حضرة الإمام، فلقي الحبيب بالحبيب.

كان - رحمه الله - عظيما عبقريا، ما في ذلك خلاف بين خصومه وشيعته، ولا بين الناس وأمته. وكانت عظمته من العظمات التي توهب مع الفطرة، وتولد مع النفس، فليست من صنيع الظروف، ولامن عمل الحزبية، ولا من أثر العصبية، ولا من نتاج المال، ولا من خداع المنصب وكان أيضا القاضي المجتهد، والفقيه الحجة، والخطيب المفوه، والكاتب البليغ، والناقد البصير، والأديب المطلع.

مكانته العلمية: كان - رحمه الله - ممتازا في شخصيته، و عديم النظير في فطرته الطبعية، فاحتل مكانة سامية في فقه الشريعة الإسلامية من التفسير والعلوم الأخرى، فأتاحت له أن يكون المرجع الأكبر بعد الإمام أحمد رضا خان - تغمدهما الله بغفرانه - في عصره لطلاب المعرفة في كل ما يتعلق بمشكلات العصر الحديث، وموقف الإسلام منها، وقد أعان على بلوغ هذه المنزلة السامية:

1) مواهبه الشخصية: فقد كان - رحمه الله - كما قلت - يتمتع بذكاء حاد، وذاكرة قوية - منذ نعومة أظفاره - وحب للبحث والقرأة، والاستيعاب، وبصيرة ملهمة في فقه ما يستوعبه من دراسات.

2) تعمق في القرأة والبحث والدراسة ماشاء الله أن يتعمق، وكان ملما بمسائل مذاهب الأربعة - كما هو ظاهر في كتبه - وكان - رحمه الله - يتمتع ببصيرة ملهمة في فقهه للقرآن الكريم، والحديث الشريف، وكان جريئا فيما يعتقده حقا، فإذا بحث موضوعا ألمّ بأطرافه، وأقوال السلف فيه، ووازن بينهما، فإذا اطمأنّ إليه قلبه، أعلنه على الملأ مؤيدا بالأدلة والبراهين، غير ملتفت إلى مخالفة المخالفين أو جمود المقلدين والوهابيين حتى ولو خالفه الجميع، ولذا كان يحبه الإمام أحمد رضا خان حُبًّا جمًّا - رحمهما الله - ويشاور معه حول أمر مهم، وكذلك هنا الأسباب الأخرى التي أدت إلى نبوغه وتفوقه.

نشاطاته العلمية: وله - رحمه الله - خدمات جليلة و نشاطات علمية في جميع الميادين بطرق شتى حيث لا تستهان بها، من أكبر وأعظم ما يعد من نشاطاته العلمية إنه أسّس أكبر جامعة في الهند " الجامعة النعيمية" سنة 1328ھ (وهي الآن من أقدم الجامعات) في البداية كانت تسمى بـ " أنجمن أهل السنة " ولكن سنة 1352ھ تحول اسمها إلى " الجامعة النعيمة " نسبة إليه، وقد تخرج فيها آلاف من الدعاة والقضاة والخطباء والشعراء والمصنفين والمحدثين والشارحين والمحققين وغيرهم من مختلف الدول - رحمة الله عليهم أجمعين - وانتشروا في العالم حاملين راية الإسلام، ولها فروع كثيرة في داخل الهند وخارجها مثل: باكستان وغيرها من الدول، وكذلك إنه أصدر مجلة باسم" السواد الأعظم " كان لها دور عظيم في إصلاح الناس، وإبطال الباطل، وإفحام المخالفين الضالين والمضلين، وكذلك له نشاطات كثيرة حيث لا يمكن لي أن أعرضها عليكم في هذه الصفحات القليلة.

تلامذته: قد تتلمذ على يده عدد كبير من الأدباء والمصنفين المشهورين، حتى صار كل واحد منهم جبلا واتدا وعليه مصباح يهتدون به الناس في الظلمات الضاربة، من أشهر وأبرز تلامذته:

1) فضيلة الشيخ تاج العلماء المفتي الأعظم بباكستان محمد عمر النعيمي (1311ھ-1386ھ)

2) فضيلة الشيخ حكيم الأمة العلامة المفتي أحمد يار خان النعيمي البدايوني (1324ھ-1391ھ)

3) فضيلة الشيخ الجليل حافظ الملة العلامة

عبدالعزیز (1312ھ-1396ھ)

4) فضيلة الشيخ إمام النحو العلامة غلام جيلاني النعيمي الميرتي (1317ھ 1398ھ)

5) فضيلة الشيخ مجاهد الملة العلامة حبيب الرحمن القادري (1322ھ-1401ھ)

6) فضيلة الشيخ العلامة كرم شاه الأزهري الباكستاني (1918ء 1998ء)

وغيرهم من العلماء الأجلة رضوان الله تعالى عليهم أجمعين - (اكتفيت بهذه الأسماء نظرا إلى الاختصار)

مؤلفاته : قد صنف - رحمه الله - كثيرا من الكتب العلمية في مختلف الفنون. و أغنى بمؤلفاته المكاتب الإسلامية. فالبعض منها مطبوع والأكثر غير مطبوع. ويبلغ مؤلفاته أكثر من خمسين كتاباً. ومن أهم مؤلفاته:

1) خزائن العرفان في تفسير القرآن (مختصر يحمل المعاني والمغازي. وحب الله ورسوله. ومكتوب باللغة الأردية) (2) أدب الأخيار في تعظيم الآثار (3) أطيب البيان في رد تقوية الإيمان (4) فرائد النور في جرائد القبور (5) أسواط العذاب على قوامع القباب (6) أصول الحديث (7) إحقاق الحق (8) كتاب العقائد (9) الإسلام والهند (10) فيضان الرحمة.

المناظرة مع عالم هندوسي : كان - رحمه الله - عبقرياً في جميع الفنون العقلية والنقلية. وكان مناظرا عديم النظير. من مناظراته المشهورة مع الكفرة والضالين المضلين: مناظرته مع عالم هندوسي. كان في نيو دهلي عالم هندوسي "رام جندر" صاحب قدرة فائقة وصوت جميل. وقد تعلم من غير المقلدين بعض الآيات القرآنية. كان يضل بها المسلمين ويخدعهم. ذات مرة هدّد العلماء المسلمين للمناظرة بمدينة بريلي. فما تصدّى لها أحد. فحضر المسلون في حضرة حجة الإسلام المفتي حامد رضا خان القادري (1875ء - 1943ء) ابن الإمام أحمد رضا خان - رحمهما الله - ليعين أحدا للمناظرة. فعُين لها صدرُ الأفاضل. لأنه كان فيها ذائع الصيت. فأرسل إليه حجة الإسلام رسالة عبر البريد. فتأخرت واقترب موعد المناظرة. فعين في مكانه العلامة ظهور الإسلام الرامبوري. فبدأت المناظرة في وقت معين حول الروح. فكان عالم هندوسي يدعي بأن روح الإنسان والحيوان شيء واحد. وليس بينهما فرق إلا في الصورة. وعالم صوفي : ليس الأمر كذلك. بل بينهما بون شاسع كما بين الثّرى والثُّريّا. وجرى كلام علمي بينهما. حيث لا يفهمه العامة. وقد استغرقت المباحثة وقتا طويلا. وما ظهرت أي نتيجة. حتى وصل صدر الأفاضل - رحمه الله - فأراد أن يقوم في مكانه. ولكنه ظن : أنه إذا قام. فيظن المخالف بأن عالمه الأول قد انهزم ولذا هو قام في مكانه. فهو شاور مع حجة الإسلام - لأنه كان رئيس المناظرة قائلا : إن الناس جالسون من الصباح والجو حار. فينبغي أن تؤجل المناظرة إلى الغد. فسرعان ما أعلن قام صدر الأفاضل بتلخيص ما جرى بينهما. فقال مخاطبا الجماهير : أيها الناس إن المخالف يدعي بأن روح الإنسان والحيوان سواء ولا فرق بينهما. أما عندنا ليس الأمر كذلك. ففحوى الكلام : إن الإنسان والحمار عنده يتحدان إلا في الصورة. فصارت المسئلة سهلة في الغاية. فبدأ الناس يضحكون قائلين : بأن المخالف (عالم هندوس) والحمار شيء واحد. فشعر بالخزي والعار حتى هرب من المنصة. فنال أهل السنة والجماعة بفوز عظيم. وعلت كلمة الله في المجتمع كما جاء بها رسلوله عليه الصلاة والسلام و كذلك مناظرته مع عالم وهابي بولاية بهار - كما هي مشهورة

بين العلماء - باللغة العربية الفصحى المنظومة غير المنقوطة. فهذه كانت غيض من فيض من مناظراته المشهورة.

وفاته: لقد لقي - رحمه الله - ربه - جلّ جلاله -18 من شهر ذي الحجة المكرمة سنة 1367ھ الموافق 23 أكتوبر سنة 1948ء، بعد أن أثبت جذور الحق، ومحبة الله ورسوله - تعالى، وصلى الله عليه وسلم - في المجتمع، وأبطل الباطل، وأذاق المنافقين والشاتمين الرسول - عليه الصلاة والسلام - بمرارة الهزيمة.

هكذا كان - رحمه الله- حاملا بصفات محمودة متعددة، لا يمكن استقصاؤها في هذه الصفحات القليلة - رحمه الله تعالى رحمة واسعة بما هو شأنه-

في الختام نشكر الله - عزوجل - على التوفيق لهذا السعي الجميل مصليا على حبيبه المصطفى - عليه الصلاة والسلام-

ومما يسعدني جدا أن أعبرّ عن بالغ الشكر والتحية لفضيلة الشيخ العلامة السيد نظام الدين نجم نعيمي المراد آبادي ولرئيس هذه المجلة المفتي السيد بختيار الدين النعيمي الشبلي- حفيدا صدر الأفاضل - حفظهما الله - على هذه الخطوة الجميلة، وسائر أعضاء المجلة " ضرب صدر الأفاضل - فجزاهم الله عنا خير الجزاء، ويوفقهم لما فيه الخير والرضاء- وكذلك أشكر لفضيلة الشيخ المفتي محمد أرشد النعيمي الككرالوي - صاحب الأخلاق الحسنة، وسعة الاطلاع، والحريص على تبليغ الدين المتين - على مساعدتي في إعداد هذه المقالة، وإنه لي بمثابة أخي الكبير، يدعمني فيما أحتاج، وله أيادي علي، فجزاه الله خير الجزاء.......

وصلى الله على سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وعلى آله وصحبه أجمعين..

0000000

جوتا

آج بازار سے جوتا خریدنے گیا، دکان میں داخل ہوا تو ایک باریش نوجوان نے خوش آمدید کہتے ہوئے مختلف ڈیزائن دکھائے۔

میں نے جوان سے پوچھا: آپ کا نام a کیا ہے؟

میرا نام تصدق حسین ہے۔

آپ کی تعلیم؟

دینی تعلیم درس نظامی، اور دنیوی تعلیم بی اے تک۔

کتنا عرصہ ہوا، یہاں کام کرتے؟

تین ماہ ہونے کو ہیں۔

آپ کو کوئی اور کام نہیں ملا؟

اس کے جواب میں تصدق حسین نے صرف ایک لفظ کہا:

بس!!

آپ کی تنخواہ کتنی ہے؟

ماہانہ 14 ہزار ملتے ہیں، روزانہ کا سو روپیہ اور کمیشن الگ ہے۔

میں خاموش ہو گیا............ میرے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔

مجھ سے صرف اتنا ہو سکا کہ جوتوں کا ڈبہ ان کے ہاتھ سے لے لیا ....، وہ اصرار کرتے رہے کہ میں پہنا کر چیک کرواتا ہوں، میری ڈیوٹی ہے۔

لیکن............ میں نے ایسا نہیں کرنے دیا

میرا ضمیر مجھے بار بار کہہ رہا تھا:

ان ہاتھوں کو بوسہ دے.........کسی وقت یہ مقدس کتابیں اٹھایا کرتے تھے!!

ہائے افسوس!

جاہل پیر، بے عمل واعظ، خوشامدی خطیب، فاسق نعت خواں، درباری قوال ہمارے مال سے تجوریاں بھر کے لے گئے ....صرف تصدق حسین بے چارہ چودہ پندرہ ہزار نہ لے سکا!!!

میں بلبلِ نالاں ہوں اِک اجڑے گلستاں کا

تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے!

لقمان شاہد



حضور صدرالافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از قلم: سید نظام الدین نجم نعیمی مرادآبادی

جب سے یہ دنیا بنی ہے اور اس پر مشیعت الٰہی کے تحت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سرندیپ کی وادی میں اتارے گئے اور ام البشر حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جدہ کی سنگلاخ وادی میں اتاری گئیں اور بلا آخر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور رب کی شان کریمی سے دونوں کا ملن ہوا۔ اور پھر ان کی آل وعیال کا سلسلہ چلا، اللہ پاک نے ان کی اولاد میں ایسی برکتیں عطاء فرمائیں کہ آج پوری دنیا میں آٹھ سو کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا، ادھر جب انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا تو حضرت آدم نے عقیدئے توحید اور شان نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کو سکھانا شروع کر دیا ادھر جو آدم سے پہلے معلم الملائکہ تھا اس کو حکم ربّ کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے لعنت کا طوق گلے میں ڈال کر نکالا جا چکا تھا اس نے اولاد آدم کو بھکانا شروع کر دیا، پھر ربّ العزت نے آپ نے کرم سے ہم انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا اور کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا۔ اور جن کے خاطر اللہ عزوجل نے اس کائینات کو عدم سے وجود بخشا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے آخر میں بھیجا، اور اپنی مقدس کتاب نازل فرما کر خود مالک کل جہاں ہونے کا اعلان فرما دیا۔ کہ یہ وہ نبی ہیں جو خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، تمام رسولوں کی طرح ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تبلیغ وارشاد کا کام کیا اور تیئس سالہ مختصر تبلیغ کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ایک سو پچاس کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کی تعداد ہے۔ اور پھر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد بھی انسانوں کی رشدو ہدایت کا یہ سلسلہ چلتا رہا، اور آج چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ چل رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ آقا علیہ السلام پر اللہ رب العزت نے نبوت کا دروازہ بند فرما دیا مگر انسانوں کی رشدو ہدایت کا دروازہ بند نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے بعد دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین اور ان کے بعد ائمہ مجتہدین اور ان کے بعد اولیاء کاملین اور ان کے بعد علماء دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ یہ سلسلہ جاری رہا اور ان شاء اللہ صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

انہیں نفوس قدسیہ میں نام آتا ہے امام الہند مفسر اعظم عالم اسلام سلطان العلوم امام مناظرین رائس المحدثین سید المحققین صدرالافاضل فخرالاماثل حضرت علامہ مولانا مفتی حکیم سید شاہ محمد نعیم الدین قادری محقیق ومحدث مرادآبادی قدس سرہ کا، آپ کی ولادت ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ بمطابق یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز دوشنبہ ہندوستان قلب کہے جانے والے صوبے اتر پردیش کی دھڑکن کہے جانے والے شہر مرادآباد میں ہوئی۔ اور آپ کا تاریخی نام غلام مصطفیٰ رکھا گیا مگر نعیم الدین سے مشہور ہوئے۔ اور اپنے فضل وکمال علمی جاہ وجلال کی بنیاد پر صدرالافاضل فخر والاماثل استاذ العلماء سلطان الاستاذہ کے عظیم القابات سے ملقب ہوئے۔

آپ کے آباؤ اجداد ایران کے مشہور شہر مشہد کے باشندے تھے جو حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد سلطنت میں ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور بڑے جلیل المناصب عہدوں پر فائز ہوئے۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اجداد کرام کا بڑا اعزاز واحترام کیا بڑی بڑی جاگیریں عطاء کیں۔ اس خاندان کی خصوصیت یہ تھی کہ عہدوں کے ساتھ ساتھ علم وآدب تقوا اور دین داری کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی یہی وجہ ہے کہ آپ کے خاندان میں بڑے بڑے ماہر علماء ادبا شعراء ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہے۔ آپ کے داد حضرت مولانا سید امین الدین راسخ استاذ الشعراء تھے۔ نیز آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا سید معین الدین نزہتؔ مرادآبادی کا شمار اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء شعراء کی صف میں ہوتا ہے۔

چار سال کی عمر شریف میں نہایت ہی تزک واحتام کے ساتھ رسم بسم اللہ خانی ادا کی گئی اور آٹھ سال کی عمر میں مکمل قرآن شریف حفظ کر کے اپنے ذکی وفہیم اور لائق وفائق ہونے علامتیں ظاہر کر دیں۔ اس کہ

بعد آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا سید معین الدین نزہت مراد آبادی علیہ الرحمہ نے درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کرا دیا اور اردو فارسی عربی کی کتابیں پڑھا کر ولئی کامل حضرت علامہ فضل احمد صاحب علیہ الرحمہ کے درسگاہ میں بھیج دیا۔ حضرت علامہ فضل علیہ الرحمہ نے ملاحسن تک آپ کی خاص تربیت فرمائی، اور اس کے بعد آپ نے فضل اجل استاذ الکل حضرت علامہ مولانا سید محمد گل قادری علیہ الرحمہ سے منطق و فلسفہ، اقلیدس، اور تفسیر وحدیث کی تعلیم حاصل کی اور انیس سال کی مختصر سی عمر میں ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں مدرسہ امدادیہ سے دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ والد ماجد نے مادۂ تاریخ اس شعر سے نکالا۔

نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے
دستار فضیلت کی ہے تاریخ فضیلت

دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد ایک سال آپ نے فتوی نویسی کی مشق فرمائی، اور صرف عمر کی بیس بہاریں دیکھ کر علوم میں عقلیہ نقلیہ سے فراغت حاصل کرنے کے چند ماہ بعد علم غیب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الکلمۃ العلیاء لکھ کر اہل علم وفضل کے مرکز نظر بن گئے۔ اور اپنے نوکِ قلم کے تیور سے یہ ظاہر کر دیا کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا کربلا میں بائیس ہزار یزیدیوں کے سامنے ہاتھ میں تلوار لے کر کھڑا ہو تب بھی عظمت وناموس رسالت کے تحفظ کے لیے کمر بستہ رہتا ہے، اور اگر مرادآباد میں قلم کی تلوار اٹھالے تو بھی وقت کے یزیدیوں کے دانت کھٹے کرنے کے لیے ایک ہی بیٹا کافی ہے۔

بیعت وخلافت: اپنے وقت کے مشہور بزرگ شاہ جی میاں محمد شہر پیلی بھتی علیہ الرحمہ کے اشارے پر اپنے عظیم الشان استاذ مکرم حضرت علامہ سید محمد گل شاہ قادری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خلعت اجازت و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے اس کے علاوہ دیگر سلاسل سے بھی آپ کو اخلافت واجازت حاصل تھی۔

جامع الصفات شخصیت: یہ روز مرہ کا مشہدہ ہے کہ جو تحریر میں ماہر ہوتا ہے تو تقریر کا ملکہ نہیں رکھتا اور اگر تحریر وتقریر میں مہارت رکھتا ہے تو دریس میں کامیاب نہیں ہوتا یوں ہی کوئی فقہ وحدیث میں ماہر ہے تو منطق وفلسفہ میں کامل عبور نہیں رکھتا۔ اگر کوئی شیخ الحدیث ہے تو سیاسی مفکر نہیں لیکن حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کہ صفحہ حیات کے مطالعہ سے صاف انداز ہوتا ہے کہ آپ محقق ومصنف تھے، مفسر ومحدث تھے، مفتی ومدرس تھے، مفکر وصحافی تھے، شاعر وادیب تھے، قائد وخطیب تھے، نقاد ومناظر تھے، حکیم وطبیب تھے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل عظیم تھا کہ جملہ علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ گویا حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اس شعر کے مصداق تھے:

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

ترجمہ: اللہ رب العزت سے بعید نہیں کہ وہ دنیا بھر کی خوبیوں کو فرد واحد میں جمع کر دے۔

درس تدریس: حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ ایک ماہر تعلیم اور تبحر استاذ تھے تدریس میں خاص کمال اور نرالا انداز تھا یہی وجہ ہے کہ ملک بھر میں استاذ العلماء کے نام سے پہچانے جاتے تھے ایک طویل مدت تک آپ درس وتدریس سے منسلک رہے یوں تو آپ جملہ علوم وفنون کی کتابیں کامل مہارت کے ساتھ پڑھاتے تھے مگر تعلیم علم حدیث میں آپ مشہور خاص عام تھے، ملک کے تمام فضلا معترف تھے کہ جس طرح حدیث کی تعلیم آپ دیتے ہیں ان کے کانوں نے کبھی اس کی سماعت نہیں کی اور جہاں تفسیر وحدیث کے درس میں یکتیائے روزگار تھے وہیں منطق وفلسفہ ہیئت ونجوم کے درس میں بھی آپ امتیازی شان کے مالک تھے دوران درس آپ گردش افلاک اور حرکت نجوم وکواکب کے لیے ایسے دلکش انداز میں تمثیلات بیان کرتے کہ پورا درس طلباء کے دل ودماغ پر نقش کالحجہ ہو جاتا۔ حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعہ اشرفیہ مبارک پور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے استاذ دو ہی دیکھے ایک حضور صدر الشریعہ دوسرے حضور صدر الافاضل علیہما الرحمہ (بروایت علامہ ضیاء المصطفیٰ محدث کبیر)

یہ ایک عین حقیقت ہے کہ جس طرح صناع کی قابلیت کا اندازہ اس کی مصنوعات سے ہوتا ہے۔ یوں ہی استاذ کے علم وفن کا اندازہ اس کے شاگردوں سے ہوتا ہے، اگر ہم آپ کی درسگاہ فیض سے مستفیض ہونے والے تلامذہ پر نظر ڈالتے ہیں تو سب کے سب آسمان علم وفن کے آفتاب وماہتاب نظر آتے ہیں اور اگر ہم زمانۂ حال میں ہندوستان کے ماہر علماء کو لیں تو یقینا ان میں زیادہ تر ایسے افراد ملیں گے جو حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی یا شمس العماء مفتی محمد شمس الدین جون پوری یا امام النحو حضرت علامہ سید غلامہ جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تلامذہ ہیں اور بلاشبہ یہ تینوں نفوس قدسیہ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی خوان نعمت کے پروردہ ہیں تو گویا آج کے علماء کا شجرۂ علمی حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ تک ضرور پہنچتا ہے۔ (جاری۔۔۔۔)

تین قسم کے وھابی

ریاض احمد کاتب

وہابیوں میں تین قسم کے لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب اس زمانے میں نازل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ تین اشخاص درج ذیل ہیں:

(۱) جس شخص نے مسلمانوں کی مسجدوں کو وہابی مسجد میں تبدیل کیا۔
(۲) جس شخص نے وہابیت کی بہت زیادہ تبلیغ کی اور مسلمانوں کو وہابی بنایا۔
(۳) جس شخص نے وہابیوں کو زکوٰۃ، فطرے یا کسی دوسری شکل میں بہت زیادہ رقم دینے کا کام کیا۔

مندرجہ بالا تینوں قسم کے افراد پر جو عذاب نازل ہوتے ہیں وہ اس طرح ہیں:

ا۔ ان کے گھر کے ایک یا زیادہ افراد کو سفید داغ (لیکوڈرما) ہو جاتا ہے۔
۲۔ ان کے گھر کے ایک دو افراد پاگل ہو جاتے ہیں۔
۳۔ ان کا کاروبار یا آمدنی کا ذریعہ ختم ہو جاتا ہے۔

اور جن کا گناہ بہت زیادہ ہوتا، ہے ان کے یہاں یہ دو عذاب مزید دیکھنے کو ملتے ہیں:

۴۔ ان کے گھر کا کوئی فرد اپنے گھر کے ہی کسی فرد کو قتل کر دیتا ہے۔
۵۔ ان کی نسل ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ شادی نہ ہونا یا شادی ہونے کے بعد بچوں کا نہ پیدا ہونا ہے۔

ان لوگوں پر مندرجہ بالا پانچوں عذاب یا دو تین عذاب ضرور پائے جاتے ہیں۔

میں نے بلا فصل صرف ۱۵ مسجدوں کا الہ آباد میں سروے کیا۔ یہ مسجدیں پہلے مسلمانوں کی مسجدیں تھیں بعد میں ان کو وہابی مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ میں نے ہر مسجد کے اس متولی کے گھرانے میں مندرجہ بالا پانچ عذاب میں سے ایک سے زائد عذاب دیکھے جس نے مسجد کو وہابی مسجد میں تبدیل کرنے کا جرم کیا تھا۔ اس بات کو مدنظر ضرور رکھئے کہ 1953 میں الہ آباد میں مسلمانوں کے صرف دو فرقے شیعہ اور سنی پائے جاتے تھے اور ساری مسجدیں صرف انہی دونوں فرقوں کی تھیں۔ تمام مزار توڑنے والے فرقے 1953 کے بعد الہ آباد میں وجود میں آئے اور ہمارے چودہ سو سال میں گزرنے والے بزرگان دین کو جاہل، بدعتی اور مشرک بتاتے ہوئے ساتھ ہی ساتھ اپنے والدین اور اجداد کو بھی مشرک بتاتے ہوئے اور ان کو جہنم میں ڈھکیلتے ہوئے خود کو موحد کہنے لگے۔ ذرا ہمارے بزرگانِ دین کے کارناموں اور قربانیوں کو دیکھئے۔ وہ کافروں کو مسلمان بناتے تھے اور یہ وہابی مسلمانوں کو ہی جانے کون سا مسلمان یا کیا بنا رہے ہیں۔ مسلمان تو پہلے ہی سے مسلمان تھا اور الہ آباد میں ایک ہزار سال سے رہ رہا تھا اور مزار بنا رہا تھا۔ آپ ایک ہزار سال تک اپنا سچا دین لے کر کہاں اور کس کے ڈر سے چھپے بیٹھے تھے۔ ہمارے بزرگوں سے پہلے آنا چاہئے تھا۔ آپ اب ہمارے بزرگوں کے دین کو ختم کرنے اور ان کے مزارات کو کھودنے کے لیے کدال لے کر نمودار ہوئے۔ کڑا، الہ آباد کے ہزاروں مزارات ایک ہزار سال پرانے ہیں اور جھونسی کے مزارات ساڑھے سات سو سال پرانے ہیں۔ یہ سارے مزارات میری بات کی تصدیق اور گواہی کے لیے کافی ہیں۔ یاد رکھئے پتھر تاریخ بھی ہوتے ہیں اور گواہی بھی دیتے ہیں۔

مسجدوں کو وہابی مسجد میں تبدیل کرنے کا یہ کارنامہ یہ لوگ اپنے پیسے کے بل پر انجام دے رہے ہیں۔ دراصل مسجد کے اخراجات امام کی تنخواہ وغیرہ کی رقم کی فراہمی میں دشواری ہوتی ہے لہٰذا یہ وہابی جن کو کہیں باہر سے پیسہ ملتا ہے مفت امامت کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہ تعمیر کے لیے بھی بہت پیسہ لے آتے ہیں جس میں سے آدھا خود کھاتے ہیں اور آدھا مسجد میں لگاتے ہیں۔

چند مسجدوں کے نام درج ذیل ہیں جن کے متولیان کے گھرانے عذاب میں مبتلا ہیں:

1۔ ڈھال والی مسجد (پہلے اس کا نام عبداللہ کی مسجد تھا بعد میں بدل کر حضرت مولانا وصی اللہ کی مسجد کر دیا گیا۔)

2۔منصور پارک سے بمپلس کی طرف جاتے ہوئے بخشی بازار کی وہ مسجد جس پر حی علی الصلوٰۃ لکھا ہوا ہے۔

3۔کاٹجو روڈ کی عبداللہ کی مسجد (اس کے متولیان پر جو عذاب نازل ہوا ہے وہ تو اللہ کی پناہ)

4۔تکیہ کریم شاہ، اٹالہ، کی مسجد

5۔خلیفہ منڈی کے بالکل اندر تنگ گلی کی مسجد (۴ اور ۵ نمبر کو ایک ہی شخص نے وہابی مسجد میں تبدیل کیا)

6۔بزازہ پٹی کی مسجد

7۔جانسین گنج کی بھارت گلاس ہاؤس کے اوپر کی مسجد

8۔جانسین گنج کی صرافے والی مسجد

9۔کٹرہ کی یونیورسٹی روڈ کی راعی بکڈ پو کے پاس والی مسجد

10۔کٹرہ کی مینا شاہ والی رستم منڈی کی مسجد

11۔چک کی جلیل شاہ کے مقبرہ والی مسجد

12۔سلطان پور بھاوا کی مچھلی والے مکان کے پچھم جانب کی مسجد

13۔کوٹھا پارچہ کے پل کے نیچے سے کیٹ گنج کی طرف بڑھتے ہی بائیں ہاتھ کی مسجد۔

14۔میرا پور کی مسجد۔ یہ مسجد بہت وسیع ہے۔ اس میں زمین بہت زیادہ ہے۔ شاہجہاں میراںؒ کی مسجد ہے، ساڑھے تین سو سال پرانی ہے۔ شاہجہاں میراں اپنا وطن اور بال بچوں کو چھوڑ کر دین کی تبلیغ کی خاطر الہ آباد تشریف لائے تھے اور یہ مسجد تعمیر کی تھی۔ اس مسجد کی تعمیر کے ساڑھے تین سو سال کے بعد الہ آباد میں وہابیوں کا وجود ہوا۔ شاہجہاں میراںؒ اور ان کے بھائی مصطفیٰؒ کا مزار مسجد سے ملحق ایک کھلے روضہ میں موجود ہے۔ اس روضہ کے شمال میں ایک پورے پتھر کا تراشہ ہوا مزار موجود تھا وہابی کافروں نے اس مزار کو وہاں سے اٹھا کر ایک سوفٹ دور پھینک دیا ہے۔ ان کی اس حرکت سے میرا کلیجہ پھٹ گیا۔ خدا ان لوگوں اور ان کے بال بچوں اور ان کی آئندہ نسل کو پوری طرح سے غارت کرے۔ میری پیدائش اسی محلہ میں ہوئی تھی۔ یہ میری آبائی مسجد ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے ہمارے بزرگوں کی توہین ہو رہی ہے۔ ان بزرگوں کا قصور یہ ہے کہ انھوں نے لاکھوں مصیبتیں جھیل کر اور اپنی جان کی بازی لگا کر اللہ کا سچا دین ہمارے ہی آباء واجداد تک پہنچایا اور انھیں کی وجہ سے ہم مسلمان ہیں اور ان کے اس احسان کا بدلہ ہم انھیں ان کی قبروں کو کھود کر دے رہے ہیں۔ ہمیں ان تبلیغیوں اور وہابیوں سے کیوں نفرت نہ ہو؟

15۔بادشاہی منڈی کی وہ چھوٹی سی مسجد جو الہ آباد ڈگری کالج کے شمال میں ایک پارک میں ہے۔

صرف یہی 15 مسجدیں نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی مسجدوں کا میں جائزہ لے رہا ہوں۔ ان کے متولیان پر بھی یہی سارے عذاب پائے جاتے ہیں۔

ادھر چند سالوں سے مسلمانوں کی مسجدوں پر وہابیوں کا قبضہ بڑی تیزی سے ہوتا جا رہا ہے۔ ''قاسمی'' کا لفظ جن ناموں کے ساتھ لگا ہوتا ہے یہی لوگ امامت کر رہے ہیں۔ قاسمی کا لفظ بالکل ایسا ہی استعمال ہو رہا ہے جیسے مسلم یا مسلمان کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔ کوئی قاسم صاحب اس نئے مذہب کے بانی ہیں اور اس مذہب کو ماننے والے خود کو قاسمی کہتے ہیں۔

اب یہ بتا دوں کہ مندرجہ بالا مسجدوں کو وہابی مسجد میں تبدیل کرنے والوں پر کس طرح کا اور کون کون سا عذاب نازل ہوا۔

اس طرح لکھوں گا کہ یہ واضح نہ ہو کہ یہ کس مسجد کے بارے میں لکھا جا رہا ہے۔ بہر حال جو کچھ لکھوں گا انہی ۱۵ مسجدوں کے متولیان کے گھرانے کے بارے میں ہی لکھوں گا۔

1۔ایک متولی کانگریس پارٹی کے تمام عمر ممبر رہے۔ جب وہ دماغی توازن کھو بیٹھے تو کانگریس کی بہت بڑی لیڈر سے شادی کرنے کی ضد کرنے لگے۔ کاروبار کی تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ نسل میں سفید داغ بھی ملتا ہے۔

2۔ایک متولی فوج میں نوکری کرتے تھے۔ پاگل ہوئے اور نوکری سے نکالے گئے۔ گھر میں سفید داغ کئی افراد کو ہوا۔

3۔ایک متولی کے گھرانے میں ایک ایسا پاگل ہے جو گھر والوں کے بقول چھپکلی کو پکڑ کر پان کے بیڑے کی طرح کھا جاتا ہے اور شیشے کا گلاس کوچ کر کھا جاتا ہے اور لوہے کے ٹکڑے وغیرہ بھی کھا جاتا ہے۔ مجھے تو ان باتوں پر ذرہ برابر یقین نہیں لیکن کیا کیا جائے کہ جن صاحب نے بتایا وہ انتہائی تعلیم یافتہ اور سنجیدہ اور دیندار شخص ہیں، وہ جھوٹ نہیں بول سکتے اور انہی کے گھر کے اندر کا معاملہ ہے اس لیے میں مان لیتا ہوں۔ محلے کے لوگوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔ سفید داغ کا شکار گھر کے کئی لوگ ہیں۔ گھر کے کئی لوگ کاروباری طور پر تباہ ہوئے۔

4۔ایک متولی پریس کا کاروبار کرتے تھے۔ پریس تباہ ہوا۔ گھر

میں کئی نیم پاگل ہوئے۔ سفید داغ بھی دکھا۔ آٹھ لڑکیاں کنواری رہ گئیں، لڑکوں کی شادی ہوئی تو شادی کی تاب نہ لاکر جاں بحق ہوگئے کہ جسم میں بالکل طاقت نہ تھی۔ گھر کے دو افراد کا قتل گھر کے افراد نے ہی کیا۔ اس گھرانے پر کچھ زیادہ ہی عذاب نازل ہوا کہ انھوں نے مسجد کے علاوہ لوگوں کو بھی وہابی بنایا۔ اس گھر کے ایک بزرگ شخص جو پورے کنبے کے سربراہ اور پورے اثاثے کے مالک تھے لاولد رہ گئے۔ اس گھرانے پر پانچوں عذاب نازل ہوئے۔ یہ وہابیوں کے بہت بڑے مولانا کے بایاں بازو تھے۔ ایک دوسرے صاحب جو اُن مولانا کا داہنا بازو تھے ان کے گھرانے کا بھی برا حال ہوا۔ انھوں نے وہابیوں کی ہمارے شہر میں سب سے پہلی مسجد تعمیر کی تھی۔ ان کے گھر میں پاگلوں کی تعداد کچھ زیادہ ہے، کاروبار کی تباہی ہے، سفید داغ نہیں ملا۔ اولادوں نے والدین کو بہت اذیت پہنچائی، دنیا کے سامنے بہت ذلیل و خوار کیا۔

5۔ ایک متولی کا گھرانہ سفید داغ کا شکار ہوا۔ سو سال پرانا کاروبار اس طرح تباہ ہوا کہ دکان کا مال نخاس کہنہ کے فٹ پاتھ پر کھلے میں پڑا تھا۔ ایک صاحب کرنٹ لگنے سے جاں بحق ہوئے۔ آپسی دشمنی پاگل پن کی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ اس گھرانے کے ایک سفید داغی لڑکے کی شادی جن صاحب کی لڑکی سے ہوئی وہ ڈاکٹر تھے اور ایک بہت بڑے وہابی مولانا کو خدمت کی غرض سے اپنے گھر میں رکھتے تھے۔ عجیب بات ہے کہ ایسے مجرموں کے گھر میں اگر سفید داغ نہ ہو تو ان کے گھر میں باہر سے سفید داغ والے کسی لڑکے یا لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے اور اس طرح اس گھر میں سفید داغ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

6۔ ایک متولی نے دو مسجدوں کو وہابی بنانے کا کارنامہ انجام دیا۔ گھر میں 30 پرسنٹ سے لے کر 70 پرسنٹ تک پاگل پن کے کئی مریض پائے جاتے ہیں۔ سفید داغ بھی دیکھا گیا۔ کاروبار بہت بڑا تھا وہ تو تباہ ہی ہوا۔ حج کے لیے ایک صاحب تشریف لے گئے تھے اس سال حج اکبر تھا۔ اللہ رب العزت نے ایسا حج نصیب کیا کہ دورانِ حج پاگل ہو گئے اور حج کے بغیر گھر لوٹ آئے۔ میں دو اور بہت بڑے گنہ گاروں (یہ دونوں وہابی نہیں تھے) کو جانتا ہوں جو حج کرنے گئے تو ایک تو احرام پھینک کر دوڑ رہے تھے اور دوسرے بھاری غیبی کوڑوں کی سزا کھا کر بغیر حج کے لوٹ آئے۔

7۔ ایک متولی سفید داغ کا شکار ہوئے۔ ان کی نسل بھی سفید داغ میں مبتلا ہے۔ ان کے بڑے لڑکے والد کے انتقال کے بعد اسی مسجد کے متولی بنے اور اندازاً پچپن سال کی عمر میں پاگل ہو کر انتقال فرما گئے۔

8۔ مذکورہ بالا متولی کی ایک لڑکی ایک حافظ صاحب کو بیاہی تھیں اس لڑکی کا پورا جسم سفید ہو گیا ہے۔ ان حافظ صاحب نے بھی ایک مسجد کو تبلیغی جماعت کے ہوٹل کی شکل دے دی ہے۔ اب تک کتنے عذاب نازل ہوئے مجھے پتہ نہیں چل سکا اور اس مسجد کے متولی کے بارے میں ابھی تحقیق باقی ہے۔

9۔ ایک متولی بہت بڑی منڈی کے مالک تھے۔ منڈی سے ملحق تقریباً 40 مکانات اور مسجد تھی۔ ان لوگوں پر بھی وہی سارے عذاب نازل ہوئے۔ سفید داغ کئی لوگوں کو ہوا، ایک سے زائد لوگ پاگل ہوئے اور ایسے پاگل ہوئے کہ باہر کی کیچڑوں بھری نالی روزانہ صبح دونوں ہاتھوں سے صاف کرتے تھے۔ اور پورا کاروبار ختم ہو کر رئیسی رخصت ہو گئی۔ غرضیکہ ان تمام لوگوں پر، جنھوں نے مسلمانوں کی مسجدوں کو وہابی مسجد میں تبدیل کیا تقریباً ایک جیسے عذاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے۔ اس بات کو میں نے لگ بھگ اٹھارہ برس کی تحقیق کے بعد دریافت کیا۔

دراصل یہ مضمون مجھے چالیس سال پہلے لکھنا چاہئے تھا۔ اب ان میں سے بہت سے متولیان اپنے سفید داغ لیے دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کی نسل میں سفید داغ مل جائے گا۔ لیکن دوسرے نئے لوگ مسجدوں کو وہابی مسجد میں بڑی تیزی سے تبدیل کر رہے ہیں۔ ان پر میرے دریافت کردہ عذاب کو نازل ہوتا ہوا آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ مزید یہ دیکھیں گے کہ ان مجرموں کو کیسی کیسی بیماریوں اور گھریلو پریشانیوں کا سامنا ہے اور یہ لوگ زندگی سے عاجز آ کر مرنے کی آرزو رکھتے ہیں کہ اس دنیا کی مصیبت سے نجات ملے۔ ان کی زندگی میں کسی طرح کا سکون نہیں ہے۔

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ کئی متولی ایسے بھی ملے جن کو سفید داغ پہلے سے تھا اور مسجد کو انھوں بعد میں وہابی مسجد میں تبدیل کیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم ہے لہٰذا ایسے لوگوں کو سفید داغ کی پیشگی سزا دے دی۔ اس طرح کے متولیان میں مسجد بلال کے متولی شامل ہیں۔

ایک شخص نے وہابیوں کو بہت زیادہ چندہ دیا ہے۔ اس چندہ دینے والے شخص پر بہت سخت عذاب نازل ہورہا ہے میرا مطلب انہی پانچ عذابوں سے ہے جو ان مجرموں پر نازل ہوتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ اس گھر میں پینتیس سال سے اوپر کے لڑکی لڑکے ہوگئے ہیں مگر شادی ہونا محال ہوگیا ہے۔ یعنی نسل ختم ہونے کا عذاب ہے۔ بہت شدید ایکزیما کا مرض کئی لوگوں کو ہے۔ ایکزیما کا مرض ایسا ہے جس کے بعد عموماً سفید داغ ہوجایا کرتا ہے۔

ایک صاحب دلی میں بہت بڑا بزنس کرتے ہیں۔ وہابی ہوگئے۔ جب تک غریب تھے کسی نے نہیں پوچھا۔ پیسہ ہوتے ہی وہابی ایجنٹوں نے انھیں دبوچ لیا اور پیسوں کے عوض جنت دلانے کا ٹھیکہ لے لیا۔ دل کھول کر چندہ دے رہے ہیں تاکہ پیسوں کے عوض جنت میں مکان مل جائے۔ (مگر یہ پیسہ وصولنے والے جنت میں ڈھونڈے سے نہیں ملیں گے تو جنت کیا خاک دلائیں گے۔) اور مسلسل بڑی بڑی مصیبتوں میں گرفتار ہوتے چلے جارہے ہیں۔ گھر کی نسل میں سفید داغ ہوگیا ہے اور بیماریوں اور ناوقت کم عمری میں اموات کا تانتا لگا ہوا ہے۔

غرضیکہ یہ تمام عذاب مسلمانوں کو وہابی بنانے والوں (یعنی وہابیت کی تبلیغ کرنے والوں) پر اور وہابیوں کو بڑا بڑا چندہ دینے والوں پر نازل ہوتے ہیں۔ اس کا بھی مشاہدہ آپ اپنے معاشرہ میں اپنی آنکھوں سے کرسکتے ہیں۔ میری بات ماننے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ آپ خود اپنے شہروں، قصبوں، گاؤں اور اعزا میں اس کا جائزہ لیں اور ان عذابوں کی تصدیق ازخود کریں۔ آپ حیران رہ جائیں گے۔

مسلمان کہتے ہیں کہ وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ میں نے 23 برس 1984 تا 2006 وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس پوری مدت میں میری ایک بھی چھوٹی یا بڑی دعا قبول نہیں ہوئی اور میری پریشانیوں میں اضافہ ہوا۔ 2006 میں میں نے پھر وہابی طریقہ سے مکمل اجتناب کیا تو اس کے بعد سے میری اس طرح کی دعائیں قبول ہونے لگیں جس پر کسی کو مشکل سے یقین آئے گا۔ میں اپنی دعا کے بارے میں پہلے ہی لوگوں کو بتا دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں گا اور چونکہ رب العالمین میری دعا قبول فرمالیتا ہے لہٰذا میرا یہ کام ہوجائے گا۔ میں اس کام یا بات کے لیے دعا کرتا ہوں جو انتہائی مشکل یا تقریباً ناممکن ہوتا ہے اور بعد میں لوگوں نے دیکھا کہ واقعی دعا قبول ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے اتنی بڑی نعمت عطا کی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ رب العالمین سبھی مذاہب اور تمام فرقوں کے لوگ پورے خلوص اور عقیدت سے انتہائی مشقت وریاضت سے پیسہ اور وقت صَرف کرتے ہوئے اپنے اپنے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے اس خلوص میں جنت یا سورگ کا لالچ ضرور ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ عبادت کے باعث جہنم یا نرک میں چلے جاتے ہیں۔ آپ نے جہاں جس گھرانے میں پیدا کیا وہ وہی مذہب مانتا ہے، پھر اس کا کیا قصور ہے۔ رب العالمین مجھے وہ طریقہ عطا فرما دیجئے جس سے میں ازخود یہ پتہ لگالوں یا مجھے معلوم ہوجائے کہ میں جس خدا کی عبادت کرر ہا ہوں وہی درست ہے اور میں جس فرقے میں ہوں وہی سچا فرقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول فرمایا اور اس نے مجھے یہ نعمت عطا کی کہ وہ میری اس دعا کو قبول کرلیتا ہے جو ناممکن یا بہت مشکل بات کی دعا ہوتی ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ نو سال ہوچکے ہیں اور ہر ساٹھ دن میں اس طرح کی میری ایک دعا قبول ہوتی ہے یعنی سال میں چھ دعائیں۔ اس تعداد میں فرق نہیں آتا۔ دعا کی اس قبولیت سے مجھے پتہ چلا کہ میں جس اللہ کی عبادت کرتا ہوں وہی صحیح ہے، قرآن صحیح ہے، ہمارے رسول صحیح ہیں اور ہمارا فرقہ ہی صحیح ہے۔

نماز کی قبولیت کا انسان کو کبھی پتہ نہیں چل سکتا لیکن دعا کی قبولیت کا پتہ چل جاتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کا یہ کہنا کہ وہابی کے پیچھے نماز قبول نہیں ہوتی ہے، یہ قول اپنی صداقت کا ثبوت مانگتا ہے۔ میں نے وہابی کے پیچھے 23 سال نماز پڑھ کے دیکھا کہ اس پوری مدت میں میری ایک بھی چھوٹی یا بڑی دعا قبول نہیں ہوئی، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وہابی کا تعلق منقطع ہوجاتا ہے۔ ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو میرا تو منقطع ہو ہی گیا تھا۔ اور جب دعا قبول نہیں ہوتی تو نماز بھی قبول نہیں ہوتی ہوگی۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ ہی قبول فرماتا ہے۔

کوئی وہابی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس کی کوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ وہ یہ جانتا ہی نہیں کہ دعا قبول ہونا کہتے کسے ہیں؟ میں بتاؤں کسے کہتے ہیں؟ دعا کے قبول ہونے کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اس بہت مشکل بات کی دعا کریں جو کسی صورت ہوتی ہی نہ ہو اور آپ بے پناہ تکلیف میں ہوں یا ضرورت مند ہوں۔ آپ اپنی تکلیف

یا ضرورت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور آپ کی وہ دعا، دعا کرتے ہی قبول ہوجائے اور آپ کو یہ یقین ہوجائے کہ آپ نے جو دعا کی اسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا کہ وہ کام اسی وقت ہوگیا جو کسی صورت ممکن نہ تھا۔ یاد رکھئے دعا کی قبولیت کے لیے میں نے دیکھا کہ تین باتیں اگر آپ میں پائی جاتی ہیں تو آپ کی دعا یقیناً قبول ہوجائے گی۔ وہ تین باتیں ہیں: (۱) بریلوی عقیدے کا ہونا (۲) نمازی ہونا اور (۳) روزانہ تلاوت کلامِ پاک کرنا۔ ان تین باتوں کے ہوتے ہوئے آپ کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ اگر پھر بھی کوئی دعا قبول نہیں ہو رہی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو گناہ کی سزا مل رہی ہے۔

جس مسلمان نے مسلمانوں کے لیے (وہابیوں کے لیے نہیں) مسجد تعمیر کی اسے اس کا ثواب جاریہ قیامت تک ملتا رہے گا۔ اب اگر اس مسجد کو کسی نے وہابی مسجد میں تبدیل کر دیا تو وہاں نماز پڑھنے والوں کی نماز وہابی امام کے پیچھے ہرگز نہیں ہوگی۔ اور جب نماز ہی نہیں ہوگی تو ثواب جاریہ کس بات کا ملے گا اور پھر جو لوگ بھولے بھالے ہیں اور وہابی کو بھی مسلمان ہی سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں تو ان کی نماز کی نامقبولیت کا گناہ کسے جائے گا؟ ظاہر ہے کہ سب کا ذمہ دار مسجد کا متولی ہی ہوگا، لہٰذا عذاب بھی اسی پر نازل ہوگا۔

ہمارے بزرگانِ دین نے قدیم زمانے میں اللہ کے دین کی تبلیغ کی خاطر دور دراز کا پاپیادہ سفر کیا۔ انتہائی پرخطر راستوں سے جنگلات کے بیچ سے گزرتے تھے۔ آپ ان کی مصیبتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اس سفر کے دوران بہت سارے بزرگ شہادت سے ہمکنار ہوجایا کرتے تھے۔ جو اپنی منزل پر پہنچنے میں کامیاب ہوجاتے تھے وہ اپنی کشف وکرامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کو مشرف بہ اسلام کرتے تھے۔ ان بزرگوں نے جب اپنے گھر سے قدم نکالا تو اسی طرح نکلے جیسے جنازہ نکلتا ہے۔ بیوی بچوں، اعزہ اقربا نے صبر کا مظاہرہ کیا اور آنسوؤں کے ساتھ رخصت کیا کہ اب نہ تو کبھی ملاقات ہوگی اور نہ خبر ہی آئے گی۔ اتنی بڑی قربانیوں کے بعد اللہ کا یہ سچا دین ہم تک پہنچا۔ ان بزرگانِ دین کی قبروں اور مساجد کو ہم نے محفوظ رکھا۔ اب جب وہابی جو کہ یہودیوں کا ساتھی ہے اور ہمیشہ ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا قتل عام کرتا ہے، مسلمانوں کا چولا بدل کر اپنی بزرگانِ دین سے دشمنی کا کھلم کھلا اعلان کرتا ہوا ہماری مسجدوں کو بڑی کامیابی سے اپنے پیسوں اور چالوں کے بل بوتے پر ہڑپ کرتا چلا جا رہا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اس کو سزا نہیں دے۔ ہمارے بزرگانِ دین کی چودہ سو سال کی محنت ومشقت اور بے پناہ اور عظیم قربانیوں سے جو اللہ کا سچا دین ہم تک پہنچا تھا ہم نے وہابی بن کر اس دین کو ختم کر دیا اور جن بزرگانِ دین نے اسے ہم تک پہنچایا تھا ان سے بدترین نفرت اور دشمنی کا ثبوت دیا۔ ہمارے آباء و اجداد نے اس دین کو سینہ بہ سینہ محفوظ رکھا اور بے پناہ مصیبتیں اٹھائیں مگر دین سے کسی صورت نہ پھرے اور انھیں کے ذریعے یہ دین آپ کو ملا تھا۔ آپ نے وہابیوں کے چکر میں پڑ کر اپنے بزرگانِ دین اور آباؤ اجداد کو کھلم کھلا مشرک قرار دیا۔ والدین کے لیے تو دعائے مغفرت کی جاتی ہے اور آپ نے ان کو جب مشرک قرار دے دیا تو اب تو آپ کے مطابق وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اسے پاگل پن نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے۔

وہابی مذہب، اسلام کو ختم کرنے کی ایک بہت بڑی سازش ہے۔ مسلمانوں کا مذہب جب تبدیل کرنا ناممکن ہوگیا تو اسلام دشمن اس میں نئے نئے فرقے بنا کر داخل کرتے چلے گئے اور اب یہ حالت ہے کہ کئی کئی پشتوں سے منافقین مسلمانوں کا روپ دھار کر مسلمانوں میں شامل ہوچکے ہیں۔ یہ تمام منافقین پیغمبروں، صحابہ، اور بزرگانِ دین سے اس لیے نفرت کرتے ہیں کہ ان بزرگوں نے اسلام کے لیے اپنی زندگیاں تک قربان کر دیں، اسلام کے لیے جیئے اور اسی کے لیے مرے۔ ان کا یہی کارنامہ ہے جس کی وجہ سے یہ ان کا نام ونشان مٹاتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ان کی توہین کرتے ہیں اور ان سے بے پناہ نفرت کرتے ہیں۔ اور مزار سمیت ان سے متعلق تمام نشانیوں (شعائر اسلام) کو مٹا کر اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں کہ ان بزرگوں نے ہی ان کے آباء واجداد کو مسلمان بنایا تھا۔ لہٰذا اپنے آباء واجداد کا بدلہ لینے کے لیے یہ لوگ مسلمان کا روپ دھار کر ہم میں داخل ہوگئے اور ہمارے عقائد کو بدل کر اور چودہ سو سال میں پیدا ہونے والے بزرگانِ دین کو بے دین اور علمائے دین کو جاہل قرار دیتے ہوئے اپنی بات کو منوانے میں کامیاب ہوگئے۔ وہابی فرقہ بالکل مسلمانوں کے سارے دینی اعمال اور طور طریقے اختیار کرتا ہوا ہم مسلمانوں میں داخل ہوا اور اس طرح ہماری مسجدوں، اوقاف اور قبرستانوں پر بڑی چالاکی اور عیاری سے قابض ہوتا چلا گیا۔ اس سے پانچ سو سال قبل شیعہ فرقہ آیا تھا تو چونکہ اس میں

اور مسلمانوں میں کافی فرق تھا اس وجہ سے وہ ہماری مسجدوں اور قبرستانوں، مسافر خانوں وغیرہ پر قبضہ جمانے میں ناکام ہوگیا۔ یہ خسارہ دیکھ کر کافروں (فرقہ بنانے والوں) نے یہ سوچا کہ اب ایسے فرقے بنائے جائیں جو بالکل مسلمانوں کی طرح ہوں تاکہ مسلمانوں میں گھل مل کر ان کی مسجدوں اور قبرستانوں وغیرہ کو چھیننے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ بہت دیر کر دی مسلمانوں نے اس کا تدارک کرنے میں۔ جب شیعہ آیا تھا تو اسے لڑکی لڑکوں کی شادی کرنے کے لیے رشتوں کی ضرورت تھی۔ اب سے ساٹھ سال پہلے تک شیعوں کی شادی عام طور سے سنیوں میں ہوجایا کرتی تھی کہ شیعہ بھی اپنے عقائد کافی حد تک چھپا کر رکھتے تھے اسی وجہ سے مسلمانوں کو دھوکا ہوگیا۔ بعد میں جب شیعوں کی تعداد بڑھ گئی تو وہ اپنی شادیاں صرف شیعوں میں کرنے لگے۔ وہابی کے آتے ہی اگر شادی بیاہ اور مٹی وغیرہ کا بائیکاٹ کیا جاتا تو یہ سیلاب رک جاتا۔ اب کہیں کہیں یہ کام ہو چلا ہے تو وہابیوں میں بڑی کھلبلی ہے۔ اکیلا یہی علاج ہے کہ ان کا ہر طرح سے بائیکاٹ کیا جائے۔ یہ ہمارے وجود کے لیے خطرہ بن کر نمودار ہوئے ہیں۔

جتنے بھی یہ مزار توڑنے والے فرقے ہیں سب ایک دوسرے سے بڑی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور یہ سارے فرقے صرف مسلمانوں (بریلویوں) کو اپنے اپنے فرقوں میں ضم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان مزار توڑنے والے فرقوں کے سارے لوگ پہلے مزارات اور بزرگوں میں عقیدت رکھتے تھے۔ یہ یقینا مسلمان تھے یہ وہابیوں کو پکا یقین ہے۔ اور جو وہابیوں کی قسم کے فرقے ہیں وہ تو غیر مسلم ہو چکے۔ سب کے سب مل کر صرف اور صرف حقیقی مسلمانوں پر ہی حملہ آور ہوتے ہیں۔ کوئی شیعہ کبھی وہابی نہیں ہوگا، کوئی وہابی کبھی شیعہ نہیں ہوگا، جماعت اسلامی والا اپنی جگہ پر ڈٹا رہے گا، اہل حدیث اپنی جگہ پر گڑا رہے گا، ذاکر نائک اپنی جگہ پر اٹل رہے گا، لیکن یہ سب مزار توڑنے والے اور شعائر اسلام کو تباہ کرنے والے اور یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے ایک دوسرے سے شیر و شکر رہیں گے۔ سب کا مشن ایک ہے اور وہ ہے اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا۔ کتنی ہمدردی رکھتا ہے سعودی عرب، اسرائیل سے، سعودی حکام اسرائیلی حکام سے آئے دن غیر ممالک میں چھپ چھپ کر ملاقاتیں کرتے ہیں اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے منصوبوں پر غور کرتے ہیں۔ آج کل یمن میں مسلمانوں کے قتل عام پر صلاح و مشورہ اور تعاون چل رہا ہے۔

جب سے وہابی پیدا ہوا ہے تب سے آج تک یہ کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا قتل عام کرتا چلا آرہا ہے۔ خلافت کے خاتمے سے لے کر عراق کے صدام حسین، لیبیا کے کرنل قذافی، مصر کے محمد مرسی تک کے حالات سے آپ واقف ہوں گے، اور آج کل یمن میں مسلمانوں کا قتل عام یہی وہابی کر رہا ہے۔ اور آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ داعش کا کارنامہ دیکھئے۔ کیسی بربریت کا مظاہرہ کر رہی ہے یہ تنظیم۔ مسلمانوں سے مسلمانوں کا قتل کروا رہی ہے۔ یہ داعش بھولے سے بھی کافروں پر حملہ نہیں کرے گی داعش امریکی، اسرائیلی اور سعودی مفادات کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کرے گی، بھولے سے بھی نہیں کرے گی۔ ہاں امریکی یا اسرائیلی مفادات پر حملہ کرنے والوں کو ضرور قتل کرے گی۔ داعش والے مسلمانوں کے بہیمانہ قتل کے ساتھ اسلامی شعائر مثلاً پیغمبروں کے مزارات، صحابہ کے مزارات، بزرگانِ دین کے مزارات اور تمام بزرگوں سے متعلق یادگاروں کو شرک و بدعت کے نام پر نیست و نابود کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے، قتل عام اور اسلامی شعائر کی غارت گری کا یہ سارا کام آل سعود پہلے کر چکے ہیں۔ داعش میں اور آل سعود میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ داعش کے کمانڈر یورپ سے مسلمان کا روپ دھار کر آئے ہیں اور سپاہی مسلم ہیں جن سے یہ کمانڈر مسلمانوں کے قتل عام کا حکم دے کر کام لے رہے ہیں۔ عرب کے پیسوں کے بل بوتے پر وہابی علماء مسلمانوں کو وہابی بناتے رہیں گے اور پوری دنیا میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور شعائر اسلام کو تباہ کرنے والے کالے کارناموں پر پردہ ڈالتے ہوئے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہیں گے۔ اور اسی دھول جھونکنے کے عوض حرام پیسہ سعودی عرب سے لیتے رہیں گے۔ اگر مسلمان وہابی نہیں بنیں گے تو مسلمانوں کے خلاف ہونے والے مظالم اور شعائر اسلام کی تباہی پر آواز بلند کریں گے۔ ان کو خاموش رکھا جائے اسی لیے ان کو وہابی بنایا جاتا ہے اور ان کے علماء کو اسی کام کا پیسہ ملتا ہے۔ مسلمانوں کے قتل عام اور اسلامی شعائر کی تباہی پر اور اسلام پسند حکمرانوں (مثلاً صدام حسین) کو موت کے گھاٹ اتارے جانے پر بہت خوش ہوتا ہے وہابی۔

وہابی تو چال اس طرح کی چلتے ہیں جس طرح کی انگریز چلتا تھا۔ آج کل محلے کے بڑے غنڈوں، قاتلوں اور ڈاکوؤں کو ٹوپی کرتے کی

وردی پہنا دیتے ہیں اور ڈاڑھی مسلمانوں والی بڑے سائز کی اگا دیتے ہیں تا کہ میک اپ سے پورا مسلمان لگے۔ ان کے اصل بزرگ یعنی سعودی حکمران جو اپنی ٹھوڑی پر کالے بالوں کے گچھے کے انڈے جیسی ڈاڑھی رکھتے ہیں اور رسولؐ کی سنت کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں یہ ویسی ڈاڑھی نہیں رکھتے کہ اس انڈے جیسی ڈاڑھی سے پورا مسلمان نظر نہیں آئے گا۔ دیکھتے ہیں مکاری۔ ارے تمھارے تو یہی بزرگ ہیں تو ان کے جیسی ڈاڑھی کیوں نہیں رکھتے؟ اس لیے نہیں رکھتے کہ مسلمانوں کو اچھی طرح بیوقوف نہیں بنا پائیں گے۔ تو جب اس طرح کا میک اپ وہ غنڈہ بدمعاش کر لیتا ہے تو نماز شروع کر دیتا ہے۔ اسے پچیس تیس ہزار روپیہ ماہانہ ملنے لگتا ہے اور وہ مسجد کبھی نئی بنواتا ہے اور کبھی پرانی مسجد پر قبضہ کر لیتا ہے اور دوڑ دوڑ کر لوگوں کو اہل حدیث بناتا دن بھر ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہتا ہے۔ اب اس غنڈے سے کوئی جھگڑا کیوں کر مول لے اور زیادہ تر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اب بڑا نمازی ہو گیا، سدھر گیا ہے، حالانکہ صرف میک اپ تک ہی معاملہ ہوتا ہے۔ وہ غنڈہ پہلے بھی بدکردار تھا اور ہمیشہ ویسا ہی رہے گا۔ پہلے تو کما کر کچھ نہ کچھ حلال روزی بھی حاصل کر لیتا تھا اور اب تو ٹوٹل حرام پیسوں کے عوض یہ کام کر رہا ہے۔ اس طرح کی چالیں چل کر یہ لوگ اپنے مذہب کو فروغ دے رہے ہیں اور اسلام کو کامیابی کے ساتھ ختم کر رہے ہیں۔

ایک مسجد کا ذکر اور کر دوں جس کو ایک نام نہاد مسلمان نے بیچ کھایا۔ الہ آباد میں ڈی اے وی کالج کی فیلڈ کے شمال مشرقی کونے پر ایک مسجد کا کھنڈر دو بڑے بڑے پختہ چبوتروں کی شکل میں موجود تھا۔ میرے والد نے بتایا تھا کہ یہ شاہی دور کی مسجد تھی جو غالباً 1857 میں شہید ہو گئی تھی۔ یہ مسجد قبرستان میں تھی۔ اس قبرستان کی ساری زمین کی پلاٹنگ کر کے مسلمانوں نے بیچ کھایا۔ مسجد کا مغربی چبوترہ پلاسٹرڈ تھا اور سفید پتا رہتا تھا۔ اسی چبوترے سے ملا ہوا مشرقی چبوترہ پانچ فٹ نیچا تھا اور اس کی دیوار چار فٹ اونچی بغیر پلاسٹر کی، پتھر کی تھی۔ اونچے والے چبوترے پر ایک شخص ہر جمعرات فاتحہ دینے کی غرض سے بیٹھ جاتا تھا اور اس نے ایک قبر کے سائز کی جگہ کھلی اینٹوں سے ایک فٹ اونچی گھیر رکھی تھی جو قبر کی طرح تھی نہیں مگر مانی جاتی تھی، بیچ چبوترے پر تھی۔ عورتیں فاتحہ دلانے ہر جمعرات کو وہاں جاتی تھیں۔ بہت لڑائی جھگڑا ہوا، پولیس کی لاٹھیاں برسیں مگر آخر میں غاصب نے اسے چودہ لاکھ روپئے میں بیچ کر ہی دم لیا۔ جس شخص نے بیچا تھا فروخت کے سولھویں دن وہ مرا اور جیسی بھیانک موت اس کی ہوئی ہے اس کا بیان کرنے کی کسی بھی آدمی میں تاب نہیں ہے۔ میں نے بہت پوچھا، کئی لوگوں سے پوچھا، بہت کریدا مگر سب نے ہاتھ گالوں پر مارتے ہوئے یہی کہا کہ بس سے باہر ہے اس کی موت کا منظر بیان کرنا۔ اس شخص کے ایک لڑکے کی موت چاقو لگنے سے واقع ہوئی۔ پورا گھر تباہ ہوا۔ اس کے گھر میں ایسی ہولناکی اور منحوسیت طاری ہوئی کہ کوئی باہری آدمی اگر دن میں بھی اس گھر میں جاتا تھا تو ڈر جاتا تھا۔ سب نے اس کے گھر آنا جانا چھوڑ دیا۔ عذاب دیکھ کر اس کا برادری والوں نے بائیکاٹ کر دیا، سارے تعلقات ہمیشہ کے لیے منقطع کر دیئے۔ جس غیر مسلم نے خریدا تھا وہ بڑے چبوترے پر آج تک تعمیر نہ کرا سکا، غالباً اسے خریدے ہوئے سترہ سال ہو چکے ہیں۔ ہاں چھوٹے نیچے چبوترے پر دوسرے غیر مسلم نے اپنا مکان تعمیر کر لیا ہے۔

اسٹار آف ڈیوڈ کا قصہ

اسٹار آف ڈیوڈ یا داؤد کی ستارہ جس کی شکل یہ ہے A یہودیوں کا مقدس ترین مذہبی نشان ہے۔ یہ اسرائیلی حکومت کا نشان ہے اور اسرائیل کے جھنڈے پر بنا ہوا ہے۔ اس کا استعمال اسرائیل میں مذہبی مقامات پر، طبی شعبے مثلاً اسپتال اور دواخانے اور ریڈ کراس کے نشان (+) کی جگہ پر ہوتا ہے۔

اس مقدس تارے کا استعمال بڑی عقیدت و احترام سے الہ آباد میں حضرت مولانا وصی اللہ صاحب کی مسجد پر بھی ہوا ہے۔ تصویر میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ ۱۰۰ فٹ اونچے مینار پر ۸ عدد یہ تارہ پتھروں پر کندہ ہے۔ اسے دیکھ کر آپ کیا اندازہ لگائیں گے؟ یہ تارہ یہودیوں کے عبادت خانوں پر بہر صورت بنا ہی ہوتا ہے جس طرح عیسائیوں کے چرچ پر صلیب کا نشان بنا ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی مسجد کو وہابی مسجد میں تبدیل کرنا ہی ایک بڑا جرم تھا اور اس کے بعد اسی مسجد پر یہودیوں کا مذہبی نشان جان بوجھ کر پتھر پر کندہ کروانا کس بات کا اعلان کرتا ہے؟ میں نے اور دوسرے لوگوں نے تیس سالوں میں اس کی طرف متولیان کی توجہ مبذول کرائی مگر بے سود۔ جواب ملا کہ اس کے بیچ میں پھول بنا دیا ہے لہٰذا اس کی حیثیت اب اس تارے کی نہیں رہی۔

☆☆☆

وقت کی قدر

صاحبزادہ پیر مختار احمد جمال تونسوی

ربِ قدوس ...... کی عطا کردہ ''زندگی'' میں، ساعتیں، لمحے، گھڑیاں، دن، ماہ و سال اور صدیاں ''وقت'' کے تابع ہیں کہ جوں جوں ''وقت'' گزرتا ہے.....تو گزرنے کے اِس ''عمل'' سے دن، ہفتے، ماہ و سال اور صدیاں جنم لیتی ہیں۔ ماہ و سال اور صدیاں تو ختم ہو جاتی ہیں، مگر ''وقت'' گزرتا ہی چلا جاتا ہے۔ کیوں کہ ''وقت'' کبھی ختم نہ ہونے والے ایسے سفر کا نام ہے کہ جس کی کوئی منزل نہیں۔

مگر ہاں! انسان اگر چاہے تو اپنے نیک مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی منزل کا تعین کر سکتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انسان بے اختیار ہے، مگر اتنا بھی نہیں کہ وہ اپنے وقت کو اپنی مرضی سے مصرف میں نہ لا سکے۔ لیکن یہ اُس وقت ممکن ہوتا ہے کہ جب انسان ''وقت'' کی قدر و اہمیت سے شناسائی رکھتا ہو۔

الحمد للہ! ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ رحمت سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہوئے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل ہونے پر خوش قسمتی کے عظیم ''گولڈ میڈل'' سے نوازے جا چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خوش قسمتی کا یہ عظیم ''گولڈ میڈل'' ہم سے اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم بحیثیت ''مسلمان'' باقی مذاہب کے ماننے والوں سے بڑھ کر ''وقت'' کی قدر کریں۔

''وقت'' کی قدر جاننے کے لیے ہمیں کسی غیر کے دروازے پر دستک نہیں دینی پڑے گی......کسی غیر مسلم کے آگے جھکنا نہیں پڑے گا...... جھوٹے ''آقاؤں'' اور ''خداؤں'' سے ڈکٹیشن لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی......نہ ہی اس کے لیے ہیرے جواہرات اور مال و دولت کے انبار درکار ہیں، بس ذرا......دل کے کسی ایک گوشے میں ''وقت'' کی قدر ''جاننے'' کے لیے تھوڑی سی تڑپ ہونی چاہیے۔

الحمد للہ! دنیا کی سب سے عظیم کتاب میں اللہ کے، اور دنیا کے سب سے عظیم اور بڑے رہبر، ہادیٔ عالم، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامینِ مقدس کی روشنی میں ''وقت'' کی قدر و اہمیت کا پتا اور اس کے گزارنے کے روشن اصول ملتے ہیں۔

بات مزید آگے بڑھانے سے قبل یہ بات اور نکتہ پیش کرنا بھی ضروری ہے کہ جو جتنی بڑی ذات ہو گی، اُس کے اُتنے ہی بڑے، اہم اور روشن اصول ہوں گے۔ دنیا میں سب سے بڑی ''حقیقت'' اور ''سچائی'' یہی ہے کہ خالقِ کائنات ''اللہ'' سے بڑھ کر کوئی ذات نہیں اور لباسِ بشریت میں ملبوس ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی رہبر نہیں۔

اب بھلا ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کسی کم تر چیز کی قسم، بارہا کھائے۔ پروردگارِ عالم جل جلالہ نے کئی مقامات پر مختلف ''اوقات'' کی قسم بیان کی ہے۔

سورۃ الفجر میں، وقتِ فجر اور عشرۂ ذوالحجہ کی قسم ہے:

''فجر کے وقت کی قسم (جس سے ظلمتِ شب چھٹ گئی) اور دس (مبارک) راتوں کی قسم''---

پھر ایک مقام پر رات اور دن کی قسم بھی ہے:

''رات کی قسم جب وہ چھا جائے (اور ہر چیز کو اپنی تاریکی میں چھپا لے) اور دن کی قسم جب وہ چمک اُٹھے''---

اسی طرح سورۃ الضحیٰ میں ربِ کائنات نے وقت چاشت کی قسم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے وقتِ چاشت کی (جب آفتاب بلند ہو کر اپنا نور پھیلاتا ہے) اور قسم ہے رات کے وقت کی، جب وہ چھا جائے''۔

پھر ایک جگہ خدائے واحد نے سورۃ العصر میں زمانہ کی قسم بیان کی۔ یہاں ایک بات کی وضاحت کر دینا چاہتے ہیں کہ اکثر ہمارے احباب نادانی اور کم علمی کی وجہ سے ''زمانہ'' کو برا کہتے ہیں، تو یہ سخت گناہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''زمانہ'' میں خود ہوں''---

العصر میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''زمانہ کی قسم (جس کی گردش انسانی حالات پر شاہد ہے) بے شک انسان خسارے میں ہے (کیونکہ وہ اپنی عمرِ عزیز گنوا رہا ہے)''۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (مفہوم):

''صحت اور فراغت اللہ کی طرف یہ دو ایسی نعمتیں ہیں کہ جس کے بارے میں لوگ اکثر خسارے میں رہتے ہیں''۔

ربِ غفور...... انسان کو جسمانی صحت اور فراغتِ اوقات کی انمول نعمتوں سے نوازتا ہے، تو اُن میں سے اکثر نادان انسان یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہمیشہ ساتھ رہیں گی اور انہیں کبھی زوال نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے یہ صرف شیطانی چال اور وسوسہ ہوتا ہے، جس کی بنا پر انسان اِدھر اُدھر کے فضول اور بے سود کاموں میں اپنے آپ کو مصروف کر بیٹھتا ہے۔ جس کا نہ کوئی دنیا میں فائدہ اور نہ آخرت کا سامان۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مقدس ہے:

''قیامت کے دن بندہ اُس وقت تک (بارگاہِ الٰہی میں) کھڑا رہے گا کہ جب تک اس سے چار چیزوں کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے گا، اوّلاً، زندگی کیسے گزاری، ثانیاً، جو علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا، ثالثاً، مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، رابعاً، جسم کس کام میں کھپائے رکھا''۔۔۔

اسی طرح کا ایک اور فرمانِ رسول ...... جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو ❶ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو ❷ بیماری سے پہلے صحت کو ❸ محتاجی سے پہلے تونگری کو ❹ مصروفیت سے پہلے فراغت کو، اور ❺ موت سے پہلے زندگی کو''۔۔۔

اگر ہم ...... اپنی اپنی زندگی کے گزرنے والے شب و روز، درج بالا سطور کے تناظر میں دیکھیں تو کیا ہم خود کو مطمئن پائیں گے؟ یقیناً نہیں! ہم تو اپنی زندگی کا بیش تر حصہ اور لمحات ...... کھانے پینے ...... گھومنے پھرنے ...... سیر و سیاحت کرنے ...... ہوٹلنگ کا مزہ چکھنے ...... فضول گپ شپ کرنے ...... فلمیں، ڈرامے دیکھنے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے دل دکھانے میں صرف کر دیتے ہیں۔

یوں گزرنے والے دن، رات اور ماہ و سال ماضی کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ تلخ و شیریں یادوں سے بھرا 2017ء کا سال حصہ بن گیا:

صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے
زندگی یوں تمام ہوتی ہے

یہ حقیقت ہے کہ گزرا ''وقت'' واپس نہیں آتا...... مگر آنے والا ہر لمحہ اور ہر صبح کو طلوع ہونے والے سورج کی کرنوں سے پھوٹنے والی روشنی ''امید'' کا پیغام ضرور دیتی ہے۔ یہی ایک امید ہی تو ہے کہ جس کے سر پہ، یہ دنیا قائم ہے۔ ''مایوسی'' کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ ربِ قدوس کے ہاں دیر تو ہے مگر اندھیر نہیں۔ رواں سال اس حوالہ سے بھی بہت اہم کہ اس میں نئے انتخابات ہونے جا رہے ہیں اور ہم اس میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے اپنے اور اپنے ملک کے مستقبل کو اس شرط پر ''روشن'' بنا سکتے ہیں کہ ہم اپنے قیمتی ''ووٹ'' سے ایسے افراد کو منتخب کرنے کی کوشش کریں کہ جو صحیح ایمان دار، دیانت دار، کرپشن سے پاک اور نیک اعمال کی تمام تر خوبیوں سے مالا مال ہوں اور اندازِ حکمرانی کے اُس معیار پر پورے اترتے ہوں کہ جس کا ذکر قرآن و حدیث میں جا بجا ملتا ہے اور ہندوستان کے روشن مستقبل کے لیے یہی نسخۂ کامل کارگر ثابت ہوگا۔

قارئینِ محترم! ہمیں وقت کی قدر کرتے ہوئے ''امیدوں'' کے اس شجر سے وابستہ رہ کر ...... نئی امنگوں اور جذبوں کے ستاروں کو اپنے آنگن میں اُتارتے ہوئے ...... اسلام اور وطنِ عزیز پاکستان کے مکار دشمنوں کے ناپاک عزائم کو ...... اتفاق و اتحاد، خلوص و پیار، ایثار، ملی یکجہتی، جذبۂ حب الوطنی اور صبر و رضا کے انمول ''ہتھیاروں'' سے ناکام بنا سکتے ہیں۔ منزل دور نہیں ...... قریب ہے، بہت ہی قریب ...... کہ ''رب رحمن'' ہے۔

اللہ کریم جل جلالہ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عمل کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین

کچھ ایسے کام کر لو، جو تم کو زندہ رکھیں
صدیاں کشید کر لو، لمحوں کی زندگی سے



محمد زبیر قادری

اپنی اولاد کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچاؤ!

''میرے بیٹے نے کل مجھ سے کہا کہ ڈیڈی آپ مشرک ہیں۔'' مَیں نے کہا ''یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم؟'' اُس نے کہا ''آپ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہو، کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کرتے ہو، مدد کے لیے غیر اللہ کو پکارتے ہو۔ یہ سب شرک ہے۔''

''بھائی! میری سمجھ میں نہیں آ رہا، مَیں کیا کروں؟ میرا بیٹا ابھی کالج کے دوسرے سال میں ہے۔ مَیں نے کس قدر محنت و مشقت سے اس کی پرورش کی اور آج وہ مجھے ہی گمراہ و مشرک کہہ رہا ہے۔''

اپنے ایک دوست کی دردناک بپتا سُن کر مَیں نے اس سے پوچھا کہ آپ کے معمولاتِ زندگی کیا ہیں؟ یعنی آپ کس طرح اپنی صبح و شام کرتے ہیں؟

اُس نے بتایا ''مَیں صبح ۹ ربجے گھر سے نکل کر دکان پر جاتا ہوں اور رات نو، ساڑھے نو تک دُکان بند کر کے گھر آتا ہوں۔ اس کے بعد کھانا کھا کر تھوڑا دیر ٹی وی دیکھ کر ۱۲ ربجے تک سو جاتا ہوں۔''

مَیں نے کہا ''آپ کا بچہ آپ کے ہاتھ سے نکل گیا، اِس کے ذمے دار آپ خود ہی ہیں۔ وہ آج گمراہیت کے راستے پر چل پڑا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی بنیادیں مضبوط نہیں تھیں۔ ورنہ کیسے بھی حالات ہوتے، کوئی کتنا بھی بہکانے کی کوشش کرتا، وہ کسی کے گمراہ کن خیالات و عقائد کو ماننے سے پہلے آپ سے آ کر ضرور پوچھتا کہ ڈیڈی! میرا فلاں دوست کہتا ہے کہ فاتحہ، سلام، قبر والوں سے مدد مانگنا وغیرہ سب شرک ہیں، اور تم لوگ مشرک ہو۔ تو کیا یہ صحیح ہے؟...... آپ اطمینان سے سوچیے کہ ایسا کیوں ہوا؟ کیا آپ نے بچپن سے ہی اسے ناظرہ قرآن کے علاوہ ضروری دینی تعلیمات سکھانے کی کوشش کی؟ مانا کہ آپ بھی دینی معلومات سے واقفیت نہیں رکھتے لیکن کیا آپ کبھی اسے لیکر اہلِ حق کے اجتماعات اور جلسوں میں شریک ہوئے؟ کبھی میلاد کی محفلوں میں گئے آپ؟ بارھویں شریف، گیارھویں شریف کے جلسے اور بزرگانِ دین کے عرس میں لے گئے اسے۔...... ہاں! لیکر ضرور گئے ہیں تو سنیما گھروں میں، شاپنگ مال میں، پکنک اسپاٹ پر۔ لیکن اللہ و رسول کی محفلوں میں لے جانے کے لیے آپ کو فرصت نہیں تھی، بچہ تو بگڑے گا ہی۔ آپ نے کبھی دیکھا کہ آپ کا بچہ کن دوستوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے، کس قسم کی کتابیں پڑھتا ہے، کونسی سی ڈیز سنتا، دیکھتا ہے، دوستوں کے ساتھ کس قسم کی مجالس میں جاتا ہے...... آپ نے کبھی صحیح العقیدہ اہلِ سُنّت و جماعت کا لٹریچر یا سی ڈی دی اُسے۔...... بھائی! بُرا مت ماننا، میری باتیں آپ کو بڑی تلخ محسوس ہو رہی ہوں گی لیکن کیا کروں معاملہ بہت ہی نازک ہے۔ خیر ہم کوشش کریں گے کہ وہ راہِ راست پر آ جائے، باقی ہدایت دینے والا اللہ ہے۔...... خدا کرے کہ آپ کا بچہ گستاخِ رسول نہ بن گیا ہو، ورنہ انجام بہت ہی بھیانک ہوگا۔...... یہ باطل فرقے مسلمانوں کے دل سے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی محبت نکال دیتے ہیں۔ جس کے بعد اللہ کا بندہ...... دیو کا اور شیطان کا بندہ بن جاتا ہے۔ پھر یہ رسول ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ عقل کے اندھے قرآن کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن صاحبِ قرآن کی عظمت و اہمیت کے منکر ہیں۔ جب یہ رسول ﷺ کو نہیں مانتے...... رسول ﷺ کی نہیں مانتے تو پھر کسی صحابی، امام یا ولی کی بات کیونکر مانیں گے۔ اللہ آپ کے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔''

یہ واقعہ کوئی نیا...... یا انوکھا نہیں۔ یہ آج کے دور کا حسّاس ترین مسئلہ ہے۔ آج گھر گھر میں یہی حالات پائے جاتے ہیں...... والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ اُن کی اولاد اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو کر ایک کامیاب زندگی گزارے۔ لیکن آپ سوچیں کہ ایسی تعلیم کا کیا فائدہ جو اعلیٰ منصب اور دولت دیکر آپ کی اولاد سے ایمان ہی چھین لے۔ جس اولاد کے اچھے مستقبل کے لیے آپ نے زندگی بھر محنت مشقت کی، کیا آپ چاہیں گے کہ آپ کی پھول جیسی اولاد مرنے کے بعد قبر کے عذاب میں گرفتار ہو...... جہنم کے آزار جھیلے۔

ہم اپنے بچوں کی دنیا سنوارنے کے لیے انھیں دنیاوی تعلیمی اداروں میں بھیجتے ہیں اور وہاں اُن کی آخرت برباد ہونے لگتی ہے۔ وہابیت، تبلیغی جماعت، مودودیت، خارجیت، قادیانیت، بہائیت،

دہریت.....سب ہی کے گماشتے سنہرے جال بچھائے تعلیمی اداروں میں سرگرم ہیں۔نہیں نظر آتے تو وہ اہلِ حق اہلِ سنّت و جماعت ہیں (موجودہ حالات دیکھ کر تو یونہی لگتا ہے کہ تعلیمی اداروں میں ہمارا کچھ بھی کام نہیں ہو رہا ہے)......

لیکن جو ہو چکا، سو ہو چکا۔صرف رونا دھونا کرنے سے حالات میں سدھار آنے سے رہا۔اس کے تدارک کے لیے، اپنی آنے والی نسلوں کو بدعقیدہ بننے سے بچانے کے لیے ہمیں مل جُل کر کوششیں کرنی پڑیں گی۔ یہاں چند نکات پیش کیے جا رہے ہیں، اُمید ہے جن پر عمل پیرا ہو کر نوجوان نسل کی دنیا و آخرت برباد ہونے سے بچائی جا سکے گی۔

والدین کی ذمے داری:

ایک پرانی کہاوت ہے ''کھلاؤ سونے کا نوالہ دیکھو سونے کی آنکھ سے''۔ پہلے کے بزرگ اس مقولے کے مطابق اپنی اولاد کی تربیت کیا کرتے تھے۔اس لیے ان کی اولاد صالح، نیک اور فرماں بردار ہوا کرتی تھی۔......آج والدین اولاد کے عیش و آرام کے لیے ساری زندگی جدوجہد میں گزار دیتے ہیں، اس کے باوجود اولاد نافرمان نکلتی ہے اور اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر شادی کے بعد علیحدہ گھر بسا لیتی ہے، والدین کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔......اس کے لیے والدین ہی قصوروار ہیں کہ انہوں نے اولاد کو عیش و آرام تو دیا، لیکن اُن کی تربیت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھا، اُن پر نظر نہیں رکھی۔اور ہر طرح کی آزادی دے کر گمراہ ہونے کا خود ہی موقع فراہم کیا۔اس لیے سب سے اہم ذمے داری والدین پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اولاد کی تعلیم کے ساتھ اچھی تربیت کا بھرپور خیال رکھیں۔ضرورت پڑنے پر سختی سے کام لیں۔نماز کی عادت ڈلوائیں، بلکہ اپنے ساتھ مسجد میں لے جائیں، دینی محافل میں لے جائیں۔رسول اللہ ﷺ کی محبت بچوں کے دل میں پیدا کریں۔ سیرتِ رسول، سیرتِ صحابہ و بزرگانِ دین کے واقعات کہانیوں کی طرح سنا کر اُن میں موجود درس کو سمجھائیں۔

وقت کا صحیح استعمال کریں

(Time Management):

وقت کی اہمیت و افادیت پر جس قدر اسلام میں زور دیا گیا ہے ایسا کسی مذہب میں نہیں ہے۔اگر ہم پانچوں وقت کی نمازیں وقت پر ادا کرنے کی عادت اپنا لیں تو خود بخود وقت کی پابندی کے عادی ہو جائیں۔ہم نمازوں کی پابندی کے ساتھ اپنا وقت فضول کاموں میں صرف نہ کریں۔افسوس کہ آج ہم ٹی وی کے سامنے گھنٹوں وقت برباد کرتے ہیں لیکن نماز کے لیے ہمارے پاس فرصت نہیں ہوتی۔اپنی اولاد کو بچپن سے ہی وقت کی اہمیت سمجھائیں اور وقت کی پابندی کرنا سکھائیں۔نمازوں کی پابندی کرائیں۔کھیل کے لیے بھی وقت دیں لیکن نظم و ضبط کی پابندی کے ساتھ۔وقت پر سونے اور جاگنے کا عادی بنائیں۔ہمارے یہاں فضول ہی رات میں دیر تک ٹی وی دیکھنے میں وقت برباد کیا جاتا ہے، پھر صبح فجر گئی، اور تاخیر سے اُٹھ کر بھاگم بھاگ اسکول یا دفتر جانا۔اس قبیح عادت پر کنٹرول کرنا اشد ضروری ہے۔......

نوجوان نسل کی بربادی میں موبائل فون بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ دن، دن بھر دوستوں سے فون پر فالتو باتیں، گیم کھیلنا، گانے سننا، میسیج کرنا وقت کی بربادی کے اسباب ہیں۔......جدید دَور کا نیا فتنہ انٹرنیٹ جتنا مفید ہے، اس سے زیادہ مضر بھی ہے۔نوجوان غلط قسم کی سائٹس پر جا کر مخربِ اخلاق تصویریں یا فلمیں دیکھ کر یا چیٹنگ کر کے دنیا اور عاقبت برباد کرنے کے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔

اصلاحِ معاشرہ:

ہم جس معاشرے میں جی رہے ہیں وہ روز افزوں انحطاط پذیر ہے۔اور اس کے برے اثرات سے بچنا ہر کس و ناکس کے لیے بہت مشکل ہے، تو لازمی بات ہے کہ بچے بھی معاشرے کے منفی اثرات سے ضرور متاثر ہوں گے۔لیکن معاشرے کے بُرے اثرات سے بچوں کو محفوظ رکھنے کا طریقہ بچپن کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔والدین اپنے بچوں کو اسکول بھیج کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ وہاں سے وہ اچھی تعلیم و تربیت پا کر نکلیں گے......آج تلخ حقیقت یہ ہے کہ اسکولوں میں بچے تعلیم تو حاصل کرتے ہیں لیکن ان کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ بچے اپنے دیگر ساتھیوں سے غلط عادتیں اور باتیں سیکھ کر گھر آتے ہیں......بچوں کی اگر گھر پر ہی صحیح تربیت ہو، جیسے ایک فوجی کو میدانِ جنگ میں بھیجنے سے پہلے سخت تربیت سے گزارا جاتا ہے تاکہ وہ ہر طرح کے حالات کی سختیاں برداشت کرنے کا عادی ہو جائے، اسی طرح ہمیں اپنے بچوں کی تربیت کرنا چاہیے۔اسلام ہمیں یہی سکھاتا ہے۔اصلاحِ معاشرہ کے ضمن میں اسلام کی جو تعلیمات ہیں اس کا مقابلہ پوری دنیا میں کوئی مذہب یا ازم نہیں کرسکتا۔اسلام میں خدائے واحد کی عبادت کے ساتھ

بندوں کی عمدہ تربیت کے نسخے بھی بتائے گئے ہیں جو ہمارے ہی لیے سود مند ہیں۔شرط ہے عمل کرنے کی۔

علما کی ذمے داری: علمائے کرام، انبیا کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ قوم کے امام ہوتے ہیں۔لہٰذا زمانے کے سرد و گرم، اچھے بُرے پر نظر رکھنا اُن پر لازم ہے۔معاشرے کی اصلاح بھی عقائد کی اصلاح کی طرح نہایت ضروری ہے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ بندہ نیاز فاتحہ کرے، بزرگوں سے عقیدت رکھے لیکن ساتھ میں چرس، شراب وغیرہ نشے کا عادی ہو، جوے کی لت رکھتا ہو، ناجائز کاروبار کرتا ہو......آج حالات یہ ہیں کہ نوجوان نسل کو غسل کا صحیح طریقہ نہیں معلوم، وضو اور نماز صحیح ادا کرنا نہیں آتا۔.....علما کو چاہیے کہ جہاں وہ اپنی تقریروں میں عشقِ رسول ﷺ، اولیا کرام کی محبت، ردِّ بد مذہباں بیان کرتے ہیں، وہیں نوجوان نسل کی تربیت و اصلاح کا خیال کرتے ہوئے بنیادی ضروری دینی معلومات بھی فراہم کرتے رہیں۔حرام و حلال کی پہچان کرائیں۔ غلط صحیح میں امتیاز سکھائیں۔کیوں کہ آج المیہ یہ ہے کہ نئی نسل کی رسائی موبائل فون، کمپیوٹر، انٹرنیٹ تک ہوگئی ہے جہاں کی غلط اور گمراہ کن باتوں سے متاثر ہوکر وہ غلط راستے کے راہی بن جاتے ہیں۔علمائے کرام حالاتِ حاضرہ کی روشنی میں لوگوں، خصوصاً نسلِ نو کی ہدایت کا سامان کریں۔

ہمیں من حیث الجماعت اپنے اندر کی خامیوں اور کمیوں پر نظر رکھتے ہوئے غور کرنا چاہیے کہ وہ کیا وجوہات ہیں کہ آج کالج جانے والا بچہ ایک ٹائی پہننے والے ڈاکٹر سے اسلام کی گمراہ کن باتیں جلدی سیکھ لیتا ہے، لیکن چودہ سو سالوں سے جاری و ساری مسلکِ حق اہلِ سُنّت و جماعت کے علما کے پاس نہیں آتا۔ بارہا یہ سننے میں آتا ہے کہ کوئی نوجوان، جب بدمذہبوں کے بہکائے سے گمراہ کن سوالات کے جواب کے لیے علما کے پاس جاتا ہے تو وہاں اسے تسلی بخش جوابات نہیں ملتے۔جس سے وہ اُنھیں ہی غلط سمجھ کر غلط لوگوں کے کارواں میں شامل ہو جاتا ہے۔

ضروری ہے کہ دینی خدمات انجام دینے والے علما و مبلغین آج کے حالات کو سمجھیں، ضروریات کو سمجھیں اور اس کے مطابق کام کریں۔ان شاء اللہ کامیابی ضرور ملے گی۔لیکن استقلال سے مستقل کام ہو، تو ہی خوش گوار نتائج پیدا ہوں گے۔

☼ ☼ ☼ ☼ ☼

{اقوال حضور صدر الافاضل}

☆ تبلیغ اسلام کا بہترین فرض ہے۔تبلیغِ اسلام خلقِ خدا کی روحانی تربیت اور رہنمائی ہے۔

☆ تم مسلمان بنو! جہان تمہارے سامنے سر افگندہ ہوگا۔دنیا میں تمہاری شوکت کے پھریرے لہرائیں گے۔

☆ شریعتِ اسلامیہ کا مقصود نفوس کو رذائل سے پاک کرنا اور معاد کو کامیاب بنانا ہے۔

☆ جب کوئی قوم برباد ہوتی ہے تو وہ خوبیوں کو عیب اور عیبوں کو خوبی سمجھنے لگتی ہے۔

☆ درک اسباب ایک زمین ہے جس میں تدبیر کی تخم کاری ہو سکتی ہے۔

☆ دیوبندیوں نے نئے نئے اختلاف پیدا کر کے کتنی خانہ جنگیاں کرائیں اور اسلام کی طاقت کو صدمہ پہنچایا۔

☆ ہر قوم کی ترقی کا دار و مدار تعلیم پر ہے۔جب انسان کے دماغ میں عمدہ خیالات، بلند حوصلے نفیس معمولات ہوں گی تو وہ اپنی عقل و تدبیر سے کوئی بھلا کام لے سکے گا۔

☆ جو سعی کسی قسم کے لیے کی جاتی ہے اس سے وہی مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔جو بو کر گیہوں کاٹنے کی توقع فضول ہے۔

☆ آج ہمارا طرزِ زندگی بالکل بدل گیا اور شریعت مطہرہ کے اصول و قوانین کی پابندی ہم نے چھوڑ دی اس کا یہ تلخ ثمرہ اور خراب نتیجہ ہے جو ہم برداشت کر رہے ہیں۔

☆ جب تک مسلمان علمائے اسلام کی اطاعت میں پختہ اور ثابت قدم رہے ان کا دین و مذہب ان کی عزت و وجاہت ان کی شوکت و اقتدار ترقی پر رہا۔جب سے علما کے ساتھ ان کے روابط کمزور ہوئے سارا زور جاتا رہا۔

☆ مسلمانوں ہوشیار! اپنے دین کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرو، صراطِ مستقیم پر قائم رہو، دوستوں کے لباس میں آنے والے، ہمدردی و محبت کے گیت گا کر دل لبھانے والے خونخوار تم پر اپنا جادو نہ کر دیں۔

طالب دعا: اسیرِ صدر الافاضل

غلام مصطفی نعیمی (مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم دہلی)

محمد زبیر قادری

آپ کی رائے

☪ (صاحبزادہ) سید وجاہت رسول قادری نوری رضوی

(صدر نشیں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان)

حضرت علامہ مولانا سید نجم نعیمی مرادابادی زید عنایت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زہے نصیب آپ نے ہم کلامی کا شرف اس ہیچمدان کو عطا فرمایا اور محسن اسلامیان برصغیر جنوبی ایشیا قائد اعظم اہل سنت (یہ بات میرے والد ماجد مولانا وزارت رسول حامد رضوی رحمہ اللہ، اکثر فرمایا کرتے تھے) صدر الأفاضل، بدر الماثل حضرت علامہ مولانا مفتی سید نعیم الدین مرادابادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی، ملی اور علمی خدمات پر مشتمل ایک یادگاری مجلہ بنام ''ضرب صدر الافاضل'' شائع کرنے کی نہایت اہم خوش خبری سنائی۔ سبحان اللہ! اس مجلہ کا اجرا آج کے اکابرین اہلِ سنت سے بے اعتنائی برتنے و ناقدری کے ماحول میں اہل علم و عرفان اور خرد میدان ملت کے لیے ایک بڑی اور نہایت اچھی اور ایک اہم خبر ہے۔ فقیر آپ جیسے با استقامت، باعمل عالم و فاضل نوجوان اور آپ کی ٹیم کو سلام اور دلی تہنیت پیش کرتا ہے۔ یہ امر اور بھی خوش آئند ہے کہ یہ مجلہ پانچ اہم ابواب پر مشتمل ہونے کے علاوہ پانچ بین الاقوامی زبان میں شائع ہو رہا۔ یقیناً دور جدید کی بڑھتی ہوئی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے دور میں جس میں استعمالات کی فراوانی ہے، آپ کے موقر مجلہ کی اشاعت ایک امتیازی پیشرفت ہوگی جسے عالمی جامعات کی سطح پر پذیرائی حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فقیر ہیچمدان کے صدر الأفاضل سے تعلقات جدی پدری ہیں۔ والد ماجد مولانا وزارت رسول حامد رضوی قادری علیہ الرحمۃ کے حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان سے بڑے قریبی تعلقات تھے اور چونکہ وہ ایک آئی آر ریلوے ٹی ٹی آئی تھے، اس لیے ان کو بارہا حضرت کے ساتھ سفر کی بھی سعادت حاصل رہی ہے اس کے بنارس، بریلوی دگرگوں پر جلسوں میں بھی ملاقاتیں رہتی تھیں۔ ان شاء اللہ یہ ناچیز علالت کے باوجود کچھ نہ کچھ تاثرات لکھ کر بھیجے گا۔ والسلام مع الاکرام

☪ ضیاء المصطفیٰ قادری اشرفی

(مدیر اعلیٰ ماہنامہ ضیائے مصطفیٰ عارف والا، پاکستان)

حضرت قبلہ سید نظام الدین نعیمی دامت برکاتہم العالیہ سے راقم الحروف کا بذریعہ واٹس ایپ رابطہ بحال ہوا، جو انتہائی خوشی کے قابل ہے۔ حضرت نے مجھے حکم فرمایا کہ تعلیماتِ صدر الافاضل کا ترجمان، مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان ایک رسالہ بنام ''ضرب صدر الافاضل'' کا مارچ میں اجرا ہو رہا ہے، تو بہت ہی مسرت ہوئی، اور یہ ایک بہت ہی اچھا اقدام ہے، حضرت کا یہ اقدام بہت خوب ہے، اور یہ بہت ضروری امر ہے مختلف انداز میں اسلاف صلحاء کی سیرت کو قرطاس میں ضبط و محفوظ کیا جانا چاہیے، تاکہ نو نسل کو بھی ہمارے بزرگانِ رفتگان کے مقدس کارناموں سے آگاہی رہے، کشف الظنون کے حوالے سے ایک حدیث ''مَنْ وَرَّخَ مُؤْمِناً فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهُ'' بھی ہے کہ جس نے کسی مؤمن کی سیرت کو اجاگر کیا گویا اُس نے اُسے زندہ کر دیا......

مزید حضرت نے حکم فرمایا تھا کہ حضرت قبلہ صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے متعلقہ تاثرات بھی بھیجیں، تو اس حوالے سے یہی عرض کروں گا کہ:

حدیث پاک میں ''الولد سر لابیہ'' یعنی اولاد اپنے باپ کی راز ہے۔

مریدین اور شاگرد بھی اپنے استاذ اور پیر کی روحانی اولاد میں شامل ہیں، تاثرات میں صرف یہی کہوں گا:

''میرے نانا جان حضرت فقیہ اعظم مولانا ابو الخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کا سماعاً و تحریراً مطالعہ کر کے اور میرے والد گرامی حضرت جمال الفقہاء ابو الافضل مفتی محمد اجمل قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (بانی دار العلوم حنفیہ نظامیہ عظمت الاسلام عارف والا) جو حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے

کے شبانہ روز معاملات کو دیکھا جن کا ہر قول وفعل سنتِ مصطفیٰ کے مطابق دیکھا تو جس کے خلفاء وتلامذہ ایسے بے مثال ہوں اُن کے شیخ و مرشد کا کیا عالم ہوگا---

بس یہی وہ کہ حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل/ اخلاص وتقویٰ/عشق رسول اور ہر ایک میدان میں اپنی مثال آپ تھے---

مجلہ ضرب صدرالافاضل میں شائع کرنے کے لیے حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اوّل/خلیفہ اکبر، فنافی الشیخ صدرالمدرسین مولانا ابو الضیاء مفتی محمد باقر نوری علیہ الرحمہ کا مضمون تازہ کمپوز کرواکے میل کر رہا ہوں، قبول فرمایئے---

☪ عبد المعتصم محمد يامين القادري

(المقيم حاليا: الفندق العسكري، الباب: عشرون، المدينة المنورة، زادها الله شرفا و تعظيما)

لقد طرت فرحا عندما أخبرني فضيلة العلامه المفتي محمد أرشد النعيمي القادري الككرالوي بنبأ عظيم، ألا وهو: إصدار المجلة "ضرب صدر الافاضل" لنشر خدمات سند المحققين، رئيس المفسرين، عمدة المناظرين، المحدث والمفسر صدر الأفاضل السيد محمد نعيم الدين المراد آبادي، تحت إشراف حفيد صدر الأفاضل المفتي محمد السيد نظام الدين النعيمي القادري الإسلامبوري

أدعو الله -عز وجل- أن يتقبل هذه الخطوة الجميلة، ويوفقنا للاستفادة من تعليماته القيمة،

إن شخصية صدر الأفاضل لا تخفى على الدول الإسلامية، إنه - رحمه الله - كان وليا كاملا، عالما متبحرا، مفتيا واعيا، وناصرا للدين الحنيف،

وقد اتفق العلماء من العرب والعجم على كونه صدر الأفاضل، وقد أنفق - رحمه الله - كل حياته في خدمة الدين الأغر، وكانت محبة النبي صلى الله عليه وسلم تجري كمجرى الدم في العروق، ولأجل هذا قد صارت له مكانة عظيمة عند حضرة النبي - صلى الله عليه وسلم -.

فعلينا أن نشد مئزرنا لنشر تعليماته القيمة بغية الاستفادة من فيوضاته الجليلة، فندعو الله - جل جلاله وعظم شأنه- أن يجزي فضيلة الشيخ السيد محمد نظام الدين النعيمي القادري - حفظه البارى- خير الجزاء.........

آمين بجاه النبي الكريم الأمين

ان الابرار لفي نعيم

☪ محمد راشد خان نعیمی قادری لکرالوی

(بانی ومہتمم مدرسہ اہل سنت گلشن رضا تلسی پور ضلع بلرام پور۔ یو پی)

اللہ پاک نے کریم الخصائل فخر الاماثل صدرالافاضل حضرت سید محمد نعیم الدین قادری مفسر ومحدث مرادآبادی رضی اللہ عنہ کو بے پناہ خیر و برکات علوم وحسانات کی روشنی سے ہمکنار فرمایا تھا باطل ادیان کی سرکوبی فاسدہ خیالات کی دہن دوزی چمن مصطفیٰ کی آبیاری و دیگر امور خیر کی اشاعت وتبلیغ میں آپ نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا اشاعت دین کے تعلق سے کوئی بھی ایسا میدان نہیں جس کو آپ نے اپنے خون جگر سے سینچ کر ملت اسلامیہ کے لیے اسباب وعلل کے شمش وقمر پیدا نہ کیے ہو آپ کی ذات پاک ملت اسلامیہ کے لیے ایسی روشنی تھی جس میں بھٹکے ہوئے کارواں کی رسائی منزل مقصود تک ہوا کرتی تھی۔

آپ نے احقاقِ حق، ابطالِ باطل کے لیے خود کو وقف رکھا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب شدھی تحریک کی ہوا زوروں پر تھی، اس وقت آپ کے وجودِ مسعود نے ہی اس پلید وعنید تحریک کا سدِ باب فرما کر ہزاروں لوگوں کو ارتداد کے سیلِ رواں میں بہنے سے روکا۔ اگر یہ کہا اور لکھا جائے کہ تاجدارِ بریلی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کوئی ذاتِ پاک تھی تو وہ حضرت صدرالافاضل کی ذات پاک تھی، جس نے دین رسول کے لیے خود کو معین دین رسول بنا لیا تھا۔ مگر افسوس ایسی ذات پاک جو ہم سب کے لیے خاص کر دین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت ہی فکر مند تھی۔ جس کے کارہائے حقہ کو آب زر سے لکھنے کے بعد بھی حق ادا نہیں ہوتا، جس کی تعلیمات کو اکنافِ عالم میں

پھیلانے کے لیے ہم سب کو کمر بستہ ہونا تھا، سکوت و جمود کے تعطل کو توڑ کر ایک دوسرے سے کاندھا جوڑ کر نفرت و حسد کو بھول کر ہم سب مشن صدر الافاضل کو تحریر و تقریر تصنیف و تالیف کے ذریعہ اُجاگر کرتے تا کہ اللہ و رسول کی رضا جوئی ہم سب کو میسر ہوتی۔ مگر اب تک مکمل جانفشانی کے ساتھ آپ کے مشن کو پھیلانے کے لیے قدم حرکت میں نہیں آئے۔ ادھر ابھی کچھ سالوں سے تھوڑا بہت کام کچھ نعیمی حضرات نے کیا ہے مگر مجھے اس وقت بہت ہی مسرت ہوئی جب برادرِ اصغر حضرت علامہ مفتی محمد ارشد نعیمی قادری ککرالوی نے یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ نبیرہ حضور صدر الافاضل عام و عامل صوفی وقت حضرت علامہ سید محمد نظام الدین نعیمی قادری مدظلہ العالی والیالی نے اپنے جد امجد کے مشن کو چہار دانگ عالم میں پھیلانے کے لیے عزم مصمم فرمالیا ہے جس کا ثبوت ہمارے سامنے یہ رسالہ شش ماہی ''ضرب صدر الافاضل'' ہے۔ بہت مبارک کام ہے یہ کہ حضور صدر الافاضل کی تعلیمات سے دنیا روشناش ہو حضرت سید نظام الدین نعیمی قبلہ ہزار ہا مبارک باد کے لائق ہیں کہ انہوں نے یہ مبارک کام فرما کر ہم سب کے لیے مستقبل کے راستے ہموار کیے جس سے ہم سب کو علمی و تحقیقی مظامین مطالعہ کو مل جائینگے ضرب صدر الافاضل بلاشبہ ملت کے انعام صدر الافاضل ثابت ہوگا فقیر نے بھی اک رسالہ حضور صدر الافاضل کی حیات و خدمات پر مشتمل بنام ضیاء نعیم سہ ماہی مرادآباد 2007 میں دارالعلوم جامعہ نعیمیہ سے نکالا تھا۔ کافی مقبول ہوا مگر پھر کچھ مجبوری کی وجہ سے بند کرنا ہوا۔

اللہ رب العزت اس ضرب صدر الافاضل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر حوادث زمانہ ایراد منافقانہ سے اس کو محفوظ فرمائے اور ہمارے رہنما حضرت سید نظام الدین نعیمی قادری کو اس کو صلہ جمیلہ و اجور جزیلہ عطا فرمائے۔ امین بحق طہٰ و یسین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر بارگاہ صدر الافاضل

☪ علامہ محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

(ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف)

نبیرۂ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نعیمی قادری زیدہ مجدکم

السلام علیکم رحمۃ اللہ برکاتہ مزاج وہاج؟

یہ امر مبنی برحقیقت ہے کہ اہلِ سنت کی تحریری اور اشاعتی سرگرمیاں شرمناک حد تک ناگفتہ بہ ہیں، اس کے لیے عوام و خواص دونوں ہی ذمہ دار ہیں، اگر عوام نے اپنی ذمہ داریاں انجام نہیں دیں تو خواص نے بھی اپنے فرائض منصبی سے چشم پوشی کی، ایک طرف عوام اہلِ سنت کے لیے صرف چند گھنٹوں کے پروگرام پر لاکھوں روپے خرچ کر دینا معمولی بات ہے تو دوسری طرف دینی کتب و رسائل کے لیے چند ہزار بھی نکالنے میں پسینے چھوٹ جاتے ہیں، رہا خواص کا معاملہ تو ان میں تین قسم کے افراد پائے جاتے ہیں، قسم اوّل کے افراد لکھنے سے زیادہ بولنے میں یقین کرنے لگے ہیں کیونکہ ان کے سامنے اہل تدریس و تحریر کی افسوس ناک حالت ہوتی ہے جس کا خوف انھیں کسی دوسری جانب سرمو ملتفت نہیں ہونے دیتا، قسم دوم کے افراد لکھتے بھی ہیں اور بولتے بھی، لیکن بولنے کی ''برکت'' نے انھیں اس قدر مصروف کر دیا ہے کہ بس عجب چیز ہے لذت آشنائی، قسم سوم کے افراد لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر کی تحریریں اشاعت کی راہ تکتے تکتے اپنی اہمیت و افادیت کھو دیتی ہیں، اگر کوئی ادارہ ان کی اشاعت کرتا بھی ہے تو اس کا انداز مصنف پر احسان کرنے والا ہوتا ہے، ایسے میں معاوضہ کی بات سوچنا بھی حماقت ہے۔

میں نے آج تک یہ نہیں سنا کہ کسی ادارے نے کسی اہلِ قلم کو معاوضہ کے چند سکّے بھی دیئے ہوں، معاوضہ تو دور تعریف کے چند حقیر سے جملے بھی اہلِ قلم کو بمشکل تمام نصیب ہوتے ہیں، اگر کوئی ادارہ ان کی کتابیں شائع بھی کرتا ہے تو صاحب کتاب کے حصے میں کتاب پر بحیثیت مصنف صرف نام کا چھپنا ہی میسر ہوتا ہے، لوگوں کا تعاون، کتاب سے ہونے والا منافع سب بحق ناشر محفوظ! اللہ کرے کہ ہماری قوم میں اہلِ قلم و قرطاس کی قدر شناسی کا ذوق بیدار ہو جائے، خواص بھی اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دینے لگیں اور اشاعتی ادارے بھی کچھ نہ کچھ انھیں حق تصنیف پیش کیا کریں۔

ایسے جمود و تعطل کے ماحول میں کسی رسالے کا اجراء یقیناً بڑے دل گردے کی بات ہے، بروقت اہل قلم سے مضامین کا حصول بھی ایک اہم مسئلہ ہے اور بھی کئی مشکلات کا دریا عبور کرنے کے بعد رسالہ کی اشاعت عمل میں آپاتی ہے، اس کا احساس وہی کر سکتا ہے جو اس خاردار وادی کا مسافر ہو، عزیز گرامی مفتی ارشد نعیمی صاحب ککرالہ بدایوں

شریف کے توسط سے معلوم ہوا کہ آپ ''ضرب صدرالافاضل'' کے نام سے ایک ششماہی رسالے کا اجرا فرما رہے ہیں، بلاشبہ آپ کا یہ قدم جرأت مندانہ اور خوش آئند ہے، مولائے کریم اپنے حبیب پاک کے صدقے آپ کے ارادے کو استحکام اور رسالے کو دوام عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

☪ محمد آل رسول نوری نعیمی

(پرنسپل دارالعلوم اسلامیہ انصاریہ فیض القرآن، محلہ اصالت پورہ، دو کنویں والی مسجد، مرادآباد، یوپی)

دینی علوم کی خدمت وصیانت اور اسلامی فکر ونظر کے فروغ وارتقاء میں دین کے درمند اور پاکباز علمائے کرام کا بے حد اہم کردار رہا ہے انھوں نے نامساعد حالات میں بھی شجر اسلام کو سرسبز وشاداب رکھا اور اس کی برکتوں سے مخلوق کے خدا کے سینوں کو معمور کیا پاکباز اور دردمند ربانی علما کی صف میں ایک مبارک اور قابل احترام ذات نبیرہ صدر الافاضل حضرت علامہ حافظ وقاری حکیم سید محمد مظفر الدین نعیمی علیہ الرحمن کی ہے جن کی خدمات جلیلہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں اور جن کے جن آثار واقعات پوری زندگی ہم سب کے لیے مشعل راہ اور سنگمیل ہے آپ نے ایسے علمی وروحانی گھرانے میں آنکھیں کھولیں اور ایسے لالہ زار گلشن میں شگفتہ ہوئے جس کی عطر میری خوشبوؤں پوری انسانیت معطر ہو رہی ہے اور پورا عالم ان کے احسانوں کا صدقہ حاصل کر رہا ہے اس عظیم روحانی گلشن کو پوری دنیا گلشن نعیمی کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے شگفتہ پھولوں کو سروں اور آنکھوں پر بٹھانے کو دلوں کی معراج تصور کرتی ہے دینی وملی خدمات ہوں یا سیاسی وسماجی یا اقتصادی وتعلیمی و تدریسی غرض کہ بے شمار کارناموں کی انجام دہی کا سہرا اس عظیم خاندان کے سر سجتا ہے اور امت اس حقیقت کو تسلیم بھی کرتی ہے جب ہم حضور فدائے ملت کی حیات طیبہ کے بحر ذخار میں غواصی کرنے کے لیے اترتے ہیں اور چن چن کے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے موتیوں کو باہر نکالتے ہیں اور ان کا تجزیہ کرتے ہیں تو اس کی چمک ودمک سے نہ صرف ہمارے اذہان وافکار کو غیر معمولی نورانیت حاصل ہوتی ہے بلکہ ظاہر و باطن ہر طور پر اس کے اثرات مرتب ہوتے دہائی دیتے ہیں آپ اپنے علم وعمل تبلیغ اسلام وسنیت اور خدمت خلق کے اعلی کارناموں کی بنیاد پر فدائے ملت کے لقب سے پکارے گئے اور یہ لقب آپکے لیے بمنزلہ علم بن گیا آج آپ کو آپ کے اصلی نام سے کم اور لقب سے زیادہ یاد کیا جاتا ہے بنگال جھارکھنڈ اور بہار واڑیسہ کا وہ علاقہ جہاں آسانی سے کوئی عالم وشیخ قدم رنجہ نہ ہوں ان دور افتادہ بستیوں میں فدائے ملت نے بیل ٹانگوں میں بیٹھ کر گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو علم دین سکھایا ان کی تعلیم کے لیے جابجا ادارے قائم فرمائے آپنے اپنی مختصر سی عمر میں چھ شاندار ادارے ایک بڑی لائبریری اور شاندار خانقاہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی یقیناً آپ صدرالافاضل کی قربتوں سے وسعت نگاہ زرف نگاہی اور خدمت خلق کا وافر حصہ ملا تھا اس لیے آپنے تمام گوشوں پر مبزول فرمایا چشم دید افراد نے خود آپ کے اخلاق وکردار خلوص ومحبت تواضع ودیانت داری سنت پر سختی سے عامل ہونے کے حوالے سے خوب اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے راقم السطور نے اپنے اساتذۂ کرام سے سنا ہے کہ بہار و بنگال وغیرہ میں پسماندہ دیہاتوں کے لوگ ناہموار راستوں میں بیل ٹانگوں میں لیکر جاتے تھے یہ دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے تھے کہ آپ کس ناراضگی وکراہت کا اظہار کم کئے بغیر بلا تکلف ان بیل ٹانگوں میں سوار ہوکر پورے علاقے کا دورہ فرماتے تھے اور قریہ قریہ جا کر امام اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا پیغام اور حضور صدرالافاضل فخر الاماثل علیہ الرحمہ کا فیض پہنچائے تھے۔ گاؤں کے غریب لوگ حصول برکت کے لیے اپنے اپنے گھروں میں لیجانا چاہتے آپ بغیر کسی ناگواری ان کے گھروں پر تشریف بھی لیجاتے تھے اور جو کچھ دسترخوان پر حاضر کرتے تھے بلا تکلف اسے حسب خواہش تناول فرما لیا کرتے تھے لوگ نے حضور فدائے ملت اسے قیام گاہوں میں قیام فرماتے دیکھا ہے جہاں شدید گرمی کے باوجود ایسی یا کولر کا تو کیا سوال پنکھا بھی مہیا نہیں مگر پھر بھی کوئی ناگواری نہیں آپ بڑے اخلاق وکردار کے مالک تھے بڑوں کی عزت اہم عصروں سے محبت اور چھوٹوں پر ہمیشہ شفقت فرمائے آپ کا حسن اخلاق دیکھ کر اپنے ہوں یا بیگانے سبھی کی زبان میں تعریف کے الفاظ سنائی دیتے اخلاق کی بلندی کا یہ عالم تھا کہ جیسے ایک بار آپ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہو جاتا آپ کے دامان محبت کا دامان اسیر ہو جاتا اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی جوگھٹ پر سر تسلیم خم کیا کرتے تھے یہ سب آپ کی اخلاقی قدروں اور کردار کی بلندیوں کا ثمرہ تھا۔

اخیر میں راقم السطور دل کی گہرائیوں سے کے ساتھ شہزادگان حضور فدائے ملت حضرت علامہ سید عظیم الدین نعیمی وحضرت علامہ سید نجم میاں صاحبان کی بارگاہوں میں ھدیہ مبارک باد پیش کرتا ہے جن کی علمی دوستی کی بنیاد پر عرس فدائے ملت کہ حسیں موقع پر چند قیمتی عناوین پر مشتمل ایک رسالہ منظرِ عام پر آ رہا ہے خدائے لم یزل کی بارگاہ میں استدعا ہے کہ حضور صدرالافاضل اور حضور فدائے ملت علیہما الرحمۃ الرضوان کہ روحانی فیوض و برکات ہم تمام سنیوں پر ہمیشہ جاری ساری رکھے اور مجودہ شہزادگان کے علم وعمل اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور مزید خدمت دین کا جز بہ عطا فرمائے۔آمین
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

⭑ علامہ عبدالسبحان نعیمی

(خلیفہ حضور تاج الشریعہ و بانی جامعہ امام اعظم دہلی)

گرامی مرتبت حضرت مولانا سید نظام الدین نعیمی صاحب قبلہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عزیز گرامی وقار حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی کی زبانی یہ سن کر کہ خانقاہ نعیمیہ بنگال سے ایک شش ماہی رسالہ ''ضرب صدرالافاضل'' عن قریب ہی شائع ہونے جا رہا ہے۔حد درجہ خوشی کا احساس ہوا۔آج کے دور میں قلم کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے.اور قلم کی تاثیر بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔اس لیے رسالہ کی اشاعت کا فیصلہ قابل تحسین ہے۔

اہلِ قلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ حقیقت بیانی سے کام لیتے ہوئے تحریر لکھیں صرف کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر قلم نہ اٹھائیں۔ آج کل کچھ لوگ خود ساختہ خیالات کو حقیقت بنا کر لکھتے ہیں جو بڑا غلط اور خلاف اصول ہے۔مجھے امید ہے کہ ''ضرب صدرالافاضل'' صحافت کی دنیا میں ایک خوبصورت اضافہ ثابت ہوگا۔اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مقبولیت عامہ عطا فرمائے اور نبیران صدرالافاضل کو ترقیاں عطا فرمائے۔

⭑ مولانا محمد اقبال احمد مانک نعیمی

(سربراہ اعلیٰ مدرسہ خواجہ بندہ نواز دھارواڑ کرناٹک)

لائق صد احترام حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب قبلہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

تحریر وتقریر اصلاح معاشرہ کا اہم ذریعہ ہیں.جن کے ذریعے قوم وملت میں تبلیغ دین متین کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے.لیکن تقریر کے مقابلے تحریر زیادہ اثر رکھتی ہے۔اس لیے کہ تقریر تو کچھ ہی دنوں میں ذہن سے محو ہو جاتی ہے لیکن تحریر کئی نسلوں تک چلتی رہتی ہے جس سے ہر دور میں لوگ استفادہ کرتے ہیں۔

خانقاہ نعیمیہ اسلام پور بنگال کی بھی جہت خدمات قابل تحسین ہیں اور اب خانقاہ کی دور اندیش سجادہ نشین نبیرہ صدرالافاضل حضرت علامہ سید نظام الدین نعیمی صاحب قبلہ نے ایک رسالہ شائع کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔جب مجھے یہ خبر ملی تو دل سے دعائیں نکلیں کہ مولی تعالیٰ اس اقدام کو کامیاب فرمائے.اور رسالہ کو قوم وملت کے لیے نافع فرمائے.آپ کی شخصیت سے امید ہے کہ رسالہ کے ذریعے قوم کی اصلاح کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا جائے گا.اور حضرت صدرالافاضل کے مشن کو بخوبی آگے بڑھائے گا۔

⭑ مفتی محمد راحت خاں قادری

(دارالعلوم فیضانِ تاج الشریعہ، بریلی شریف)

نوجوان محقق وادیب حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نعیمی مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی نے یہ خوش خبری سنائی کہ خانقاہ نعیمیہ اسلام پور براجپور، بنگال کی جانب سے ایک رسالہ شش ماہی بنام ''ضرب صدرالافاضل'' شائع کیا جا رہا ہے، یقیناً اس خبر سے بے پناہ دِلی مسرت حاصل ہوئی کیوں کہ اس وقت بھی رسائل و جرائد بہت سے لوگ پابندی کے ساتھ شائع کر رہے ہیں لیکن ان کی محنتوں سے نتیجہ تشویش ناک نکل رہا ہے۔إلا ما شاء اللہ!

بعض لوگوں کا حال یہ کہ وہ قلم کا استعمال خوب کرتے ہیں لیکن اصلاحِ فکر واعتقاد کے لیے نہیں بلکہ دیوبندیوں کا فضلہ چبانے کے لیے، بعض اکابر واسلاف اہلِ سنت کی تحقیقات پر شب خون مارنے کے لیے یا ان کو مشکوک بنانے کے لیے اپنی قلمی صلاحیتوں کو کھپا رہے ہیں، کچھ تو ایسے بھی ہیں جو اپنی قلمی انرجی کا استعمال اپنے آپ کو محقق باور کرانے کے لیے اس طور پر کرتے ہیں جس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ اہلِ سنت وجماعت کی راہ سے کٹ کر الگ پگڈنڈی پر چلنا چاہتے ہیں تا کہ ان کو کوئی بڑا محقق وقلم کار سمجھنے لگے الأمان والحفیظ یہ تو ایک ہلکی سی

صورت ان قبیح قلم کاروں کی پیش کی ہے کہ جن کے تعفن سے تنگ آ کر سوشل میڈیائی لوگ روزانہ ایسے لوگوں سے خدائے وحدہ لاشریک کی پناہ چاہتے ہیں۔

امید ہے کہ رسالہ ''ضرب صدر الافاضل'' کو موقع پرست، بدکردار، بدعقیدہ اور عقائد ونظریات میں اکابر سے برگشتہ قلم کاروں کی حتی الامکان اصلاح کے لیے یا ابطال باطل کے لیے ایک پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا جائے گا تاکہ جو لوگ اسلاف اہلِ سنت کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں ان کو صحافت کا صحیح مفہوم عملی اعتبار سے سمجھایا جا سکے اور جو برائیاں صحافت کے نام پر پھیلائی جارہی ہیں ان کا مقابلہ بھی میدانِ صحافت میں اتر کر دیا جا سکے۔

جن لوگوں نے اس رسالہ کا منصوبہ بنایا ہے امید ہے کہ وہ اس کو بامِ عروج تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے، اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے وہ اس کے بہترین وسائل پیدا فرمائے گا، فیضانِ صدر الافاضل قدس سرہ ابرِ کرم بن کر برسے گا ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے مشن کو خوب عام کرنے کا اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

☪ انجینئر سید زعیم الدین نعیمی، لاہور پاکستان

سرعتِ برق رفتاریِ وقت کے ساتھ ساتھ حضرت انسان تاریخ ارتقا کی بلند ترین منازل کو طے کر رہا ہے۔ حالاتِ حاضرہ کا تقاضہ ہے کہ اسی رفتار سے نومولود تشنہ اُمور کی طرف توجہ دی جائے۔ جدید سائنسی و معاشرتی مسائل کے مجتہدانہ حل برمحل پیش کیے جائیں۔ نمودار ہونے والے فتنوں کی نشاندہی کے ساتھ روک تھام کا موثر نظام دیا جائے۔ انٹرنیٹ اور میڈیا کی دوڑ میں نت نئی اخلاقی، ذہنی و سماجی بیماریوں کی تشخیص وعلاج ہو۔ علم کی اشاعت احسن، جاذبِ قلب ونظر ہو۔ ظلماتِ فرقہائے باطلہ کے ردِ عمیق وبلیغ کے ساتھ گردشِ ایام کی دھول صاف کر کے آفتابِ مسلکِ حق اہلسنت کی کرنوں سے عوام کے ذہنوں کو منور کیا جائے۔ مفصل جواب کے ساتھ کج فہمیاں دور کی جائیں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی پاسبانی کی جائے۔ سیاسی بصیرت اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ امتِ مسلمہ کو عالمی طور پر بھی یکجاں ومتحد کرنے کی سعی ہو۔

نوجوانانِ اسلام کو ایک دفعہ پھر افلاک واکناف کا نظارہ بطرزِ حضرتِ صدر الافاضل سے کروایا جائے، ان کو علم توقیت کے ذریعہ ماہر وقت بنایا جائے۔ تفاسیر وشروحات کو کوزہ میں بند کرنے کے خزائینِ عرفاں عطا کیے جائیں۔ ان میں وہ شوق بیدار کیا جائے جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بیسیوں علوم میں فرد واحد کو ماہر کر دے۔ دنیا بھر میں پھیلتے ہوئے سلسلہ نعیمیہ کی ترویج وترقی کو منظم و مختشم کر کے تمام تر متوسلین کو خاندانی صورت میں جمع اور باخبر رکھا جائے۔

ان تمام تر جدید تقاضوں کو کئی زبانوں میں پورا کرتا ہوا یہ عظیم رسالہ ''ضربِ صدر الافاضل'' بختیارِ اہلسنت ہے، جو نظامِ دین ومسلکِ مبین کی خدمت کے لیے جاری ہوا۔ ربِ عزوجل سے دعا ہے کہ مغربی بنگال سے اٹھنے والی یہ ضرب برصغیر افغان وعرب، افریقہ مراکش وغرب کی اصلاح وفلاح اور دین کی بقا میں بہترین کردار ادا کرے، تمام تر کاوشیں مقبول در بارگاہِ رسول ﷺ ہوں۔ آمین بجاہ النبی الامین الخاتم النبیین ﷺ۔

☪ محمد زبیر قادری

(سابق مدیر اعلیٰ افکارِ رضا ممبئی)

کہتے ہیں موجودہ دَور فتنوں کا دور ہے۔ اس لیے اسلام وسنّیت پر آئے دن مختلف شکلوں میں، ہیئت بدل بدل کر حملے ہو رہے ہیں۔ پہلے تو باطل مذاہب، باطل فرقے اور لادینی اسلام دشمن قوتیں ہی کیا کم تھیں کہ اہلِ سنّت میں داخلی فتنوں نے زور اُٹھانا شروع کر دیا ہے۔ آج سنّی کہلائے جانے والے بعض خود ساختہ مفکرین و دانش وران کا ایک حلقہ چودھویں صدی کے مسلّمہ مجددِ اعظم حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے افکار ونظریات پر حملے کرنے پر تن من دھن سے لگا ہوا ہے۔ سوشل میڈیا پر ایسے نیم مُلّا خطرۂ ایمان افراد نے خوب اودھم مچا رکھی ہے۔ جن کا مقصد صرف منفی تنقید والزام تراشیوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اصلاح کی بات کرنے والے یہ افراد اپنی ہی اصلاح سے غافل ہیں۔ ایسے میں آج شدید ضرورت ہے ایسے افراد واداروں کی جو ایسے تمام فتنوں کی سرکوبی پر کاری ضرب لگا کر انھیں ٹھکانے لگا سکیں۔ لیکن کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اپنے کہلائے جانے والے ان دانش وران کو پہلے پیار ومحبت سے سمجھانے کی کوششیں کی جائیں، سختی سے کام نہ لیا جائے۔ ورنہ بہت سے افراد صرف اپنی ''انا'' کی خاطر حق بات قبول کرنے سے عاجز ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ! رسالہ ''ضربِ صدر الافاضل''

اسی مشن کی ایک اہم کڑی ہے، جس میں فاضلان و دانش وران کی ایک ٹیم اس مشن کا بیڑہ اٹھانے پر کمر بستہ ہے۔ خدا کرے کہ یہ مشن کامیابی سے جاری وساری رہے۔

حضور صدرالافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نام ہے اس عظیم المرتبت ہستی کا جنھوں نے اسلام و سنیت کی وہ گراں قدر خدمات انجام دیں، جن سے رہتی دنیا فیوض و برکات حاصل کرتی رہے گی، فیضان پاتی رہے گی۔ کئی دہائیاں بیت گئیں، حضرت کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ حضرت کے خلفا، مریدین، منتسبین، تلامذہ حضرت کے کام کو آگے بڑھانے میں دن دونی رات چوگنی لگے ہوئے ہیں۔

برادرم غلام مصطفیٰ نعیمی عرصۂ دراز سے حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھانے میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی زیر ادارت جاری ''سوادِ اعظم'' ان کی بہترین کاوشوں میں سے ہے۔ حضرت کے ذریعے احقر کو یہ اطلاع ملی کہ نعیمی حضرات کی ایک ٹیم ایک مجلہ ''ضرب صدرالافاضل'' جاری کرنے جارہی ہے۔ سن کر بے حد خوشی ہوئی۔ کام ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔ اس لیے کہ طاغوتی طاقتوں کا مشن بھی مسلسل جاری وساری ہے۔ اُمید ہے کہ یہ حضرات اپنی ان تھک محنت وخلوص سے، دل جمعی سے اس مشن کو آگے بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کریں گے اور رسالہ بامِ عروج کی بلندیوں تک پہنچ جائے گا۔

☪ محمد شہزاد ظفر نعیمی اسلام پور بنگال

(متعلم جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی)

اس وقت کافی مسرت وشادمانی ہوئی جب یہ خبر ملی کہ ہمارے مقتدی و رہنما نجم العلماء پیر طریقت رہبر راہ شریعت نبیرہ حضور صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نظام الدین نجم نعیمی قادری مرادآبادی ثم اسلام پوری اپنے جد امجد سیدی سرکار حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات سے متعلق ایک رسالہ ششماہی بنام ''ضرب صدر الافاضل'' نکال رہے ہیں، جس کی رسم اجرا عرسِ حضور فدائے ملت میں ادا کی جائے گی۔

ذہن وقلب یہ خبر سن کر منور ہوگیا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ رسالہ اس ذات بابرکات کی حیات وخدمات سے متعلق ہے جس کے کارنامے رہتی دنیا تک ہمارے لیے مشعل راہ ثابت ہوتے رہیں گے، جن کی تعلیمات ہم سب کے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی ذات یقینا ہمارے لیے فضل الٰہی ہے۔ ایسا فضل جس کی روشنی نے ہمارے دلوں کو چمکا دیا اور ادیان باطلہ فرقے باطلہ کو زمیں دوس کر دیا جس نے ہم کو تفسیر خزائن العرفان کی شکل میں ایسا تحفہ عطا فرمایا جس کی خوشبو تا قیامت مہکتی رہگی جس نے جامعہ نعیمیہ کی شکل میں علم ومحبت کا ایسا مضبوط قلعہ عطا فرمایا جس میں اب تک لاکھوں طالبان علوم نبویہ پناہ گزیں ہو چکے جس کی اغوش میں تا قیامت قال اللہ قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔ حضور صدرالافاضل اپنے وقت کے اک بہترین عالم وفاضل صدرالافاضل ہونے کے ساتھ اک ولی کامل صوفی کامل متقی کامل اور شیخ کامل بھی تھے جن کے دامن سے لاکھوں لوگوں نے ہدایت کی تجلی حاصل کی آپ نے زندگی بھر دین اسلام کی شاندار خدمت فرمائی جس کے صلے میں اللہ پاک نے آپ کے نام نامی اسم گرامی کو عالم اسلام میں چمکا دیا شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں آپ کا چرچہ نہ ہو یہ سب فضل ہے اللہ پاک کا کرم ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا ہے حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کہ آپ کو دنیا صدرالافاضل امام الہند کے نام سے جانتی ہے۔

صدہا مبارک باد کے لائق ہیں نبیران حضور صدرالافاضل خصوصا میرے مرشد پاک اولاد رسول پاک صوفی باصفا عاشق مصطفی فدائے غوث الوری نبیرہ صدرالافاضل حضرت پیر سید محمد عظیم الدین نعیمی قادری جلالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نعیمیہ قادریہ اسلام پور بنگال اور نجم العلماء بدر العلماء پیر شریعت نبیرہ صدرالافاضل حضرت سید محمد نظام الدین نعیمی قادری قبلہ اور وارث علوم صدرالافاضل عالم و عامل مفتی اہلسنت ناصر مسلک اعلی حضرت مفتی محمد بختیار الدین نعیمی قادری ان شہزدگان کی بے پناہ محنت و مشقت کی برکت ہے کہ آج عالم اسلام میں مشن صدر الافاضل تحریر وتقریر بیعت و ارادت کے ذریعے پھولتا پھلتا دکھائی دے رہا ہے ان شاء اللہ آنے والے وقت میں اور بھی اس میں مزید برکتیں نظر آئیں گی اللہ پاک سے دعا ہے کہ مولی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل نجم میاں قبلہ کے اس نیک کام کو قبول فرما کر ہم سب کو بزرگانِ دین کے نقش قدم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تعلیمات حضور صدرالافاضل کو ہر گھر میں پہنچا دے آمین ثم آمین۔